ان آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

کتاب مستطاب

مرد علم میدان عمل میں

یعنی

سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی کے سوانح حیات

اور علمی و عملی کارنامے و دیگر حالات

(حصہ اول)

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا طاہر عباس اعوان فاضل قم مقدسہ

ناشر
جامعہ ولی العصرؑ، ہاؤسنگ کالونی، لیہ (پنجاب) پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ونکتب ما قدموا و آثارھم

ان آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

کتاب مستطاب

مرد علم میدان عمل میں

یعنی

سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی

کے

سوانح حیات اور علمی و عملی کارنامے و دیگر حالات

(حصہ اول)

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا طاہر عباس اعوان، فاضل قم مقدسہ

ناشر:۔ جامعہ ولی العصر، ہاؤسنگ کالونی، لیہ، پاکستان

نام کتاب:۔ مرد علم میدان عمل میں

مولف:۔ حجۃ الاسلام مولانا طاہر عباس اعوان قمی

پریس:۔ ثنائی پریس سرگودھا

تعداد:۔ 1100

قیمت:۔ 250 روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ ۱) جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ زاہد کالونی، عقب جوہر کالونی، سرگودھا

۲) مکتبۃ السبطین، 296-B سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا۔

اظہار تشکر

جب کتاب مستطاب "مرد علم میدان عمل میں" اللہ تعالی کے خصوصی فضل و کرم سے مکمل ہو گئی تو اس کی طباعت کی فکر لاحق ہوئی مگر حلال مشکلات خداوند عالم نے الحاج ملک محمد اقبال صاحب اور ان کے برادر خورد الحاج ملک شمشاد حسین صاحب آف دریا خان ضلع بھکر کے ذریعہ سے یہ مشکل اس طرح آسان کر دی کہ انہوں نے اس کی طباعت و اشاعت کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لئے۔ جزاهم الله فی الدارین خیر الجزاء۔ دعا ہے کہ خداوند عالم ان کی اس سعی جمیل کو شرف قبول سے نوازے اور اس کار خیر کا ثواب ان کے والدین مرحومین اور دیگر مرحومین و مرحومات کی ارواح کو پہنچائے اور ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائے کہ وہ اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی شائع کرا سکیں۔ قوم کو ان کا ممنون احسان ہونا چاہیے کہ جن کے طفیل یہ انمول تحفہ اس تک اس بہترین صورت میں پہنچ رہا ہے۔ شکر الله سعیهما و زاد فی توفیقاتهما و حفظهما من جمیع الشرور و الآلام بحق النبی و آله علیه و علیهم السلام

واناالاحقر الفانی

طاہر عباس اعوان الباکستانی

ماہ رمضان ۱۴۲۶ھ

باسم رب الشهداء والصدیقین

انتساب

اپنی اس ناچیز کاوش کو نہایت عجز و نیاز کے ساتھ بارہویں تاجدار امامت وولایت حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری علیہما السلام کی بارگاہ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے ان کے طفیل خدائے کریم کی نگاہ لطف و کرم کا امیدوار ہوں، اور ساتھ ہی اس حقیر خدمت کو شرف قبولیت بخشنے کی رجاء کامل رکھتا ہوں

آناں کہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

خاک پائے حیداران اہلبیت علیہم السلام

الاحقر الفانی

طاہر عباس اعوان الباکستانی

بروز چہارشنبہ ۱۵ ماہ مبارک رمضان ۱۴۲۶ھ

در جوار کریمہ اہلبیت علیہم السلام

در شہر مقدس قم حرم الائمۃ الاطہار و عشق آل محمدؐ

فہرست مطالب

فہرست مطالب — **صفحہ نمبر**

باب اول

آیۃ ا......الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہ کے حالات زندگی

فصل اول

فصل دوم

باب دوم

آیۃ ا...... نجفی کی وطن واپسی

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم (مجالس ومنابر کے اصلاح کی کوششیں)

فصل چہارم

فصل پنجم

باب سوم

اصلاح احوال کی خاطر وجود میں آنے والی تحریکیں اور ان کا انجام

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم

باب چہارم

آیۃ ا...... نجفی مدظلہ علماء اعلام کی نگاہ میں

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم

فصل چہارم

فصل پنجم

فصل ششم

باب پنجم

سرکار آیۃ اللہ النجفی کی تقریری، تدریسی اور قومی وملی خدمات

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم

باب ششم

شیخ احمد احسائی اور شیخیت کے بارے میں

فصل اول

فصل دوم

فصل سوم

باب ہفتم (مراسلات واجازات)


فقیہ اہلبیت آیۃ اللہ
الشیخ محمد حسین النجفی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا و نبينا وحَبِيۡبِنَا ومَوۡلَانَا اَبِیۡ الۡقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى عِتۡرَتِهِ الطَّيِّبِيۡنَ الطَّاهِرِيۡنَ الۡمَعۡصُوۡمِيۡنَ واللعنة الدائمة على اعدائهم اجمعين.

مقدمہ

اما بعد: ارباب علم ودانش پر یہ بات مخفی ومستور نہیں ہے کہ قرآن کریم اور تاریخ ملل ونحل کی کتب حق وباطل کی باہمی کشمکش کی داستانوں سے لبریز ہیں۔ اسی کشمکش کی عکاسی شاعر مشرق نے اس شعر میں کی ہے کہ۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز   چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

جب شیطان ملعون حکم خداوندی کے باوجود ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود نہیں ہوا، تو اس حکم الٰہی کو ٹھکرانے کی سزا اسے یہ ملی کہ فاخرج منها انک رجیم کی لعنت کا طوق گلے میں ڈلوا کر بارگاہ رب العزت سے دھتکارا گیا، وہ شیطان کہ جو زمین کے چپہ چپہ پر سجدہ کرنے اور چھ ہزار سال تک مسلسل خدا کی عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے، کسی زمانے میں استاد ملائکہ کے مقام پر فائز ہوا تھا اسے صرف ایک سجدہ کا انکار کرنے کی اتنی بڑی سزا ملی کہ تمام عبادتیں بھی اکارت ہوگئیں اور اسکے علاوہ ابدی جہنم کا مستوجب بھی قرار پایا۔

اس سارے قصہ سے جو چیز سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ نجات اور سعادت کا میزان کثرت عبادت نہیں بلکہ اخلاص اور حکم خداوندی اور حکم شریعت کے مطابق اس کا بجالانا ہے۔ اپنی مرضی کی عبادت میزان نجات نہیں ہے، لہذا یہ ملعون اس وقت سے بنی نوع آدم کی دشمنی دل میں لیے انسانوں کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اس وجہ سے آج تک مسلسل بنی نوع آدم کے درمیان گمراہی پھیلانے میں مصروف ہے اور ہر وقت خدا کے مخلص ونیک بندوں کو صراط مستقیم سے ہٹانے اور انہیں نیک کام کرنے اور اعلاء کلمہ حق سے روکنے کی سعی میں لگا رہتا ہے۔

اور جب خود ان مخلصین کو گمراہ کرنے سے مایوس ہوجاتا ہے۔ تو پھر اپنے مریدوں کے ذریعہ ان خدا رسیدہ اور مخلص بندوں کو طرح طرح کی ایذا رسانی میں مصروف ہوجاتا ہے اور پھر اس کشمکش کے فقط دو

ہی نتیجے سامنے آتے ہیں،

حق و باطل کی باہمی کشمکش

(۱) یا تو وہ الٰہی ہستیاں اور خدا کے مخلص بندے اپنی اس چار روزہ زندگی کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے اہم فریضہ کو انجام دیتے ہوئے اور خود کو خدا کے اوامر ونواہی کا پابند کرتے ہوئے اپنی عادی موت کے ذریعہ عاش سعیدا ومات سعیدا کا تمغہ حاصل کر کے دار فانی سے دار بقاء کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں لیکن اس اعلاء کلمہ حق کی سزا انہیں ان اہل دنیا اور مفاد پرست عناصر کی طرف سے یہ ملتی ہے کہ ان عظیم ہستیوں کو گوشہ نشین ہو کر گمنامی کی زندگی گزارنا پڑتی ہے گویا ان کا نام لینا جرم، انکا ساتھ دینا یا انکا ہمنشین ہونا اور محافل ومجالس میں انہیں مدعو کرنا ناقابل معافی گناہ ہے۔ بالفاظ دیگر ان امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اعلاء کلمہ حق کے علمبرداروں کو اتنا بدنام کیا جاتا ہے کہ کوئی بھی ان کے قریب جانے کی با آسانی ہمت و جرات نہیں کرتا۔

(۲) یا پھر اعلاء کلمہ حق کے یہ علمبردار اپنی جان اور اپنا مال اپنے مالک حقیقی کی راہ میں قربان کر کے اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو جاتے ہیں۔ اور اس چار روزہ زندگی کی آسائش اور لوازمات سے خدا کی خوشنودی کی خاطر کنارہ کش اور دستبردار ہو جاتے ہیں۔ جسے شخص کی موت یا شہادت کہا جاتا ہے لہذا یہ سعادت او ررضاءِ خدا اسی قسم کے افراد کو میسر ہوتی ہے۔ کیونکہ مفاد پرست عناصر، معترض اور دولت وشہرت کے پجاری افراد ایسے الٰہی انسانوں کا وجود برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ان الٰہی انسانوں کو اپنے مفاد اور مقصد کی تکمیل میں سدِ سکندری سمجھتے ہیں۔ جس کی بنا پر یا تو وہ انہیں خود یا کسی آلہ کار کے ہاتھوں جان سے مار دیتے ہیں۔ جسے شخص کی موت یعنی شہادت کہا جاتا ہے اور یا پھر انہیں اتنا بدنام کرتے ہیں کہ ان کا نام لیتے ہوئے لوگ گھبراتے ہیں اور ان کے ساتھ منسلک ہونے کو اپنے لئے موجب خطر سمجھتے ہیں۔ ایسے افراد کی اس موت کو شخصیت کی موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی اس کی شخصیت کو اتنا بدنام کیا جائے کہ وہ شخصیت گوشہ نشین ہو جائے

ایسے الٰہی اور اولوالعزم صفات کے مالک افراد اپنے خون اور عزت، مقام اور حیثیت کی قربانی کے ذریعے شجرِ اسلام کو سیراب کرنے کے علاوہ باطل قوتوں استعمار، سلاطین جور، امراء ولیڈران قوم وغیرہ کے منہ پر زوردار طمانچہ مار کے انہیں ہمیشہ کے لیے عذاب عظیم کا مستحق بنا کر اسلام و مسلمین کی بقاء کی خاطر

اپنی عزیز جان کا نذرانہ دے دیتے ہیں۔اس کی مثالیں قرآن اور تاریخ انسانیت کے اوراق میں لاتعدو الاتحصیٰ کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔خدا کے معصوم انبیاء کا قتل اور انہیں قسم قسم کی ایذ ارسانیاں، انبیاء علیہم السلام کو آروں سے چیرنا، آگ میں پھینکنا، کنوؤں میں ڈالنا، سیف وسناں سے ٹکڑے ٹکڑے کرنا یا انہیں مجنون، دیوانا، ساحر وغیرہ وغیرہ جیسے قبیح الفاظ سے یاد کرنا یا پھر ان پر پتھروں کی بارش کرنا ان کے اکمل ترین وبارز ترین نمونے ہیں۔ان تمام واقعات سے یعنی سفیران الٰہی کی مظلومیت اور انکی قوم کے لیڈران، جاگیرداران اور شہرت وشہوت پرستوں کے مظالم سے آیات قرآنی اور کتب تاریخ بھری پڑی ہیں۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے بعد انکے اوصیا اور آئمہ معصومینؑ یعنی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک ہر ہر امام کا مقتول یا مسموم ہونا اور بنی امیہ اور بنی عباس کے دور خلافت میں سادات کرام کا دیواروں میں زندہ چنا جانا، سادات کے خون سے گاروں کا بننا، آئمہ معصومین علیہم السلام کے اصحاب باوفا مثل میثم تمار، سعید ابن جبیر، کمیل بن زیاد، حجر ابن عدی وغیرہم کا قتل ہونا، سولیوں پر لٹکایا جانا، زندانوں میں غربت کی موت مرجانا وغیرہ مظالم کے اس قسم کے واقعات اور دلسوز داستانوں سے تاریخ اسلام کے ہزاروں صفحات بھر چکے ہیں۔یہ سارے حقائق اور واقعات حق اور باطل کی اسی باہمی کشمکش کا نتیجہ ہیں۔

لہذا یہ سارے واقعات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ یہ پاک ہستیاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم فریضہ کی پابند ہونے کے علاوہ چونکہ اپنے مولا وآقا خداوند کریم کے تمام اوامر ونواہی کی پابند تھیں۔اسلئے کسی بھی طریقہ سے نہ ظالم، فاسق وفاجر اور منحرفین کے ساتھ کسی بھی قسم کا گٹھ جوڑ کیا اور نہ ہی انکی لامحدود ایذارسانیوں اور ہزاروں مظالم کے باوجود انکے سامنے جھکے اور نہ ہی بکے۔لہذا ان عظیم ہستیوں کی اس جرات اور راہ حق میں ثابت قدمی کی بدولت یہ سارے واقعات پیش آئے ہیں۔یہ سارا کام ان ہستیوں نے پیغام اسلام پہنچانے اور پھر اسے ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھنے اور اس طرح مسلمانوں بالخصوص شیعیان اہل بیت کو ہر قسم کے انحراف فکری وعقیدتی سے بچانے کے لیے کیا ہے۔

حق وباطل کی اس کشمکش کی کامل ترین مثال جو کہ تاریخ انسانیت کا منفرد ترین واقعہ ہے جو انسان کو انسانیت کے دائرہ میں رکھنے کی خاطر دنیائے انسانیت کے عظیم ترین انسانوں کا خبیث ترین انسانوں کے ہاتھوں قربان ہو جانے والا واقعہ، واقعہ کربلاء ہے۔جس کی نظیر تاریخ انسانیت میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی، اسی وجہ سے کربلا سے درس لینے والے، کربلا والوں کو ماننے والے اور بعد کے آنے والے انسانوں

نے یہ نعرہ لگایا کہ

ہے ہماری درس گاہ کربلا و کربلا　　حق کا سید عارا ستہ کربلا و کربلا

لہذا کربلا کو اپنی درسگاہ سمجھنے والے، اور احیاء اسلام کی خاطر اسے حق اور سید عار استہ ماننے والے آگے بڑھے اور جہاں شجرِ اسلام کو خون کی ضرورت پڑی اپنی جان قربان کردی۔ جن میں سادات کرام، علماء اعلام اور مراجع عظام کے ساتھ ساتھ دیگر محبان اہل بیت بھی شامل ہیں۔ کہ جنہوں نے اپنی جان، مال مقام وحیثیت کا نذرانہ مذہب اہلبیت واسلام کو دشمن کے حملوں اور اس سے انحرافات فکری وتحریفات لفظی ومعنوی کو دور کرنے کے لیے پیش کیا،

عوام کو اپنے مسائل حل کرانے کے لیے علماء کی طرف رجوع کرنے کا حکم معصوم ہے اور چونکہ معصوم کی طرف سے اسلام اور مذہب اہل بیت علیہم السلام کی صحیح تعلیمات کے فروغ کی خاطر یہ عظیم ترین اور سنگین ترین ذمہ داری، زمانہ غیبت امام زمانہ علیہ السلام میں علماء ومراجع عظام کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ اس لیے آئمہ معصومین نے اپنے ماننے والوں کو اسلام اور مذہب اہل بیت علیہم السلام کی صحیح تعلیمات کے حصول کے لیے فقہاء ومراجع عظام کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا اس زمانے کی نزاکتوں کو سمجھتے ہوئے بار بار وحی الٰہی کے پروردہ معصوم ہستیوں کی زبان مبارک سے اپنے ماننے والوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے یہ الفاظ نکلے چنانچہ

(۱) بارہویں تاجدار امامت وولایت حضرت حجت ابن الحسن العسکری علیہما السلام اسحاق بن یعقوب کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

﴿اما الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الیٰ رواة احادیثنا فانهم حجتی علیکم وانا حجة الله علیهم﴾ (وسائل الشیعہ جلد ۲۷ حدیث نمبر ۳۳۴۲۴)

(۲) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں۔

﴿من كان من الفقهاء صائناً لنفسه حافظاً لدينه مخالفاً لهواه مطيعاً لامر مولاه فللعوام ان يقلدوه﴾ (وسائل الشیعہ جلد ۲۷ حدیث نمبر ۳۳۴۰۱)

اس صورت حال میں علماء اعلام اور مراجع عظام کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ دین کا علم ان کے پاس ہے۔ جس کی وجہ سے انکی ذمہ داری ہے کہ وہ اس امانت الٰہی کو اس مذہب کے ماننے والوں تک پہنچائیں اور دوسری یہ کہ اس ذمہ داری کے علاوہ چونکہ احادیث میں

محبان اہل بیت کو یتیمان آل محمد سے تعبیر کیا گیا ہے، لہٰذا ان یتیمان آل محمد کی زمانہ غیبت میں کفالت اور انہیں انحراف فکری وعقیدتی سے بچانا بھی انہیں وارثان علم انبیاء وآئمہ علیہم السلام کی ہی ذمہ داری ہے۔ اور یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ قطب کون ومکان، وارث حقیقی خون شہداء کربلا امام زمانہ علیہ السلام براہ راست ان علماء اعلام کے حالات پر نظر فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں تھوڑی سی کوتاہی اور غفلت جہاں پر زہراء مرضیہ علیہا السلام کے اس فرزند کی ناراضگی کا سبب بنے گی۔ وہاں پر انہیں خون کے آنسو رلانے کا بھی موجب ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ اس موضوع سے مربوط کتب مفصلہ میں اس قسم کے واقعات دیکھے جا سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جن علماء اعلام نے ماحول کی نزاکت کے باوجود بھی اس اہم فریضہ کو احسن طریقہ سے انجام دیا انہیں قدم قدم پر قسم قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن فرمان معصوم کے مطابق العلماء ورثۃ الانبیاء کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ جس بنا پر یہ ہستیاں اپنے سرداروں اور آقاؤں کی طرح جانوں پر تو کھیل گئیں لیکن کسی بھی صورت میں باطل کی ہاں میں ہاں نہیں ملائی،

کیونکہ   ع   اسلام پہ مرمٹنے والے ہر رنج گوارا کرتے ہیں

شجر اسلام کی آبیاری کے لیے علماء اعلام وفقہاء عظام کی قربانیاں

اس جگہ اگرچہ سینکڑوں مثالیں موجود ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر صرف چند اور وہ بھی بہت ہی محدود تعداد میں صرف مجتہدین اور مراجع کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس کی زندہ مثالیں شہید اول محمد بن جمال الدین مکی العاملیؒ (۷۸۶ھ) وشہید ثانی زین الدین بن علی بن احمد جبعی عاملیؒ (۹۶۶ھ) ہیں، ان دونوں عظیم ہستیوں کی آج تک قبر کا نشان تک کسی کو نہ مل سکا۔ لیکن ان دونوں بزرگوں کی کتب اول الذکر کی لمعہ اور ثانی الذکر کی شرح لمعہ کو بالخصوص وہ عظمت نصیب ہوئی کہ روز تصنیف سے لے کر آج تک تمام شیعہ مدارس میں بطور درس پڑھائی جاتی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انہیں پڑھے بغیر کوئی بھی مجتہد مجتہد نہیں بن سکتا، اور شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستریؒ (۹۵۶ھ۔۱۰۱۹ھ بمطابق ۱۵۴۹ء۔۱۶۱۰ء) جن کا مزار آگرہ ہندوستان میں زائرین کی زیارت کا مرکز ہے جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں تقیہ کی زندگی گزارتے ہوئے قضاوت کا منصب سنبھالا اور لاہور میں قاضی مقرر ہوئے۔ اس عظیم ہستی نے چونکہ شرط رکھی تھی کہ میں چار مخصوص فقہوں میں سے کسی ایک فقہ کے مطابق فتویٰ نہیں دوں گا اس لئے اپنی وسعت علمی کی بنا پر وہ

بھی فیصلہ کرتے تھے فقہ جعفری کے مطابق کرتے تھے لیکن جب علماء اہلسنت ہنگامہ کرتے تھے کہ یہ سنی فرقہ کے مطابق نہیں ہے تو یہ عظیم ہستی ان چار فقہوں میں سے کسی نہ کسی فقہ سے اس فیصلہ کو درست ثابت کر دیتی تھی اس طرح خفیہ طور پر مذہب اہلبیت کی ترویج کرتے رہے لیکن علم مناظرہ کی عظیم ترین "کتاب احقاق الحق" کہ جو آیۃ.....العظمیٰ سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ (۲۰ صفر ۱۳۱۵ھ، ۷ صفر ۱۴۱۱ھ) کے ملحقات کے ساتھ ۳۶ جلدوں میں چھپ چکی ہے اور ابھی تک نا تمام ہے، کے لکھے جانے کی اطلاع کسی طرح متعصب علماء تک پہنچ گئی اور یہی کتاب اس مرجع اور فقیہ اہلبیت کی شہادت کا سبب بنی۔ اس عظیم فقیہ کے قتل پر ۴۰ علماء اہل سنت نے فتویٰ دے کر دستخط کیے تھے چنانچہ انہیں ۹۰ تازیانے مارے گئے۔ اگرچہ یہ عظیم اور جلیل القدر فقیہ اور اسلام کا بوڑھا سپاہی پہلی ہی چند ضربوں سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر چکا تھا لیکن ظالموں نے بے روح جسم پر اپنے ظلم کی حد کر دی اس عظیم فقیہ نے اپنے بعد سو سے زیادہ کتابیں مذہب حق کی ترجمانی کے لیے یادگار چھوڑی ہیں

اسی طرح قائد شہید یعنی قائد ملت جعفریہ پاکستان حضرت علامہ سید عارف حسین الحسینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء، ۵ اگست ۱۹۸۸ء) جیسے عظیم انسانوں کی شجر اسلام کی آبیاری کے لیے قربانیاں ہیں۔ انکے اور ان جیسے دیگر سینکڑوں فقہاء کرام و مجتہدین عظام وعلماء اعلام اور دیگر عظیم انسانوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے اور انکے کارہائے نمایاں دیکھنے کے شائقین مجاہد ملت حضرت آیۃ اللہ علامہ کبیر الشیخ عبدالحسین امینی (۱۳۲۳ھ۔۱۳۹۰ھ) صاحب الغدیر کی (کتاب شہداء الفضیلہ جس کا فارسی اور اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے) کی طرف رجوع فرمائیں علامہ مجاہد شیخ عبدالحسین امینی نجفی صاحب الغدیر نے اس عظیم کتاب میں ایک سو تیس (۱۳۰) ان عظیم و برجستہ ترین شیعہ علماء اعلام وفقہاء عظام کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے شجر اسلام کی آبیاری اور مذہب اہل بیت علیہم السلام کی سربلندی کے لیے اپنا خون بہا کر خدا کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کیا لیکن کسی بھی صورت میں باطل پرستوں کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دیا۔

اسی طرح آیت اللہ العظمیٰ آقای سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ کی کتاب (مستدرک شہداء الفضیلہ یعنی جن علماء اعلام کے حالات علامہ کبیر آیۃ اللہ امینی صاحب تک نہ پہنچے اور وہ اپنی کتاب میں انہیں نہ لکھ سکے، انہیں فقیہ اہل بیت حضرت آیت اللہ نجفی مرعشیؒ نے بعد میں کتب کی ورق گردانی کر کے تاریخ کی بے

رحم ستم ظریفیوں کے طاقچوں سے نکال کر جمع کیے ہیں۔اور پھر صد سالہ اخیر کے شیعہ علماء وطلاب کہ جنہوں نے اس چشمہ زلال کو ہر قسم کی فکری وانحرافی تعفن وگدلے پن سے بچانے کے لیے تا کہ یہ چشمہ ہدایت صحیح طریقہ سے جاری وساری رہے اپنی عزیز جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اس چشمہ ہدایت کے اردگرد بند باندھ کے آنے والی نسلوں کو اس سے استفادہ کرنے کے لیے پیش کردیا ان عزیز انسانوں کے حالات زندگی کو حجتہ الاسلام والمسلمین جناب علی ربانی خلخالی مدظلہ نے اپنی عظیم وضخیم دو جلدوں میں لکھی جانے والی کتاب بنام ﴿شہداء روحانیت شیعہ در صد سالہ اخیر﴾ میں قلم بند کیے ہیں،اور اسی طرح قم المقدس سے دفتر تبلیغات اسلامی نے تقریبا دس جلدوں پر مشتمل کتاب بنام (شہداء روحانیت) چاپ کی ہے لیکن اسکے باوجود ان سے کہیں زیادہ ان علماء اعلام ومومنین کرام کے حالات زندگی زمانہ کی ستم ظریفی کی وجہ سے قلم بند ہونے سے رہ گئے ہیں جنہوں نے اسلام کی بقاء اور مذہب اہل بیت علیہم السلام کی ترقی اور اسے ہر قسم کی تحریف اور ہر آئے دن نئے نئے مذاہب اور فتنوں کے نفوذ سے بچانے کی خاطر اپنی عزیز جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے،حشر هم الله جميعا في فراديس الجنان مع النبي وعترته الطاهرين ، ان شہداء کی پاک تربتوں پر سلام جنہوں نے ہمیں ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور اہل دنیا کی طرف سے دی جانے والی دھمکیوں یا طمع ولالچ کو پائے حقارت سے ٹھکرا کر اسلام کی خاطر مرنا سکھایا۔

(حسینیوں کی زندگی عقیدہ اور جہاد ہے)

﴿شخصیت کی موت کی مثالیں﴾

اس شخصی شہادت کی موت کے علاوہ ایک شخصیت کی موت ہوتی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب نے فلاں کام کر کے اپنی شخصیت ختم کردی یا اپنی شخصیت کو مجروح کیا ہے۔بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان خودکشی کرتا ہے اور مرجاتا ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اسے مارا جاتا ہے۔البتہ یہاں وہ قتل مراد ہے جو ظلم اور عدوان کے طور پر ہو ورنہ قصاص یا جہاد میں کفار ومشرکین کا قتل عین اسلام ہے۔ بالکل اسی طرح بعض اوقات انسان کوئی ایسا غلط کام کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے اسکی شخصیت ختم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مدمقابل کی خواہش ومرضی کے مطابق کام نہیں کرتا بلکہ خدا وآئمہ معصومین کی رضا وخوشنودی کو دوسروں پر مقدم کرتا ہے جسکی وجہ سے اسکی شخصیت کو پامال کیا جاتا ہے۔یا بالفاظ دیگر اس پر قسم قسم کی تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔شخصیت کی موت کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد

ظالم یا تو انہیں شخصی موت سے بھی ہمکنار کر دیتے ہیں یا پھر اسی مرحلہ پر ہی ظالم اس عظیم ہستی کے سامنے اپنی شکست کا اعتراف کر لیتا ہے۔ البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ با ایمان آدمی ان دونوں موتوں سے اور حالات کی ستم ظریفی سے گھبرا کر ظالم، فاسق یا منحرفین کے ساتھ ہو جائے اور انکی ہاں میں ہاں ملا دے۔ جس کی فقط دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس نے حکم قرآنی کے مطابق تقیہ سے کام لیا ہے اور قلب مطمئن بالایمان کے مرحلہ میں داخل ہوا ہے۔ تو ایسی صورت میں تو وہ بالکل بے قصور ہے بلکہ عند اللہ ماجور بھی ہے۔ جس کی تفصیل تقیہ سے مربوط کتب واحادیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اور یا پھر متاعِ دنیا کی خاطر ایمان جیسی عظیم لازوال نعمت سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے تو ایسی صورت میں وہ خسر الدنیا والاخرہ کا کامل ترین مصداق ہے۔ اگر چہ وہ با ایمان شخص تھا لیکن اب وہ دولتِ ایمان سے تہی دست ہو چکا ہے۔ اس مختصری تمہید کے بعد ہم فقط اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ شخص کی موت کی طرح شخصیت کی موت کی مثالیں بھی کوئی کم نہیں ہیں ۔ چونکہ خاندان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکمل افراد انسانی زندگی کو سہارا دینے کے لیے خلق کیے گئے ہیں۔ لہذا ان سے محبت رکھنے والا انسان انہیں کے در کی طرف رخ کرتا ہے اور ہر مصیبت زدہ انسان اپنی مصیبت کا غم دور کرنے کے لیے جب اس گھرانے کی طرف رجوع کرتا ہے تو اسے اس خاندان پاک کے افراد میں دنیا کی تمام مصیبتیں جو وقت کے حکام جور کے ہاتھوں انہیں پہنچی ہیں موجود پاتا ہے تو اسے اپنی مصیبتیں ہیچ نظر آتی ہیں۔

پہلی مثال :۔

چنانچہ اسی خاندان نبوت کی ایک ایسی عظیم ہستی کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دنیا کی عظیم ترین، شریف ترین، عزیز ترین اور آیہ تطہیر، ایمان کل اور نفس رسول کی مصداق ہستی جو کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات اقدس ہے۔ جنہیں شخصی شہادت تو نصیب ہوئی تھی لیکن اس عظیم انسان کو دنیا کے خبیث ترین افراد کے ہاتھوں شخصیت کی موت سے بھی ہمکنار کرنے کی کوشش کی گئی۔ لہذا اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو ہستی اپنے معبود حقیقی کی رضا کی خاطر شب وروز میں زندگی بھر روز مرہ کی واجب ومستحب نمازوں کے علاوہ ہزار ہزار رکعت نماز پڑھکر اور اس طرح ہر روز اکیس سو دو (2102) سجدے اداء کر کے ہمیشہ اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں سر بسجود رہی ہو لیکن شام میں معاویہ کی حکومت میں یہ مشہور کیا جائے کہ علی (علیہ السلام) کا مسجد سے کیا تعلق تھا جو اسے مسجد میں مارا گیا ہے، وہ

تو معاذ اللہ ایک ڈاکو تھا، حضرت علی علیہ السلام کی اس سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوسکتی ہے اور اس پاک ہستی کی ذات پر اس سے بڑی اور تہمت کیا لگ سکتی ہے کہ امام المتقین کو بے نماز کہا جائے۔ وہ علی کہ جس نے فخر یہ انداز میں یہ فرمایا ہو کہ، اے اللہ میری عزت کے لیے بس یہی کافی ہے کہ تو میرا رب ہے اور میرے فخر کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں،۔

دوسری مثال:۔

اور اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد رسول اللہ کی لخت جگر حضرت زہرا بتول علیہا السلام پر بابا کی امت کے ہاتھوں وہ مصیبتیں ڈھائی گئیں جس کی مثال تاریخ انسانیت میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ بی بی کو یہ کہنا پڑا کہ اے بابا آپ کے بعد میرے اوپر وہ مصائب ڈھائے گئے کہ اگر روشن دنوں پر پڑتے تو سیاہ راتوں میں بدل جاتے، بھلا اس سے بڑی اور کیا مصیبت ہوگی کہ نص قرآنی کے مطابق صدیقہ وطاہرہ کو بھرے دربار میں معاذ اللہ جھٹلایا جائے۔ اور معصومہ کے پیش کردہ گواہان جن میں حسنین شریفین علیہما السلام بھی شامل ہیں کی گواہی کو قبول نہ کیا جائے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (القران)

اختصار کے پیش نظر اس موضوع کو مختصر کرتے ہوئے ہم اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں لیکن اس سے قبل یہ جان لینا چاہیے کہ اس ہر قسم کی موت کی اصل وجہ اگرچہ استعمار، ظالم، فاسق اور مفاد پرست قسم کے لوگ ہوتے ہیں، لیکن بسا اوقات وہ براہ راست یہ کام کرتے ہیں اور اکثر اوقات پس پردہ بیٹھ کر وہ اپنے کارندوں کے ذریعے یہ کام کرواتے ہیں۔ اور زیادہ تر وہ یہ کام اس شخص کے حلقہ احباب کے ذریعہ سے کرواتے ہیں۔

عظیم انسانوں کو بدنام کرنے میں اپنے احباب کا کردار اور اسکی چند مثالیں

جیسا کہ عرض کیا ہے کہ عظیم ہستیوں کو شہید یا بدنام کرنیوالے کارندے یا تو خود استعمار کے آلہ کار ہوتے ہیں جیسا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے، یا اس شہید یا مقتول کے اپنے حلقہ احباب یا اپنے ہم مذہب معززین اور دنیا پرست قسم کے لوگ ہوتے ہیں، یا وہ سادہ لوح عوام کالانعام کہ جو بہت جلد سازشوں کا شکار

ہو جاتے ہیں اس شوم کام میں ملوث ہوتے ہیں۔ان سب کی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔اگر ہمارے پاس گنجائش ہوتی تو ہرایک کی کئی مثالیں تاریخی حوالہ جات سے پیش کرتے لیکن اپنے مطلب کے اثبات کے لیے صرف چند محدود مثالیں قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

پہلی مثال:۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر مبارک کو آگ لگانے والا بظاہر اگر چہ اسی گھرانے کا ایک فرد تھا جو دو واسطوں سے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا فرزند ہے۔لیکن اس نے وقت کے ظالم حکمران منصور دوانقی کے حکم سے کیا جو پس پردہ کریہ سب کچھ کردار ہاتھا، بحوالہ﴿ امامزادگان ری۔ و بحار الانوار، علامہ مجلسیؒ﴾

دوسری مثال:۔

اسی طرح ساتویں لعل ولایت حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی ہارون الرشید کے دربار میں شکایت کرنے والے اشخاص خود اسی گھرانے کے افراد تھے تاریخ میں ہے کہ (۱) محمد بن اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادقؑ جو اسماعیلیہ فرقہ کا امام تھا اس نے یہ الفاظ دربار ہارون میں کہے تھے کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ روئے زمین پر دو خلیفہ ہوں گے لوگ تو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ ابن حضرت امام جعفر صادقؑ کو خلیفہ سمجھ کر سلام کرتے ہیں۔اس نے اس بدگوئی سے ہارون کو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے خلاف بھڑکایا۔ ہارون نے ایک لاکھ درھم اس کے لیے روانہ کیے لیکن سخت بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ ایک درہم بھی خرچ نہ کرسکا اور مر گیا، (۲) اسی طرح محمد کے بھائی علی بن اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادقؑ کا پیسوں کی خاطر ہارون کے دربار میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شکایت کا واقعہ کتب تاریخ واحادیث میں ملتا ہے۔باوجود اسکے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے اسے اپنی طرف سے پہلے یہ کہہ کر پیسے دیے تھے کہ میرے بچوں کو یتیم نہ کریہ پیسے لے لے۔لیکن پھر بھی اس سید زادے نے شکایت کی لیکن اتفاق یہ ہوا کہ یہ بھی بیماری کی وجہ ہارون سے ملنے والی رقم سے ایک درہم بھی خرچ نہ کرسکا اور مر گیا،ان مثالوں کا حوالہ دیکھنے کے لے مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں(۱)(بحار الانوار جلد۴۸ص ۲۳(۲) امامزادگان ری ص۲۶۳،مولف آقائے محمد مھدی فقیہ جلالی مدظلہ(۳) عاشورہ میں خواص کا کردار

اور عبرتیں ص ۳۱۲، مولف آقائے احمد خاتمی مدظلہ وغیرہ) ان چند مثالوں سے ہمارے خیال میں قارئین محترم پر یہ بات واضح ہو چکی ہوگی کہ اپنے قریب ترین افراد بھی پیسوں یا حسد کی خاطر انسان کے دشمن ہو سکتے ہیں۔

تیسری مثال:۔

۱۳ رجب المرجب ۱۳۲۷ھ کے دن حضرت آیۃ اللہ حاج شیخ فضل اللہ نوریؒ، کہ جن کی قبر حرم حضرت معصومہ قم علیہا السلام کے صحن بزرگ کے حجرات میں سے ایک حجرہ میں ہے جو خاتم المحدثین جناب حاجی محدث نوریؒ صاحب مستدرک الوسائل کے داماد ہیں، کو جب ایران کی ظالم وفاسق حکومت کے کارندے حکومت کی پالیسیوں کے مخالف ہونے کے جرم میں پھانسی چڑھا رہے تھے تو نیچے تالیاں بجانے والوں میں پسر نوحؑ کی طرح آپ کا سگا ناخلف بیٹا بھی ظالموں کے ساتھ خوشیاں منا رہا تھا اور اس سے بدتر یہ کہ چند علماء نما نے جس رات شیخ نوریؒ کو شہید کیا گیا تھا لوگوں کو جشن منانے اور چراغاں کرنے کی تشویق دی تھی اور شیخ شہید کے قاتل کو اس مضمون کا ٹیلی گرام بھیجا تھا کہ آپ کی ان خدمات کے لیے ہم شکرگزار ہیں۔ یہ سنگدلی، دنیا پرستی اور ایمان فروشی کی بارز ترین مثالیں ہیں۔

(بحوالہ، اسلام مجسم ص ۱۸۶ مولف آیۃ ..... نوری ہمدانی مدظلہ)

چوتھی مثال:۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ مصلح عظیم الشان حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محسن امین عاملی لبنانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۸۴ھ، ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۸۶۷ء، ۱۹۵۲ء) جیسے عظیم مجاہد مجتہد جنہوں نے ۵۳ جلدوں پر مشتمل عظیم ترین شیعہ علمی سرمایہ کتاب "اعیان الشیعہ" لکھ کر شیعیت کا سر بلند کیا تھا، انہیں اموی فوج سے بدتر دشمن عزاداری، وغیرہ القاب سے یاد کرنے والے انکے اپنے ہم مذہب شیعیان علی تھے لاغیر، اس مصلح اعظم کے حالات زندگی وغیرہ کی تفصیل آپ کتاب ریحانۃ الادب، طبقات اعلام الشیعہ اور بالخصوص انکے فرزند ارجمند علامہ حسن امین عاملیؒ کے رشحات قلم سے وجود میں آنے والے درد دل کا مطالعہ فرما کر اطمینان حاصل کر سکتے ہیں اس مصلح اعظم کا اس عظیم تحریک میں ساتھ دینے والے مرجع تقلید حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابو الحسن اصفہانیؒ اور الہیۃ والاسلام کے مصنف حضرت آیۃ ا... العظمیٰ السید ہبۃ الدین

شہرستانی وغیرہ تھے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے عزاداران امام حسینؑ سے صرف چند گزارشات کی تھیں کہ عزاداری میں چند رسومات غلط ہیں جنہیں عزاداری سے نکالا جائے اور مجالس عزا میں پڑھی جانے والی روایات میں بعض روایات مقطوع الکذب ہیں جنہیں ختم کیا جائے علامہ کی اپنے درد دل کی داستان آپ رسالہ الشعائر الحسینیہ ورسالہ التنزیہ اور اعیان الشیعہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۳ تا ۳۶۴ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔اس واقعہ سے مربوط عبارت ہم قم سے نکلنے والے ماہنامہ حوزہ ودانشگاہ سے باترجمہ آگے جا کے پیش کریں گے انشاءاللہ۔

پانچویں مثال:۔

اسی طرح محسن ومرجع جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین بروجردی رضوان اللہ تعالی علیہ (صفر ۱۲۹۲ھ،وفات بروز جمعرات ۱۳ شوال ۱۳۸۰ھ) بھی ہیں یہ وہ واحد مرجع تقلید ہیں کہ جن کے شیعیت پر بہت احسان ہیں اور جن کے سینکڑوں عظیم کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامعہ الازہر کے چانسلر شیخ محمود شلتوت نے آیۃ اللہ بروجردی کی علمی جلالت وعظمت سے مرعوب ہو کر ان کی فرمائش پر فتویٰ دیا تھا کہ جامعہ الازہر میں مذاہب اربعہ کے ساتھ فقہ اہل بیتؑ کو بھی شامل نصاب کیا جائے جس کی تفصیل مجمع تقریب المذاہب کی طرف سے چھپنے والی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے اور اسی طرح جب سعودی حکمران ایران کے دورہ پر آیا تو آیۃ اللہ بروجردیؒ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی جس کے جواب میں علیؑ کے اس محب اور عاشق اہل بیت فقیہ نے کہا کہ میں ان سے ملاقات نہیں کروں گا اور اس طرح برملاء اس سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی کہ چونکہ شاہ سعود وہابی ہے اور اپنے عقیدہ کی وجہ سے قم میں بی بی حضرت معصومہ قمؑ کی زیارت کے لیے نہیں جائے گا ،لہذا میں اس ملاقات کو بی بی معصومہ کی شان میں ہتک حرمت سمجھتا ہوں کہ کوئی شخصیت میری ملاقات کو تو آئے لیکن وہ کریمہ اہلبیت کی زیارت کو نہ جائے ،لہذا میں کوئی ایسا کام حکمران وقت کی خوشنودی کی خاطر نہیں کرنا چاہتا جس سے خاندان اہل بیتؑ کی توہین ہو (بحوالہ ،انوار پراگندہ ،یعنی حالات زندگانی امامزادگان قم جلد اول ص ،مولف محمد مہدی فقیہ جلالی) ایسے عاشق اہل بیت فقیہ کی تقلید سے انکار کرنے والے عزاداران امام حسینؑ تھے جنہیں آنجناب نے عزاداری میں رائج بعض غلط رسومات سے منع کیا تھا بجائے اسکے کہ آنجناب کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے الٹا انکی تقلید کرنے سے انکار کر دیا۔

چھٹی مثال:۔

اسی طرح فخر جہان تشیع شیخ الباحثین حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ آقاء بزرگ تہرانیؒ (۱۲۹۳ھ،۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۸۷۶ء،۱۹۶۹ء) جیسے عظیم کتاب شناس کہ جنہوں نے شیعہ مذہب کو کثرت کتب کے حوالہ سے عالم اسلام میں معرفی کرانے والی عظیم ترین کتاب "الذریعہ الی تصانیف الشیعہ" کی (۲۹) انتیس جلدیں لکھ کر جس میں تقریباً علماء شیعہ کی ۶۵ ہزار تصانیف کی معرفی کرائی گئی ہے اس عظیم کتاب کے عظیم مصنف اور مجاہد فی سبیل اللہ کو اہانت بھرے خطوط لکھنے والے ہمارے اپنے ہی تھے لاغیر، جس کی تفصیل آپ استاد محقق دوانی کی کتاب مفاخر اسلام جلد دوازدھم صفحہ ۲۷۵ آیۃ اللہ بروجردی کے حالات زندگی کے ضمن میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اسی کتاب کے ص ۲۷۶ پر خود آیۃ ا... تہرانی مرحوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی زبانی یہ کلمات موجود ہیں کہ "من خواستم علماء شیعہ را بزرگ کنم تگزارم نام آنہا و آثار شان ،تالیفات و ماثر شان مندرس شود آمدم الذریعہ و اعلام الشیعہ نوشتم شصت سال است کہ شب و روز مشغول این کارم و عمرم را در این کار نہادم ولی میدانید چہ مزدی بہ من دادہ اند، ہمہ گلہ دارند، آخر چطور نام ہیرم کہ راضی باشند ہر کس توقع دارد حتی نامہ ہا نوشتہ اند و با اہانت گفتہ اند کہ......

(بحوالہ، مفاخر اسلام جلد ۱۲ ص ۲۷۶، مولف جناب آقائے محقق علی دوانی مدظلہ)

ساتویں مثال:۔

اسی طرح فخر جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ استاد المجتہدین والفقہاء السید محسن الحکیم طباطبائی " (کی مرجعیت عالمی کی تضعیف کرنے والی تحریک چلانے والے اور عجیب و غریب تہمتوں سے انہیں متہم کرنے والے اپنے ہی تھے لاغیر، جس کے لیے آپ کتاب (مرجعیۃ الرحلہ وغبار تغیر ص ۱۹ تا ۲۳، چاپ بیروت لبنان) ملاحظہ کر سکتے ہیں

آٹھویں مثال:۔

اس سے زیادہ ستم ظریفی یہ کہ اسلام اور مذہب اہل بیت علیہم السلام پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے شہید خاص حضرت آیۃ ا... العظمیٰ السید محمد باقر الصدر شہید (۱۳۵۰ھ،۱۴۰۰ھ) کے بارے میں یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ مزاجاسنی تھے اور ولایت علی علیہ السلام کے حوالہ سے انکا عقیدہ ضعیف تھا یہ کلمات

اس ہستی کے بارے میں ہیں جنکی سب سے پہلی کتاب ہی فدک کے موضوع پر ہے۔جس میں غاصبین کے چہرہ کو بے نقاب کیا گیا ہے۔(حوالہ کتاب مرجعیۃ الرحلہ وغبار التغیر)

نویں مثال:۔

حال ہی میں سرزمین ایران کے عظیم عالم اور صاحب قلم حضرت آیۃ ا... السید مرتضی بن محمد حسینی عسکری مدظلہ العالی (۱۳۳۲ھ......) صاحب کتاب عبداللہ ابن سباء، نقش عائشہ در تاریخ اسلام، اور نقش آئمہ در احیاء دین وغیرہ کہ جنہوں نے ۹۰ علماء اہل سنت کو مذہب اہل بیت کا راستہ دکھایا، کے خلاف بھی بعض احباب نے پمفلٹ بازی کی ہے اور خود آیۃ ا... مرتضی عسکری کی ایک تقریر ریکارڈ شدہ موجود ہے جو ایران کے شہر قم کے حوزہ علمیہ کے ایک مدرسہ بنام مدرسہ حجتیہ میں کی تھی جس میں فرمایا تھا کہ "بمن میگویند کہ عسکری وہابی شدہ است۔مزے کی بات یہ ہے کہ ولایت علیؑ کا نعرہ لگانے والے اگرچہ خود بے عمل وبد کردار ہی کیوں نہ ہوں اپنے مخالفین کو وہابیت سے کم درجہ کسی بھی صورت میں دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔بہر حال ایران وعراق میں اس قسم کے واقعات بہت ہیں اور اہل منبر حضرات اور عزاداران امام مظلومؑ اکثر ایسی حرکات اپنے تمام ان مصلح ومخلص علماء کے خلاف ہر جگہ کرتے رہتے ہیں جن کی پر خلوص صدا، انکے مزاج کے خلاف ہو،ہم نے یہ چند مثالیں فقط بطور دانہ از خروار کے عنوان سے صرف فقہاء عظام اور مراجع کرام کے ساتھ ہونیوالے سلوک کی ذکر کی ہیں،اس سے کہیں زیادہ ان علماء اعلام کی مثالیں کتب تراجم میں موجود ہیں کہ جن کا علمی مقام فقہاء ومراجع سے دوسرے درجہ پر ہے،لیکن اس مطالعہ کے دوران ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ یہاں یہ سب کچھ ہونے کے باوجود، ہماری سرزمین برصغیر اس معاملہ میں دو قدم آگے ہے۔

دسویں مثال:۔

بھلا جس سرزمین کے منابر سے خاتم المحدثین حضرت آیۃ اللہ العظمی آقائے حسین بن محمد تقی نوری طبرسی المعروف بہ محدث نوریؒ (۱۲۵۴ھ۔۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۸۳۸ء۔۱۹۰۲ء)، جنہوں نے دیگر کئی مفید کتب کے علاوہ مستدرک الوسائل ۲۵ جلدوں پر مشتمل چاپ جدید جیسی عظیم کتاب لکھ کر شیعی دنیا پر احسان عظیم کیا ہو، سرزمین ہندوستان کے خطباء وذاکرین کے حملوں اور نامعقول تہمتوں سے محفوظ نہ رہے ہوں تو

اور کسی مصلح و محقق مخلص کے محفوظ رہنے کا ذمہ کیسے لیا جا سکتا ہے آیۃ اللہ العظمیٰ محدث نوریؒ کی یہ توہین اور تذلیل دیکھ کر بعض دردِ دل رکھنے والے مومنین نے ہندوستان سے اس زمانے کے مراجع تقلید کو خطوط لکھے کہ علامہ نوری پر منابر سے حملے کیے جا رہے ہیں انکی کتاب لولوء والمرجان کو ضال و مضل یعنی گمراہ اور گمراہ کنندہ کہا جا رہا ہے تو اس وقت کے مراجع نے بروقت مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر مداخلت کی۔ہم یہاں پر فقط آیۃ اللہ العظمیٰ سید اسماعیل بن محمد بن صدر الدین صدرؒ (۱۲۵۸ھ، ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۸۴۲ء، ۱۹۱۹ء) کے خط کا ترجمہ کر کے بات کو آگے بڑھائیں گے۔

آیۃ اللہ سید اسماعیل صدر تحریر فرماتے ہیں کہ،مرحوم مبرور ساکن دار السرور وحید الایام ثقۃ الاسلام آقای حاجی نوری طاب ثراہ کہ جنہوں نے تالیف و تصنیف کے ذریعہ تمام مسلمانوں کی آنکھوں کو روشن کیا تھا۔وہ فضلاء عظام اور علماء اعلام کے مرجع تھے۔اور علم و فضل اور تقویٰ کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں اپنے جیسے دیگر اعلام پر سبقت رکھتے تھے۔تمام مسلمانوں پر انکی ناموس کی حفاظت لازم ہے۔اور (ہر حوالہ سے) یعنی قولاً، کنایۃً اور اشارۃً انکی تجلیل اور تعظیم کریں۔اور ان چند ایک افراد کے کہنے اور انکی تہمتوں کی طرف اعتناء نہ کریں کہ......جن کی مثال حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاء کی سی ہے۔والسلام علی اخوانی المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔،،الراجی ابن صدر الدین العاملی،، آیۃ اللہ سید اسماعیل صدر ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ نیست و نابود ہو جائے وہ زمانہ کہ جس نے مثل مرحوم عماد الاسلام والمسلمین استاد الملۃ والدین المؤید من عند اللہ الباری عز اسمہ جناب شریعتمدار خلائق افتخار آقائی حاج نوری قدس اللہ تعالیٰ روحہ و نور ضریحہ کو بدگوئی سے سالم نہیں چھوڑا جو کہ کبائر موبقہ اور جرائم مہلکہ میں سے ہے۔اس نامے اور اس قسم کے دیگر خطوط کا مطالعہ کرنے کے لیے رسالہ نزھۃ المشتاق فی فتاوی علماء عراق کی طرف رجوع کیا جائے یہ رسالہ درحقیقت عروسی حضرت قاسم ابن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نفی پر لکھا گیا تھا، آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت محدث نوریؒ ان چند عظیم مراجع و محدثین میں سے ہیں جن کے گھر میں تمام عمر جمعہ کے دن عزاداری سید الشہداء کا انتظام ہوتا تھا اور اس مجلس سے خطاب بھی حضرت آیۃ اللہ نوریؒ خود فرماتے تھے اور انکی سیرت یہ تھی کہ امام مظلوم کی زیارت کے لیے نجف اشرف سے کربلاء معلی پیادہ جایا کرتے تھے اسکے باوجود بھی انہیں دشمن عزاداری امام مظلوم قرار دیا گیا۔ یا للعجب

گیارہویں مثال:۔

اور اسی طرح ہندوستان کی برجستہ ترین علمی شخصیت سید العلماء حضرت آیۃ اللہ السید علی نقی نقوی المعروف بہ نقن صاحب رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۲۳ھ۔ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۰۵ء۔ ۱۹۸۸ء) کہ جن کے علمی تبحر کا سکہ علماء ایران و عراق بھی قبول کر چکے تھے۔ جن کے کہے ہوئے اشعار کو آیۃ اللہ مجاہد شیخ عبدالحسین امینی (۱۳۲۰ھ۔ ۱۳۹۰ھ) صاحب الغدیر نے اپنی اسی کتاب الغدیر جو ۱۱ جلدوں پر علامہ امینی کے ۱۰ ہزار کتب کے مطالعہ کا نچوڑ ہے میں درج ہیں آیۃ اللہ سید علی نقی صاحب کہ جنہیں آیۃ اللہ العظمیٰ آقای شہاب الدین مرعشی نجفی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازہ روایت عنایت کیا تھا جو کتاب المسلسلات میں دیکھا جا سکتا ہے یہ کتاب آیۃ اللہ نجفی مرعشیؒ کے کتاب خانہ کی طرف سے دو جلدوں میں قم میں چھپ چکی ہے، ایسے عظیم عالم کے ساتھ جو حالت ہندوستان کے خطباء اور عزاداروں نے کی وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ اس مظلوم سید کو منبر سے اتارا گیا۔ اس عظیم ہستی کے عظیم ترین سرمایہ ملت کتاب خانہ کو جلا دیا گیا۔ انکا کیا قصور تھا، یہی نا کہ انہوں نے مجالس عزاء میں پڑھی جانے والی بعض مشہور روایات کے بارے میں کہا کہ وہ تحقیق کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں۔ آخر یہ کہاں کی شرافت اور دانشمندی ہے کہ تاریخی واقعات کی قبولیت وعدم قبولیت اور صحت وعدم صحت کو میزان کفر واسلام قرار دیا جائے اگر تاریخ کی کتب کی روشنی میں انکے نزدیک یہ بات قوت کا درجہ رکھتی تھی کہ کربلاء کے میدان میں پانی موجود تھا تو بجائے اس کے کہ اس واقعہ یا اس قسم کے دیگر واقعات جو انہوں نے کتاب شہید انسانیت میں لکھے تھے کو تاریخی حوالہ جات سے رد کیا جاتا اور علمی گفتگو کی جاتی نہ کہ لعن، طعن، فحش، ودشنام وغیرہ کا بازار گرم کیا جاتا، آیا علی کے ماننے والوں کی سیرت یہی ہے قضیہ شہید انسانیت کا پس منظر ہم آگے چل کے تحریر کریں گے انشاء اللہ

بارہویں مثال:۔

لاہور کے عظیم شیعہ مجتہد اور برصغیر کے بینظیر مفسر قرآن آیۃ...العظمیٰ سید علی حائریؒ (۱۲۸۸ھ۔ ۱۳۶۰ھ) بن آیۃ......العظمیٰ سید ابوالقاسم رضوی حائریؒ (۱۲۴۹ھ۔ ۱۳۲۴ھ) کہ جنہوں نے قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو ان کے دعویٰ نبوت پر للکارا تھا شاعر مشرق علامہ اقبال جیسا مفکر جن کے تبحر علمی کے سایہ میں سکون کا سانس لیتا تھا، بھلا اقبال جیسی شخصیت جس کے تبحر علمی سے مسحور ہو آیا

اسکے بارے میں ایسی لایعنی قسم کی باتیں کرنا روا ہیں؟ چنانچہ اقبال کی نماز جنازہ آیۃ اللہ حائری رضوان اللہ تعالی علیہ نے ہی پڑھائی تھی، یہ حوالہ آپ کتاب بنام "علامہ اقبال کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی" میں دیکھ سکتے ہیں اور صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان جناب مولانا حسین عارف نقوی صاحب مدظلہ نے بھی صراحتاً لکھا ہے کہ علامہ اقبال کی نماز جنازہ علامہ حائری صاحب نے پڑھائی تھی بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس عظیم انسان کی ذات بھی رکیک حملوں سے نہ بچ سکی جنہیں آپ مولانا سید زین العابدین شاہ کی کتاب مقام سادات میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس مخالفت کی وجہ فقط یہ تھی کہ انہوں نے پنجاب وسندھ میں رائج ایک رسم کہ سیدزادی کا عقد غیر سید سے نہیں ہوسکتا کے خلاف ایک کتاب بنام اباحۃ عقد الہاشمیہ مع غیر الہاشمی لکھی تھی جس کی وجہ سے انہیں بیہودہ القاب کا نشانہ بنایا گیا۔

تیرہویں مثال:۔

برصغیر کے ممتاز عالم دین یہی ہمارے آیت اللہ النجفی مدظلہ ہیں جن کے اس قدر قلمی ولسانی اور قومی وملی خدمات واحسانات ہیں اور انہوں نے قوم وملت کے مفاد کیلئے اس قدر کام کیا ہے کہ جن سے قوم کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتی مگر عوام بلکہ کچھ نام نہاد خواص نے بھی تاجران خون حسین کے غلط پروپیگنڈہ کی وجہ سے وہ سلوک کیا ہے جس کی کم مثالیں ملتی ہیں جن کی کچھ جھلکیاں اس کتاب کے مختلف صفحات میں پیش کی گئی ہیں۔

علماء اعلام کو بدنام کرنے کی عظیم سازش

انہیں تحریکوں میں سے ایک تحریک دور حاضر میں وطن عزیز پاکستان اور دنیا کے دیگر اسلامی ممالک میں استعمار کے اشارہ پر علماء حق کو بدنام کرنے کے لیے چلائی گئی اور قسم قسم کی تہمتوں سے ان علماء اعلام کو بدنام کیا گیا۔ اس تحریک کی شاخوں میں سے ایک خصوصی شاخ نے پاکستان کے شیعوں میں اپنے خاص افراد کو اس کام پر مامور کیا، اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟ یہ کتاب ھذا کے آنے والے ابواب کے مطالعہ سے قارئین محترم پر واضح وروشن ہو جائے گا لیکن سردست ہم فقط اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ جس طرح فرمان الٰہی الحق یعلو ولا یعلی علیہ کے مطابق علماء حق کو اگرچہ مورد لعن طعن ٹھہرایا گیا اور محراب ومنبر سے تحریر وتقریر کے ذریعہ عوام کو علماء کے خلاف بھڑکایا گیا علماء کو مقصر، وہابیت نواز اور یا علی مدد کے مخالف

اور دشمن عزاداری وغیرہ وغیرہ اتہامات سے یاد کیا گیا باوجود ان سب اتہامات کے شیخیت کے مروجین ان علماء حق کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور ان کی قوت جواب دے گئی اور بالآخر برملا شیخیت سے برائت کا اعلان کرنا پڑا اور یہ علماء حق کی جیت تھی اگر علماء اعلام شب وروز کی انتھک کوشش نہ کرتے تو یہ شیخیت کے مبلغین جیسا کہ ان شیخی علماء کے مراسلات سے جو انہوں نے اپنے آقاؤں کو لکھے تھے پاکستان میں بہت خطرناک عزائم رکھتے تھے جن کی وجہ سے آج پاکستان میں شیعیت کے بجائے شیخیت کا زور ہوتا اور شیعیان پاکستان کا مرکز ایران وعراق کے بجائے آج کویت اور قم کے بجائے کرمان ہوتا۔ اگر چہ اب بھی وہ جراثیم باقی ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دین کے محافظ مصلحتوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ خاتون جنت اور خدا کی رضا کے بدلے سامعین اور بانیان مجالس کی خوشنودی منظور ہوتی ہے۔ اس وقت بھی راولپنڈی وغیرہ سے لسان الصدق جیسے گمراہ کن رسالوں کے ناشرین اس مذہب کی ترویج میں مصروف ہیں۔

سرزمین پاکستان میں ملتان کے مولانا حسنین ساجی کے مدرسہ جامعہ الثقلین اور کراچی میں جامعہ امام صادق سمیت ۱۸ کے قریب مدارس شیخیت کی تبلیغ میں خفیہ طور پر اور بعض مقامات پر اعلانیہ طور پر مصروف ہیں۔ ہماری یہ تحریر اس مقصد کے لیے لکھی جارہی ہے کہ عوام جو دشمن کی سازش کی وجہ سے علماء اعلام کو اپنا دشمن اور وہابی و مقصر سمجھ رہے تھے درحقیقت یہ علماء اعلام اعلاء کلمہ حق کی خاطر مورد عتاب بنے ہیں اور ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے چار دن کی معمولی زندگی کی راحت کی خاطر ثمن قلیل کے بدلے ایمان جیسی لازوال نعمت کو بیچنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس اعلاء کلمہ حق کی خاطر مورد عتاب بننے والے علماء اعلام میں سے ایک آیۃ ا... محمد حسین نجفی المعروف بہ ڈھکو صاحب بھی ہیں۔ کہ جنکے مقام علمی کو دبے نہیں بلکہ کھلے الفاظ میں شیخیت کے سب سے بڑے مبلغ نے ان الفاظ میں قبول کیا ہے کہ

<u>"اگر مولوی محمد حسین صاحب فتنہ تقصیر کو ہوا نہ دیتے اور آل محمدؐ کی شان میں تنقیص نہ کرتے تو مرجع خلائق ہوتے اور مدرسہ محمدیہ پاکستان کا مرکزی مدرسہ ہوتا" اس کے جواب میں بشیر حسین خان نگسی صاحب</u> آف مظفر گڑھ نے مولانا محمد اسماعیل کو لکھا تھا کہ

> "آخر حق بات زبان پر آہی گئی حضور کی اس تحریر سے واضح طور پر عیاں ہوتا ہے کہ آپ علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کو اتنا جید عالم فاضل اور مجتہد سمجھتے ہیں کہ وہ مرجع خلائق ہونے کی پوری پوری اہلیت رکھتے ہیں اور حضور بھی خلائق میں شمار ہیں نہ مرجع خلائق میں اور حضور

بھی نزاعی اور اختلافی مسائل میں انکی طرف راجع ہوتے مگر انکو یہ درجہ صرف اس لیے حاصل نہ ہوسکا کہ انہوں نے رسالہ اعتقادیہ حضرت شیخ صدوق کی مکمل اور واضح شرح قرآن وحدیث اور تحقیقات علماء متقدمین کی روشنی میں فرمادی جو آپکو آپ لوگوں کے مزاج تقاریر اور مواعظ سے مختلف معلوم ہوئی اور اس طرح ایک محاذ قائم ہوگیا اگر حقیقت اور انصاف کو بروئے کار لایا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور آشکار ہوجاتی ہے کہ اگر وہ حضرت طالب دنیا ہوتے تو آپ لوگوں کی ہاں میں ہاں ملاتے اور آپ لوگوں کے پرچار سے مرجع خلائق بن کر دولت میں خوب ہاتھ رنگتے مگر اس بات کے خلاف جھوٹی شہرت کو مردود بناکر لات مارکر حقائق کا اظہار فرمادیا اور اپنے خلاف کفر وار تدادکے فتووں کی بھی پرواہ نہ کی اور لاطاعت للمخلوق فی معصیت الخالق پر عمل پیرا ہوئے۔

جن لوگوں نے آپ کی ہاں میں ہاں ملائی چاہے وہ ناخواندہ اور جاہل ہی کیوں نہ ہوں آپ نے ان کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیے۔ اور جو آپ کے مزاج گرامی کے خلاف ہوں چاہے عالم اجل ہوں، مرجع انسانیت ہوں، مرجع خلائق ہونے کی اہلیت بدرجہ اتم رکھتے ہوں، مجتہدین عظام کی دعائیں انکے حق میں گونج رہی ہوں ان کو وہابی اور مقصر کانام دیکر انظار خلائق میں گرانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا افسوس برحالِ قوم"

یہاں نگسی صاحب کی تحریر ختم ہوگئی ہے۔اس نامہ کا عکس باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں اور اس نامہ کی مکمل تحریر ہم آگے چل کے پیش کریں گے انشاءاللہ۔

اوراب چونکہ نگسی صاحب نے ہمارے دل کی آواز کو پینتیس (۳۵) سال قبل ہی قلم بند کردیا تھا ہم اپنی تحریر یہ لکھ کر ختم کرتے ہیں کہ ان علماء اعلام خصوصاً آیۃ ا... محمد حسین ڈھکو صاحب جن کے نام کے ساتھ قوم کا ایک پورا طبقہ مشہور ہے بنام ڈھکو گروپ قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین صاحب شیعہ قوم کے قائد تھے لیکن ان کو بھی ڈھکو گروپ سے مشہور کیا گیا۔استاذ العلماء علامہ سید محمد یار شاہ صاحب، علامہ گلاب علی شاہ صاحب قبلہ اور علامہ حسین بخش جاڑا صاحب، علامہ اختر عباس صاحب علامہ حافظ سیف اللہ جعفری صاحب وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ جو عمر کے لحاظ سے آیۃ اللہ نجفی صاحب مدظلہ سے بڑے تھے بایں معنی کہ حضرت آیۃ ا... نجفی صاحب سے پہلے ہی ان اعتقادات کے قائل تھے نہ کہ

آیۃ ا... نجفی مدظلہ نے انہیں یہ عقائد تعلیم دیے تھے لیکن انہیں پھر بھی ڈھکو گروپ میں شامل کیا گیا

خدارا دوست اور دشمن کو سمجھنے کی کوشش کریں

"ہم آخر میں اپنے معزز عوام اور خطباء و ذاکرین سے اپیل کریں گے کہ وہ قرآن کریم اور آئمہ معصومینؑ کے فرامین کو سرچشمہ حیات قرار دیتے ہوئے اپنے علماء اعلام اور مذہب کے خلاف ہونے والی سازشوں سے ہوشیار رہیں اور ہر جگہ ہر میدان میں استعمار اور اسکے آلہ کاروں کو بے نقاب کریں تاکہ زندان ملت دشمن کی سازشوں سے آگاہ ہوں۔ آئمہ معصومؑ کے اس فرمان کے مطابق کہ" حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے جہاں سے بھی ملے اسے حاصل کرلو"

ہم اپنے مخاطبین کو ایران کے ظالم بادشاہ خسرو پرویز کہ جس خبیث نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ مبارک کو پارہ پارہ کردیا تھا اور آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اپنے علاوہ ہر کسی کو اپنے سامنے ہیچ سمجھتا تھا جسکی سزا اس کو یہ ملی کہ اپنے ہی بیٹے کے حکم سے بے دردی سے قتل کیا گیا۔ ہم قارئین محترم کو اس بادشاہ کی بیوی شیرین کے اس قول کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ جسے بعض ارباب قلم نے تحریر کیا ہے کہ جب ایران روم کو فتح کر چکا اور اب قیصر روم کے پاس قسطنطنیہ اور دیگر چند شہروں کے علاوہ کچھ نہ رہا تو اس نے ایران کی شرائط پر صلح کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اپنی شکست قبول کرلی۔ تو ایرانی افواج کے ایک عظیم سپہ سالار نے شہنشاہ ایران کو کہا کہ" حضور اب مزید اپنی فوج کو قربان کرنے میں فائدہ نہیں ہے کیونکہ دشمن ہتھیار ڈال چکا ہے اور ہماری ہی شرائط پر صلح کے لیے تیار ہے تو بہتر ہے کہ اس سے صلح کرلی جائے" تو بجائے اس کے کہ یہ درندہ صفت انسان اس معقول بات کو قبول کرتا الٹا اس سپہ سالار کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو کہ بچپن سے اسکا دوست بھی تھا۔ اس اثناء میں خسرو پرویز کی بیوی نے کہا کہ میں صرف اتنا کہوں گی کہ میرے شوہر کو دوست اور دشمن میں تمیز نہیں ہے۔ کہ جو دوست کے لباس میں دشمن پکو خوش کرے وہ آپکو پیارا لگتا ہے اور جو مخلصانہ مشورہ دے اور بات آپکے مزاج کے خلاف ہو تو اسے آپ اپنا دشمن سمجھتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔؟

ہم بھی اپنی قوم سے عرض کریں گے کہ خدارا دوست اور دشمن کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیا ہم ان محبان اہل بیتؑ سے یہ پوچھنے کی جسارت کرسکتے ہیں کہ تعلیمات قرآن کریم اور فرامین آئمہ معصومینؑ کی روشنی میں ہمارے حقیقی دوست وہ ہیں جو شب و روز ہر جگہ منبر پر ہر وقت اس بات کی تبلیغ و تقریر کر رہے ہیں

کہ آئمہ معصومینؑ ہی حقیقی معنوں میں رازق، خالق اور مارنے جلانے والے ہیں اور ہم ایک خدا کے نہیں بلکہ چودہ خداؤں کے قائل ہیں معاذ اللہ۔

اسی طرح حضرت علامہ حافظ ریاض حسین نجفی صاحب مدظلہ نے ۱۴۲۳ھ کی عید الفطر کا خطبہ دیتے ہوئے بڑی تفصیل کے ساتھ تین عظیم نکات کی طرف اشارہ فرمایا۔

﴿علامہ حافظ سید ریاض حسین صاحب مدظلہ خطبہ میں فرماتے ہیں﴾

یہ خطبہ ماہنامہ المنتظر لاہور میں نشر ہو چکا ہے۔ ہم اس خطبہ سے خلاصہ کے طور پر تینوں نکات جناب مولانا سید محمد حسین زیدی برستی صاحب مدظلہ کی کتاب ''سوچئے کل کے لیے کیا بھیجا ہے'' کے صفحہ ۳۹ سے تحریر کر رہے ہیں۔ نجفی مدظلہ فرماتے ہیں کہ

''حضرات محترم! شیعیت نے ہر صورت رہنا ہے قیامت تک رہنا ہے لیکن اس وقت کوئی شک نہیں کہ تین کام استعمار نے ایسے شروع کیے ہیں کہ جن کی وجہ سے شیعہ قوم پریشانی کی حالت میں ہے۔ اور تینوں کام انہوں نے محبت اہل بیت کو سامنے رکھ کر پلان بنایا ہے۔ ان کو اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت ہے ان کے نام کو سامنے رکھ کر اس طرح ان میں اختلاف ڈالا جائے کہ مسئلہ اس طرح ہو جائے کہ سوائے لڑنے جھگڑنے کے کچھ نہ ہو۔

چنانچہ سب سے پہلے آج پہلا موقع ہے کہ علی اللہ کے نعرے لگ رہے ہیں صرف نعرے نہیں لگ رہے بلکہ بینر لگے ہوئے ہیں کہ علی اللہ۔ علی اللہ۔ صرف اس پر اکتفا نہیں۔ آپ بیٹھے ہوتے ہیں، سن رہے ہوتے ہیں، اس وقت نعرے بھی لگا رہے ہوتے ہیں جب اللہ کا اور علی کا مقابلہ کرایا جاتا ہے۔ ان کا آپس میں مقابلہ کرایا جاتا ہے۔ کبھی آپ نے دیکھا کہ اللہ کو فتح حاصل ہوئی ہو۔ اللہ ہمیشہ مار کھا جاتا ہے اور علی اوپر چلے جاتے ہیں۔ یہ سب کام کیوں ہو رہا ہے اس لیے کہ اس مذہب کو کنڈم کیا جائے۔ اس مذہب کو تباہ کیا جائے آپ کا ایک مقرر جو سب سے زیادہ آپ سے پیسے بھی لے رہا ہے وہ کہتا ہے پچیس سال اگر مجھے زندگی مل جائے تو پوری قوم کو مشرک بنا کے جاؤنگا۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے آپ سنتے بھی ہیں سب کچھ کرتے ہیں اور ہماری قوم اتنی بے باک قوم بن گئی ہے، کہتے ہیں کہ مسجد کا تقدس پامال ہو جائے، مجلس کا تقدس پامال نہیں ہونا چاہیے۔ لہذا علی اللہ کے نعرے لگتے ہیں علی اور اللہ کا مقابلہ کر کے اللہ کو ایسی مار دی جاتی ہے کہ پھر اٹھنے کے قابل نہ رہے اور ہم نعرے لگاتے ہیں علی کامیاب۔

علی کہتا ہے کہ میرے لیے یہ بہت بڑی عزت ہے کہ میں اللہ کا غلام ہوں اور یہاں مقابلہ کرایا جاتا ہے علی کہتا ہے کہ میرے لیے فخر ہے کہ تو میرا رب ہے اور یہاں مقابلہ کرایا جاتا ہے۔ اور مقابلے میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ مولا علی تو غالب علی کل غالب ہیں۔ بیچارہ تو اللہ ہے اللہ کو کون پوچھتا ہے لہذا غالب علی کل غالب نے

غالب آتا ہوتا ہے اور جہاں تک اسکا تعلق ہے اللہ بیچارہ مار کھا جاتا ہے۔"

اس کے بعد سرکار علامہ نے نماز میں مداخلت بے جا کو بیان کیا۔ جو آج کل ہو رہی ہے۔ اسے علامہ نے استعمار کا دوسرا کام قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ نماز کو خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کے بعد تیسرے کام کی طرف متوجہ ہوئے اور سرکار علامہ نے فرمایا۔

"میں نے بارہا ذکر کیا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے ایک مرکز قائم کیا ہے۔ جس مرکز کو مرجع اعظم کہتے ہیں وہ اتفاق ایسا ہے کہ یا ایران میں ہے یا عراق میں۔ ہم انکی تقلید کرتے ہیں۔ اس مرکزیت کو ختم کرنے کی سخت ترین کوشش ہو رہی ہے کسی زمانے میں استعمار نے کوشش کی تھی کہ کویت کو مرکز بنایا جائے وہاں ایک مولوی بیٹھے تھے جو شیخی قسم کے تھے ان کو مرکز بنایا جائے وہ تو نہ ہوسکا۔ اب کیا کیا جارہا ہے آقائے خوئی کو گالیاں دی جارہی ہیں آقائے سیستانی کو، آقائے خامنہ ای کو آقائے فاضل کو ماں بہنوں کی گالیاں دی جارہی ہیں"

اس کے بعد جناب برقی صاحب مدظلہ نے ان باتوں پر کچھ تبصرہ کیا ہے اس سلسلہ میں برقی صاحب قبلہ کتاب مذکور کے صفحہ ۴۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "تیسری بات جس پر سرکار علامہ نے اپنے دلی دکھ کا اظہار کیا ہے وہ یہ ہے کہ آقائے خامنہ ای کو، آقائے سیستانی کو، آقائے خوئی کو اور آقائے فاضل لنکرانی کو ماں بہن کی گالیاں دی جارہی ہیں۔ لیکن یہ بات بھی ایک دم نہیں ہوئی۔ پہلے شیخ صدوق کو شیخ کذوب کہا گیا۔ (ملاحظہ ہو محمد عباس قمی کی کتاب ایضاح الموہوم) پھر علامہ سید گلاب علی شاہ صاحب کو، علامہ مفتی جعفر حسین صاحب کو، علامہ اختر عباس صاحب کو، علامہ صفدر حسین صاحب کو، بس حافظ سیف اللہ صاحب کو اور علامہ محمد حسین نجفی صاحب کو برملا منبروں پر گالیاں دینے کی مشق کی گئی اور پھر جب یہ دیکھا کہ قوم اس پر عامل ہو گئی ہے اور صاحبان علم نے با دل نخواستہ انہیں گوارا کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی ہے تو اب آقائے سیستانی کی، آقائے خامنہ ای کی، آقائے خوئی کی اور آقائے فاضل لنکرانی ہی کی باری آئی تھی کہ اب انکی ماں، بہن کو گالیاں دی جائیں) انتہی

اب تو خیر کشف الحقائق وغیرہ جیسی کتابوں کے بے دین واستعماری ایجنٹ مصنفین نے تو علماء دشمنی میں شرافت اور غیرت کی تمام حدیں توڑ دی ہیں۔ بھلا جن مزدور قلموں کی تہمتوں اور حملات سے شیخ مفید اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہما، جن کی خدمات کی وجہ سے آج تشیع کو دوام اور بقاء ہے، ان جیسی شخصیات محفوظ نہیں رہ سکیں تو اور کون بچ سکتا ہے خرافات پر مبنی اس کتاب کے ٹائٹل پر ظاہری

طور پر بعنوان مصنف سید باقر نثار زیدی کو سامنے لایا گیا ہے لیکن یہ کہ اس کی پشت پر کس کا ہاتھ ہے وہ کتاب کے قارئین اور حقائق سے واقف افراد پر مخفی نہیں ہے، مجتہدین عظام پر مختلف قسم کے اتہام لگائے مثلاً علم رجال اور اصول فقہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ (ان دونوں علوم کا مذہب اہلبیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ خالصتاً اہلسنت کی ایجاد کردہ چیزیں ہیں جنہیں شیعہ مفاد پرستوں نے مذہب شیعہ میں داخل کر دیا ہے) (صفحہ ۵۵) اس مزدور قلم کے ذریعہ ایک اور جگہ یہ خرافی تحریر لکھوائی گئی (چونکہ شیعوں نے اجتہاد اہلسنت سے ہی لیا تھا اس لئے علم الرجال بھی لے لیا اور اس میں ترمیمات کر کے اس کو اجتہاد کا دفاعی ہتھیار بنا ڈالا تا کہ اس ہتھیار سے احادیث معصومینؑ کو مشکوک بنانے کا کام لیا جا سکے اور جو حدیث ان کے فتووں کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو اسے مشکوک قرار دے کر اس کا انکار کر دیا جائے (ص ۶۰) تمام مجتہدین وفقہاء عظام کو دشمن معصوم لکھتا ہے کہ جس کے لیے اس نے دشمنی معصومؑ کے عنوان سے سرخی لکھی اور لکھا ہے کہ (اس باب میں ہم ثابت کریں گے کہ مخالفت تو چھوٹا لفظ ہے، انکی بنیاد تو دشمنی معصوم پر ہے اور یہ لوگوں سے ایسے ایسے کام کراتے ہیں جن سے انسان معصوم کی لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے) (ص ۱۴۵) اور پھر اپنی جہالت اور بدعملی کے ثبوت کے طور پر غیبت امامؑ کے زمانہ میں نماز جمعہ کو وبا اور اس کے پڑھنے اور پڑھانے والے کو لعنت امام کا مستحق قرار دیا ہے (اس وبا نے سب سے پہلے ایران میں جنم لیا اور ہندوستان میں اسے لکھنوء کے مجتہد دلدار حسین غفران مآب نے شروع کیا...... بڑے بھائیوں کو خوش کرنے کے لیے امام کی لعنت کا طوق گلے میں ڈالنا پسند کر لیا) (ص ۱۵۱) اور اپنی خباثت وجہالت کے ثبوت کے طور پر پاکستان کے سات عظیم علماء کے حوالہ سے یہ عبارت تحریر کی (نجدی راستے پر چلتے ہوئے اب یہ ادعا کیا جا رہا ہے کہ ہماری اور معصومین کی نوع ایک ہے اس مشن کے لئے سات عدد مولویوں کا انتخاب کیا گیا تھا تا کہ گالیاں وہ کھائیں اور دوسرے محفوظ رہیں، اللہ نے ان ساتوں کے وجود نجس سے زمین کو پاک کر دیا ہے) (ص ۱۶۹) ان ساتوں ہستیوں کے اسماء ص ۸۷ پر آرہے ہیں اب ہم انصاف کی اپیل خود قوم سے کرتے ہیں کہ آیا آپ کے ہمدرد اور مخلص اس قسم کے افراد ہیں کہ جو علماء اعلام کو گالیاں دینا اور عوام کو مجتہدین ومراجع سے دور کرنے کی سعی نافرجام میں مصروف ہیں یا قوم ومذہب کے پاسبان اور ہمیں صحیح تعلیمات دینے والے وہ افراد ہیں کہ جو قلم وبیان کے ذریعے یہ بتا رہے ہیں خدا کی کائنات میں خدا کے بعد اگر کوئی عظیم المرتبہ ہستی ہے تو وہ فقط یہی چودہ معصومینؑ ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ خدا خدا ہے اور وہی خالق ورازق اور مارنے جلانے والا ہے اور وہی مدبر کائنات ہے لیکن کائنات کا

سارا نظام یہ عرش وفرش، لوح وقلم، شمس وقمر، درخت وشجر، شب وروز وغیرہ وغیرہ کائنات کا تمام نظام ان برگزیدہ ہستیوں کے وجود ذی جود کی برکت سے چل رہا ہے یا علمی اصطلاح کے مطابق یہ پاک ومنزہ ہستیاں کائنات کے وجود کے لیے علت غائی ہیں۔ اور قوم کو معارف مذہب اہل بیت علیہم السلام کی شب وروز تعلیم دے رہے ہیں اور اسی طرح حق اللہ اور حق الناس کی ادائیگی کی تعلیم میں مصروف جہاد ہیں۔

آیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ وہ خطباء وذاکرین کہ جن کی ساری تقریریں اس بات پر صرف ہورہی ہیں کہ نماز ایک فضول وعبث چیز ہے فرصت ملے تو پڑھ لی جائے ورنہ ضروری نہیں لیکن عزاداری امام حسینؑ بہرحال واجب اور ضروری ہے اور اس کی فیس اگرچہ لڑکی، بہن یا بیٹی بیچ کر بھی دینی پڑے تو ادا کرنی چاہیے۔ ورنہ مجلس قبول نہیں ہوگی جیسا کہ آج کل کچھ عرصہ سے پنجاب میں ایسی تقریریں ہورہی ہیں یا جو شخص شہادت ثالثہ تشہد میں نہ پڑھتا ہو وہ حرام زادہ ہے وہ یزیدی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی ماں نے غلط کام کیا ہے وغیرہ وغیرہ (العیاذ باللہ) اور اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور حضرت امام حسینؑ کی شریعت میں اختلاف ہے جیسا کہ یہ بات بعض رسالوں میں بھی علماء سے پوچھی گئی ہے اور ایسی تقریر کرنے والے منحرف ذاکرین کے خلاف بعض علماء نے ایکشن بھی لیا ہے اور ان مذکورہ چند مثالوں کے علاوہ کئی دیگر ایسی خرافی وانحرافی تقریریں کرنے والے خطباء وذاکرین آیا یہ ہمارے دوست ہیں اور ہمیں تعلیمات قرآن اور فرامین آئمہ معصومین سے آگاہ کررہے ہیں اور تبلیغ دین کی ذمہ داری انجام دے رہے ہیں یا وہ علماء اعلام اور بعض ذاکرین کرام کہ جو قرآن وفرامین معصومین کی روشنی میں ہمیں اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے عقائد کے تحفظ کی خاطر اپنی آبرو خطرہ میں ڈال کر اپنے خلاف ارتداد اور کفر کے فتوے برداشت کرکے اعلاء کلمہ حق سے نہیں رکتے اور ہمیں شب وروز تحریر وتقریر اور محراب ومنبر سے یہ حقائق بتارہے ہیں کہ استعمار نے ۲۰ ملین ڈالر خرچ کرکے استعمار کی اپنی تحریری گواہی کے مطابق چند اہل قلم خریدے ہیں جو اس قسم کی باتیں لکھیں اور عوام کو مراکز علمی ومراجع سے دور کریں کہ جب استعمار شیعیت کو نابود کرنا چاہے اور ان کی سب سے بڑی قوت مرجع تقلید ہمارے خلاف فتویٰ جاری کرے تو اس کے خلاف ذہن آمادہ ہوچکے ہوں کہ ان کے فتویٰ کی کوئی پرواہ نہ کرے جیسا کہ کئی دفعہ پہلے استعمار شیعہ مرجعیت سے اس میدان میں آکر شکست کھاچکا ہے۔ لہٰذا حضرت مرزا شیرازی بزرگ کا تحریم تمباکو کا برطانیہ حکومت کے خلاف فتوی اور آیۃ ا... سید محمد تقی شیرازی کا فتویٰ جہاد اس فتح کی زندہ مثالیں ہیں۔ لیکن آج ہمارے جوانوں کو اپنے مراجع اور مراکز وعلماء کے خلاف اپنے ہی اہل قلم وبیان کے ذریعہ بھڑکا رہے ہیں لیکن یہ

چند مخلص علماء اعلام و ذاکرین کرام ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ قرآن کریم و فرامین آئمہ معصومینؑ کی تعلیمات کی روشنی میں جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ تعلیمات آل محمدؐ کو حاصل کرنے کے لیے جاہل لوگ عالم کی طرف رجوع کریں اور جو خود عالم ہے اور قرآن وحدیث جو کہ عربی میں ہیں اور ان احادیث کی تعداد ۷۰ ہزار کے قریب ہے اور پھر ان میں غلط اور صحیح، مرسل و متصل، مجمل و مبین وغیرہ کی تشخیص دے کے حکم خدا اور حکم معصومین معلوم کر سکتا ہے تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں بلکہ یہی آئمہ کی تمنا ہے کہ ہمارے ماننے والے مقام علم میں اس منزل تک پہنچ جائیں اور ہمارے کلام کو سمجھیں۔ لیکن اگر کوئی نہیں سمجھ سکتا تو اپنی زندگی کو فرامین قران و آئمہ معصومین کے مطابق گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ مراجع کی طرف رجوع کرے جسے اصطلاح میں تقلید کہتے ہیں۔ تعجب ہمیں اس بات پر ہے کہ تقلید کا نام سن کر آگ بگولا ہونے والے افراد مراجع کی طرف رجوع کرنے کو حرام سمجھتے ہیں اور خود اپنی طرف رجوع کرواتے ہیں اور ادھر عوام کی یہ حالت ہے کہ وہ ان منحرفین کے مقاصد کی تکمیل کی خاطر ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ اگر ہم ان علماء سے یہ باتیں نہ پوچھیں کہ جنہوں نے اپنی پوری پوری زندگی ان باتوں کی تحصیل میں صرف کی ہے اور جن کی آب و غذا ہی قران و آئمہ معصومینؑ کے فرامین ہیں تو پھر آپ حضرات سے کیوں پوچھیں کہ جن کا اصل کام گورنمنٹ کی نوکری کرنا یا پرائیویٹ سروس ہے اور پھر جو وقت بچتا ہے۔ اس سے شعوری یا لاشعوری طور پر استعمار کے مقاصد کی تکمیل کے لیے قلم اور بیان سے آپ فضاء کو مکدّر بنا رہے ہیں۔

آپ کی یہ باتیں ہم کس حکم الٰہی کے مطابق قبول کریں اے کاش کہ عزاداران امام مظلوم اور شیعہ قوم کی سمجھ میں یہ باتیں آجائیں۔ یہی وجوہ تھیں کہ جنہوں نے ہمیں یہ تلخ حقیقت لکھنے پر مجبور کیا اور "تنگ آمد بجنگ آمد" کے مشہور محاورہ کے مطابق جب ہم نے دیکھا کہ ہر طرف اسلام عزیز اور بالخصوص مذہب اہل بیت پر حملہ ہو رہا ہے تو ہم نے خدا و آئمہ کی رضا کی خاطر اور علماء حق کی حمایت میں چند حرف لکھنے کی کوشش کی کہ شائد ہم اس تحریر کے ذریعہ اپنی قوم پر صحیح تعلیمات آل محمدؐ واضح کر سکیں اور انہیں یہ بتا سکیں کہ یہ محب اہل بیت، یہ شیعہ قوم مذہب سے مخلص ہے۔ لیکن سازشیوں کی سازشوں میں شعوری اور اکثر لاشعوری طور پر لپیٹ میں آچکی ہے جنہیں یہ شیعیت سے خارج کرنا چاہتے ہیں اپنی قوم کو ہم صرف یہ بتانا چاہیں گے کہ ان علماء کے یہ عقائد ہمارے متقدمین اور متاخرین علماء اعلام کے عقیدے ہیں اور جو بات یقین کی اعلیٰ ترین منازل تک پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی حق الیقین کے مدارج عالیہ تک پہنچ چکی ہے وہ یہ

ہے کہ معصومین فقط ۱۴ ہیں ان معصوم ہستیوں کے علاوہ باقی ساری مخلوق امت محمدی کی غیر معصوم ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ معصوم کے علاوہ ہر انسان سے ہر وقت ہر زمان میں ہر لحاظ سے غلطی سرزد ہوسکتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کسی سے زیادہ کسی سے کم، کسی سے بڑی کسی سے چھوٹی کسی، سے سہواً کسی سے عمداً، کسی سے جبراً کسی سے اختیاراً غلطیاں ہوتی رہتی تھیں، ہوتی رہتی ہیں اور ہوتی رہیں گی تا طلوع آفتاب قیامت اور پھر ان غلطیوں کی سزائیں بھی مقرر ہیں شریعت اسلامی نے ہر ہر غلطی کی سزا جدا جدا معین کی ہے۔ مثلاً قتل کی سزا قتل یا دیت ہے، چور کی سزا چوری کے حوالہ سے مختلف ہے۔ زنا جیسے عظیم گناہ کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف وغیرہ وغیرہ اور پھر ان سزاؤں کے دینے کے طریقہ ہائے کار بھی شریعت میں معین ہیں لہذا اگر کسی عالم بزرگوار یا ذاکر یا خطیب یا عام محب اہل بیتؑ سے عقائد یا رسومات وغیرہ کے حوالہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کی سزا ضروری ہے بایں معنی کہ اگر اس نے یہ کام سہواً کیا ہے تو توبہ ہے اگر عمداً کیا ہے تو عدالت ساقط، اسکی گواہی مردود، اسکے پیچھے نماز باطل وغیرہ لیکن ان یا ان جیسی دیگر سزاؤں کے دینے کا وہ طریقہ کار درست نہیں ہے جو ہمارے معاشرہ میں رائج ہے اور وہ بھی اسی صورت میں کہ ابھی تک علم بھی نہیں ہے کہ واقعاً اس شخص نے غلطی کی ہے یا ہم خود غلطی پر ہیں فتامل۔ اس جگہ پر پہنچ کر محسن ملت جناب علامہ سید صفدر حسین نجفی سابق پرنسپل جامعۃ المنتظر لاہور کا یہ جملہ جو آپ بار بار فرمایا کرتے تھے لکھنے کو جی چاہ رہا ہے۔ علامہ صاحب فرماتے تھے "جوش میں ہوش نہیں ہوتا اور جذبات سے مسائل حل نہیں ہوتے ہم اپنی قوم سے اپیل کریں گے کہ مسائل کے حل کے لیے ہوش اور صبر سے کام لیں" اس سلسلہ میں ہم اپنے قارئین سے گزارش کریں گے کہ قرآن کے علاوہ امیر المومنین کی گوہر بے بہاء کے مجموعہ نہج البلاغہ اور سید الساجدین کی مناجات کا مجموعہ صحیفہ کاملہ کو اپنے لیے آب وغذا کا مقام عنایت فرمائیں تو انشاء اللہ ساری مشکلات حل ہو جائیں گی ہم یہاں پر حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کی دعاؤں کے مجموعہ صحیفہ کاملہ کی دعا مکارم الاخلاق سے چند اقتباس نقل کر کے تحریر ختم کریں گے امام اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہو کے فرماتے ہیں۔

دعا مکارم اخلاق سے چند جملے

"اے اللہ محمدؐ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرما اور مجھے اس امر کی توفیق دے کہ جو مجھ سے غش وفریب کرے میں اس سے خیر خواہی کروں۔ جو مجھے چھوڑے اس سے حسن سلوک سے پیش آؤں جو

مجھے محروم کرے اسے عطاو بخشش کے ساتھ عوض دوں۔اور جو قطع رحمی کرے اسے صلہ رحمی کے ساتھ بدلہ دوں اور جو پس پشت میری برائی کرے میں اسکے برخلاف اسکا ذکر خیر کروں اور حسن سلوک پر شکر یہ بجالاؤں اور بدی سے چشم پوشی کروں۔بارالہا محمد اوران کی آل پر رحمت نازل فرما اور عدل کے نشر کرنے غصہ کے ضبط اور فتنہ کے فرو کرنے۔پراگندہ لوگوں کو ملانے آپس میں صلح صفائی کرانے نیکی ظاہر کرنے، عیب پر پردہ ڈالنے،نرم خوئی اور حسن سیرت کے اختیار کرنے،رکھ رکھاؤ رکھنے،حسن اخلاق سے پیش آنے، فضیلت کی طرف پیش قدمی کرنے،تفضل واحسان کو ترجیح دینے،خوردہ گیری سے کنارہ کرنے اور غیر مستحق کے ساتھ حسن سلوک کے ترک کرنے اور حق بات کے کہنے میں اگرچہ وہ گراں گزرے اور اپنی گفتار و کردار کی بھلائی کو کم سمجھنے میں اگر چہ وہ زیادہ ہو اور اپنے قول و عمل کی برائی کو زیادہ سمجھنے میں اگر چہ وہ کم ہو مجھے نیکوکاروں کے زیور اور پرہیز گاروں کی سج دھج سے آراستہ کر اور ان تمام چیزوں کو دائمی اطاعت اور جماعت سے وابستگی اور اہل بدعت اور ایجاد کردہ راہوں پر عمل کرنے والوں سے علیحدگی کے ذریعہ پایہ تکمیل تک پہنچادے"

ہماری اس پوری کتاب کا خلاصہ سیدالساجدین کے ان دعائیہ کلمات میں مضمر ہے۔فتدبر۔

کشف حقیقت کے حوالہ سے ہماری یہ تحریر شیعیان پاکستان بالخصوص پنجاب کے حوالہ سے محبان اہل بیت کے درمیان اختلاف وانتشار کی وجوہ اوراس کے پس منظر کو اجاگر کرنے کیلئے پیش کی جارہی ہے اور چونکہ اس میں مرکزی کردار یا نقطہ اجتماع وافتراق شخصیت آیۃ ا... محمد حسین نجفی صاحب کی ہے۔اس لیے ہم نے بھی انہی کی ذات کو محور گفتگو بنایا ہے اور اسی حوالہ سے کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے حصہ اول حالات وواقعات اور حصہ دوم افکار ونظریات اب رہی یہ بات کہ حق وحقیقت کس حد تک واضح وروشن ہوا ہے اس کا فیصلہ قارئین اسے پڑھ کر ہی کر سکتے ہیں لہذا ہم اس حصہ اول کو آیۃ ا... نجفی کے حالات زندگی سے شروع کریں گے اب ہم مزید آپ کے اور اصل کتاب کے درمیان حائل نہیں ہونا چاہتے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الاحقر الفانی

طاہر عباس اعوان ولد غلام عباس اعوان

باب اول

سرکار علامہ آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی کے حالات زندگی

فصل اول

ابتدائی حالات زندگی اور پاکستان میں تعلیم

شادی خانہ آبادی

اولاد

دیگر حالات از ولادت تا حوزہ علمیہ نجف اشرف

فصل دوم

حوزہ علمیہ نجف کی طرف ہجرت اور تحصیل علم کا برنامہ

فصل اول

ولادت اور دوسرے ابتدائی حالات

آیۃ ا... الشیخ محمد حسین النجفی المعروف بہ ڈھکو صاحب قبلہ کی ولادت ۱۹۳۲ء میں پاکستان کے صوبہ پنجاب ضلع سرگودھا کے موضع جہانیاں شاہ ایک علمی اور متدین خاندان میں ہوئی۔ کسی کو کیا معلوم تھا کہ جناب تاج الدین صاحب مرحوم (۱۹۴۴ء) کے ہاں متولد ہونے والا یہ بچہ آگے جا کے سرزمین پاکستان میں ایک ایسا درخشاں ستارہ بن کے آسمان شیعیت کے افق پر طلوع ہوگا کہ جسکے علم کی روشنی سے اپنوں اور بیگانوں سب کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی .الکلام یجر الکلام ہم جب سرزمین برصغیر پاک وھند کا علوم اسلامی کے شیعہ ماہرین کے حوالہ سے تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ علم کی اس پیاسی سرزمین پر شیعیت کے حوالے سے بہت کم ایسی شخصیات نے قدم رکھا ہے کہ جنہوں نے لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر ہر باطل تحریک کے پیشواؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر علم وعمل کی حیدری ذوالفقار کے ذریعہ سے باطل کی فکری اور عقیدتی خرافی وانحرافی عبا کو تار تار کر دیا ہو۔ برصغیر ہندو پاک میں جس طرح باطل سے ٹکرانے والوں کی تعداد انگشت شمار رہی ہے بالکل اسی طرح میدان علم وعمل میں بھی بہت کم ایسے شہسوار پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے علوم اسلامی کے اکثر شعبہ جات میں قوم ومذہب کی قلیل مدت میں کثیر خدمات انجام دی ہوں۔ سرزمین برصغیر نے اگرچہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں علماء اعلام پیدا کئے ہیں جن کے حالات زندگی اور انکے آثار علمی دیکھنے کیلئے مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

مولانا سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل مرحوم (۱۳۴۱ھ، ۱۴۰۷ھ) بمطابق ۱۹۲۳ء، ۱۹۸۷ء) کی کتاب "مطلع انوار" جس میں تقریبا ہندوستان اور پاکستان کے نوسو (۹۰۰) سے زیادہ علماء اعلام کے حالات زندگی اور انکی تصنیفات کا ذکر ہے

مولانا سید حسین عارف نقوی مدظلہ کی کتاب (تذکرۃ علماء امامیہ پاکستان) کی ۲ جلدیں ان دونوں کتابوں کا فارسی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ تذکرۃ علماء امامیہ پاکستان کی دوسری جلد شمالی علاقہ جات کے علماء کرام کے حالات کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور اسی طرح حال ہی میں مولانا سید سعید اختر مرحوم کی کتاب "خورشید خاور" جو کہ در حقیقت مطلع انوار کے بعض اشتباہات کی اصلاح اور اسکے تتمہ کے طور پر لکھی گئی ہے۔ اس موضوع پر اور بھی بہت سی کتب علماء اعلام نے تحریر فرمائی ہیں جن میں سے اکثر کے اسماء تذکرۃ علماء امامیہ کے مقدمہ میں دیکھے جا سکتے ہیں لیکن ہم عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اتنی کثیر تعداد میں پائے جانے والے علماء کرام میں سے بعض ایسے افراد بھی موجود ہیں جن پر ذہانت، فطانت، فہامت اور قوت حافظہ کے حوالہ سے مبدا فیض خدائے لم یزل ولا یزال کی طرف سے بڑی فیاضی ہوئی ہے اور پھر ان ہستیوں نے بھی شکر نعمت کرتے ہوئے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے شب و روز ایک کر کے کثرت مطالعہ، مباحثہ، درس، تدریس، تحقیق و تالیف اور کتب علمیہ کے تراجم کے علاوہ علم کو قلیل مدت میں حاصل کر کے اپنے سفینۂ علم کو دریائے علم کے اس کنارے جا روکا کہ جہاں پر مجتہدین عظام و علماء اعلام اپنے شاگردوں کو انکی علمی صلاحیتوں کی داد و تحسین دیتے ہوئے اجازہ ہائے روایت و اجتہاد سے نوازتے ہیں۔ اور یہی چیز بعض کوتاہ اندیش احباب اور کور باطن حاسدین پر ناگوار گزرتی ہے جس کا عملی مظاہرہ ان حضرات کی طرف سے یہ ہوتا ہے کہ اپنے احساس کمتری اور خفت کو مٹانے کے لیے لاشعوری طور پر حسد جیسی صفت خبیثہ میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اور پھر ان اعلاء کلمہ حق کے علم برداروں پر قسم قسم کی ناروا تہمتیں لگانا شروع کر دیتے ہیں اور اسطرح اپنی عاقبت خراب کر بیٹھتے ہیں۔

چنانچہ صاحبان بصیرت پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ آیۃ... الشیخ محمد حسین نجفی صاحب قبلہ بھی خدا کے ان خوش قسمت یگانۂ روزگار بندوں میں سے ہیں جن پر خداوند کریم و حکیم کی طرف سے بڑی کرم نوازی ہوئی ہے چنانچہ جہاں پر نجفی صاحب قبلہ اپنی ان خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے علوم شرقیہ کے منتخب زمانہ مدرس ہیں وہاں پر قادر الکلام شعلہ نواء اور شیوہ بیان خطیب و مقرر ہونے کے علاوہ ۵۰ سے زائد کتب عقلیہ و علمیہ کے مصنف و مترجم بھی ہیں جن میں علم تفسیر و حدیث، علم کلام و مناظرہ و فقہ اہل بیت کے علاوہ دسیوں دیگر کتب و رسائل شامل ہیں جن کا تفصیلی معرفی نامہ اپنے مقام پر آئے گا۔ اس پر مستزاد یہ کہ آیۃ ا... نجفی مدظلہ نے زمانہ طالب علمی میں قیام نجف اشرف کے دوران اپنے درس و تدریس کے علاوہ کتب علمیہ بھی تحریر کیں جن میں تصنیف و ترجمہ دونوں شامل ہیں انہی کمالات علمیہ کی وجہ سے اپنے مشفق و مہربان اساتذہ و مجتہدین کرام سے اجازہ ہائے اجتہاد و روایت بھی حاصل کیے جن کی تفصیل ہم آگے چل کر پیش کریں گے لیکن سر دست یہاں پر فقط حضرت آیۃ ا... اللہ نجفی مدظلہ کے ایک استاد اور اپنے زمانہ

کے مرجع تقلید حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید محمد جواد الطباطبائی التبریزیؒ متوفی ۱۳۸۷ھ کے نامہ سے اقتباس نقل کرتے ہیں جو کہ آنجناب نے نجفی صاحب قبلہ کے نام خط اس عنوان سے تحریر کیا تھا جسکا عکس آپ باب مراسلات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں آنجناب اپنے اس لائق و عظیم شاگرد کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

"حضرت العلامہ الحجہ، فخر الفقہاء والمجتہدین، فضیلۃ الشیخ محمد حسین الباکستانی المحترم"

بقول شاعر کہ۔

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے میں
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

لگتا ایسا ہے کہ خداوند کریم و حکیم نے اپنے اس لئے خوش نصیب بندے سے مبتدعین و منحرفین زمانہ اور غاصبین خلافت کے موالیوں کی سرکوبی کا کام لینا مقصود تھا اس لئے پہلے تو انہیں اپنے ولی کے حضور نجف اشرف کسب فیض کے حصول کے لیے بلایا اور پھر علم و عمل کے اساطین کے حضور ان سے کسب فیض کی توفیق عنایت کی۔ اسطرح انہیں اس مقدس شہر میں علم و عرفان کی دولت لازوال سے دامن پر کرنے کا موقعہ فراہم کیا اور یگانہ روزگار ہستیوں سے مختلف القاب و اجازہ ہائے اجتہاد و روایت دلوائے۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ سرزمین برصغیر میں بہت کم ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں کہ جنہوں نے قوم اور معاشرے میں اصلاح احوال کی اور اسی طرح خرافات وغیرہ کے خاتمہ کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لی ہو لیکن چونکہ سالوں پرانے نظریات میں غرق قوم اور مفاد پرست حضرات اس چیز کو کبھی گوارا نہیں کرتے کہ انکی پسندیدہ رسومات اور انکی مطلوب و مشہور لیکن غلط روایات پر خط کھینچا جائے اگرچہ یہ شق عموم کی حامل ہے کسی خاص قوم یا مذہب کے افراد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب میں اس قسم کے افراد پائے جاتے ہیں کہ جو مصلحین قوم و مذہب کی اس قسم کی باتوں کو پسند نہیں کرتے جس کی وجہ سے ان حضرات کی طرف سے ان مصلحین قوم کی کم سے کم سزا یہ ہوتی ہے کہ جہاں ان پر مختلف تہمتیں لگا کر انہیں بدنام کیا جائے وہاں پر انہیں گوشہ نشین ہونے پر مجبور کر دیا جائے جس کی کئی ایک مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں ان میں سے کچھ مثالیں مقدمہ کتاب میں لکھی جا چکی ہیں۔

حوزہ علمیہ قم کے ماہنامہ حوزہ و دانشگاہ کی ایک عبارت

لیکن ہم یہاں پر صرف موضوع سے مربوط ہونے کی وجہ سے اسلامی جمہوریہ ایران کے شہر قم سے چھپنے والے مجلّہ بنام حوزہ و دانش گاہ کے سال ہشتم ۱۳۸۱ھ ش کے شمارہ ۳۳ کے صفحہ ۱۹۴ سے ایک عبارت تحریر کرنا چاہتے ہیں جس کا وعدہ ہم نے مقدمہ میں کیا تھا کہ شائد یہ عبارت ہماری قوم کی بیداری میں کار آمد بن سکے۔ مجلّہ کی فارسی عبارت یہ ہے۔

﴿از دهه سوم قرن بیستم حرکت اصلاحی درمراسم دهه عاشورادر عراق شکل گرفت و کسانی چون محمدرضامظفربا ایجاد مدرسه ای برائے آموزش خطیب وواعظ کوشیدند. مراسم راازبدعت ها بپیرایندامابرخی ازاهل منبر نوحه گران که این اقدامات را با اهداف خودهم سازنمی دیدندباآن مخالفت می کردند﴾

اس عبارت کا مطلب کچھ اس طرح ہے کہ بیسویں صدی کے تیسرے دھارے میں عراق میں علماء اعلام کی طرف سے مراسم عاشورا کی اصلاح کی تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک میں بعض علماء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جن میں جناب آیۃ اللہ شیخ محمد رضا مظفر ـ صاحب منطق مظفر اور اصول فقہ۔ ہیں انہوں نے اصلاح کا بنیادی طریقہ کار اس طرح اختیار کیا کہ ایک مدرسہ کھولا جس میں خطباء کرام و واعظین حضرات کی تربیت کرنا شروع کردی۔ کیوں کہ مجالس کے اساسی رکن یہی خطباء و ذاکرین حضرات ہوتے ہیں اگر اہل منبر حضرات چاہیں تو جہاں عاشورا میں رائج غلط رسومات و روایات کو ختم کیا جاسکتا ہے وہاں پر عزاداری امام مظلوم علیہ السلام کو ذریعہ نجات و ھدایت سمجھتے ہوئے اس سے وہ مقاصد بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ جن کی بنا پر جہاں انسان کو خواب غفلت سے بیدار کیا جاسکتا ہے۔ وہاں پر اسے اسی منبر کے ذریعے انسانیت کے فرائض و تقاضوں سے آگاہ کرتے ہوئے اسے صحیح معنوں میں حسین و حسینیت سے آشنا کر کے حسینیوں کی صفوں میں لایا جاسکتا ہے۔ جس کے بعد پھر یہ حسینی عزادار ہر وقت ہر حال میں اور ہر مقام پر باطل و یزیدی و استعماری طاقت کے سامنے سینہ سپر ہوگا انشاء اللہ

اور یہی وہ وجوہات ہیں جن سے وقت کا ہر یزید اور تمام استعماری طاقتیں پریشان ہیں اور اسی وجہ سے اسلام اور شیعیت کے اس عظیم پلیٹ فارم کو بے اثر اور بے ثمر بنانے کے لیے تمام تر ذرائع استعمال

کرتے ہیں۔ اگرچہ علم کی اس عظیم ترقی کے ساتھ وہ دن دور نہیں کہ جب بقول شاعر کہ

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو — ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

لیکن افسوس ہے کہ علامہ مرحوم کے اس طریقہ کار کی سب سے زیادہ مخالفت اہل منبر اور نوحہ خواں حضرات کے اس گروہ نے کی جنہوں نے اس روش کو اپنے اہداف کے خلاف دیکھا اس کے بعد مجلّہ تحریر فرماتا ہے کہ ﴿ وگاه در مجله ی «العلم» مقالاتی علیه این بدعت های ناروا نگاشته ودر آنها مدعی شدند که علماء از ترس عامه ی مردم بر این مراسم صحه می نهند.از این گزشته. مطالب کذب وخرافه های گوناگونی هم در متن ماجرای کربلا وارد کرده اند. اقدامات اصلاحی عالمان بزرگ. گاه با مخالفت شدید عوام رو برو می شد. چنان که سید محسن امین را به کفر و الحاد متهم کردند وکار به جایی کشید که مخالفان اصلاح خود را. علویان واصلاح. گران. حزب امویان.می خواندند .شماری از مراجع تقلید. چون سید ابوالحسن اصفهانی خود آزاری وقمه زنی واستفاده از آلات لهو ولعب را در مراسم ی حسینی حرام دانستند. محمد حسین تاننئی هم این اعمال را در صور روا دانست که زیانی در پی نداشته باشد .بیست نفر از مراجع ومجتهدان ازجمله محمد حسین کاشف الغطاء. سید محسن حکیم. سید ابوالقاسم خو هم دیدگاه او را تائید کردند واین امر موجب شد عوام وبرخی اهل منبر بر سی محسن امین وهواداران مصلح او بشورند وآنها را ملحد بخوانند. وکار آنجا انجامید که مردم در مراسم پس از نوشیدن آب می گفتند .آب بنوش امین را لعن کن .محسن امین دیدگاه های خود را در کتابی با عنوان رسال التنزیه فی اعمال الشبیه مطرح کرد که کتاب های فراوانی علیه او نوشته ش

بے حس ضمیروں کو بیدار کرنے والی عبارت

اس عبارت کا مطلب خیز ترجمہ یہ ہے کہ عراق میں ایک رسالہ نکلتا تھا بنام ,,العلم،، جس میں اہل قلم کی طرف سے کچھ مقالات نشر ہوتے تھے۔ جن میں مراسم عزا میں موجود غلط رسومات اور مجالس

میں پڑھی جانے والی غلط روایات وغیرہ کے خلاف بہت کچھ لکھا جاتا اور ساتھ ساتھ علماء اعلام کے بارے میں بھی یہ کلمات لکھے جاتے کہ علماء عوام کے ڈر کی وجہ سے خاموش ہیں۔ اس بات سے قطع نظر یہ ایک حقیقت ہے کہ متن کربلا میں لوگوں نے گوناگوں بدعتیں اور خرافات داخل کردی ہیں۔ اس چیز کی اصلاح کے لئے علماء اعلام کی طرف سے مختلف اقدام کئے گئے ان اقدام کرنے والوں میں پیش پیش۔ آیۃ ا... العظمی الامام المصلح سید محسن امین عاملی، صاحب اعیان الشیعہ (۱۲۸۴ھ، و۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۸۶۷ء و۱۹۵۲ء) ہیں جنہیں عوام کی شدید ترین مخالفت کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ سید محسن امین پر کفر والحاد کے فتوے لگائے گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ سید محسن امین کے مخالف اپنے آپ کو علوی گروہ اور سید امین اور انکے حامیوں کو اموی گروہ سے تعبیر کرتے تھے۔ سید محسن امین کی طرح حضرت آیۃ ا.. اللہ العظمی سید ابوالحسن اصفہانی نے بھی قمہ زنی اور مراسم عزاء میں آلات لہو ولعب کے استعمال کو حرام قرار دیا تھا۔ اسی اثناء میں حضرت آیۃ ا... العظمی شیخ محمد حسین نائنی (۱۲۷۳ھ۔۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۸۵۷ء۔۱۹۳۶ء) نے قمہ زنی کے استعمال کو اس صورت میں جائز قرار دیا تھا کہ کوئی ضرر واقع نہ ہو۔ اور جناب کے اس فتوی پر عراق کے بیس عدد مجتہدین عظام و مراجع کرام نے بھی دستخط کئے تھے۔ جیسے حضرت آیۃ ا... العظمی الشیخ محمد حسین کاشف الغطاء (۱۲۹۴ھ۔۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۸۷۷ء۔۱۹۵۴ء)۔ حضرت آیۃ ا... العظمی سید ابوالقاسم خوئی (۱۳۱۷ھ۔۱۴۱۳ھ)۔ وغیرہ یہ امر موجب بنا کہ عوام اور بعض اہل منبر حضرت ایۃ اللہ محسن امین اور انکے ہم خیال افراد کے شدید مخالف ہو گئے۔ اور انہیں ملحد کہہ کر پکارتے تھے نوبت یہاں تک پہنچ چکی کہ مراسم عزاء میں کہا جاتا تھا کہ پانی پیو اور امین پر لعنت کرو۔ جناب محسن امین نے اصلاح احوال کی ان باتوں کو اپنی کتاب بنام۔ رسالة التنزيه في اعمال الشبيه۔ میں ذکر کیا ہے جس کے کئی عدد جوابات لکھے جا چکے ہیں۔ انتہی

اس عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ اس قسم کی اصلاح کی جو بھی، جہاں بھی اور جب بھی کوشش کرے گا اسے حقائق سے ناواقف عوام اور مفاد پرست خواص کی گوناگوں تہمتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ دنیا کی نگاہ میں اس خار دار وادی اور آخرت کے حوالہ سے اس عظیم ذمہ داری کو سر کرنے سے قبل اپنے مافی الضمیر اور ایمانی قوت کا امتحان لے لیا جائے۔ کیوں کہ کہیں ایسا نا ہو کہ مشکلات اور مصائب سے گھبرا کر اور دنیا کی چمک دمک دیکھ کر ایمان جیسی زوال نعمت کا سودا چند پیسوں کے بدلے کر بیٹھے۔ اسی لیے اس وادی کی سیر کرنے والے شہسوار بہت کم

ملتے ہیں۔ انہیں خوش قسمت افراد میں سے کہ جنہوں نے اپنی آخرت کو دنیا پر مقدم جانا۔ آیۃ ا...... شیخ محمد حسین نجفی مدظلہ ہیں کہ جو اعلاء کلمہ حق واحقاق حق وابطال باطل و منکسر مزاجی اور خوش اخلاقی وغیرہ جیسی صفات حسنہ میں اپنی مثال آپ ہیں یہی وہ خصوصیات ہیں جنہوں نے ان کو معتوب زمان اور محسود الاقران بنا دیا ہے مگر وہ گردوپیش کے ناساعد حالات سے غض بصر کرتے ہوئے برابر اپنے وظائف دینیہ اور شرعیہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مشغول و مصروف ہیں گویا وہ زبان حال سے پکار رہے ہیں۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مرد درویش جس کو تو نے دیے ہیں انداز خسروانہ

مزید کچھ ذاتی وخاندانی حالات اور آپکی اولاد کا تذکرہ

چونکہ اس کتاب کا پہلا حصہ آیہ...... نجفی مدظلہ کے حالات کے لئے مختص ہے تو انسب معلوم ہوتا ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے ان کے کچھ مختصر مگر جامع ذاتی حالات و کوائف سے قارئین کرام کو روشناس کرایا جائے۔

آپ کا خاندان

آپ پاکستان کی ایک معزز زمیندار فیملی ڈھکو سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ پاکستان کے مختلف علاقوں جیسے لاہور ساہیوال، سرگودھا، اور بھکر وغیرہ میں آباد ہیں آپ کے خاندان میں کئی اہل علم پیدا ہوئے ہیں جیسے مولوی محمد عبداللہ مرحوم جو کہ آیہ...... نجفی کے پردادا تھے، جناب الحاج مولوی امام بخش صاحب مرحوم جو کہ آپ کے تایا اور جہانیاں شاہ کے سادات کرام اور مؤمنین کرام کے استاد تھے۔ حضرت الحاج مولانا سہراب علی مرحوم جو ایک بڑے جید عالم دین تھے وہ آپکے چچا بزرگوار تھے۔ جو کہ اوچشریف ضلع بہاولپور میں مدفون ہیں اور وہاں کے جملہ اہل ایمان آپ سے انتہائی عقیدت رکھتے ہیں اور آپ کے والد ماجد جناب رانا تاج الدین مرحوم اگرچہ عالم دین تو نہ تھے مگر انتہائی متدین اور شب زندہ دار اور روزہ دار مومن تھے جب دو بیٹیوں (غلام فاطمہ مرحومہ اور کنیز فاطمہ مرحومہ) کے بعد سرکار علامہ کی ولادت ہوئی تو آپ کے والد ماجد کی یہ قلبی تمنا تھی کہ سرکار علامہ کو علم دین پڑھائیں گے اور انہیں عالم دین بنائیں گے بعد ازاں خدا نے ان کو دو بیٹے اور بھی دیئے موت نے ان کو عملی جامہ پہنانے کی مہلت نہ دی ابھی سرکار علامہ کی عمر بارہ سال تھی کہ وہ (۱۹۴۴

د بسپار عالم بقا ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون بعد ازاں رحمٰن ورحیم اور قادر و قیوم ے مہربان نے اس در یتیم کو علم وعمل کی جن بلندیوں سے نوازا اس میں ان کے والد ماجد کی مخلصانہ دعاؤں اور ؤں کا بھی بڑا دخل ہے ہاں البتہ مرحوم کی اس قلبی تمنا کو تکمیل سے ہمکنار کرنے میں آپکی والدہ ماجدہ جناب ارں بی بی (۱۹۶۶ء) بنت رانا محمد امیر ڈھکو مرحوم نے مثالی کردار ادا کیا اور علم وعمل کی منازل طے کرنے میں طرح سرپرستی کی کہ آپ کو والد ماجد کے سایہ عاطفت سے محرومی کا احساس بھی نہیں ہونے دیا۔ ورنہ ری حالات اس قدر نامساعد اور حوصلہ شکن تھے کہ ان میں سلسلہ تعلیم کا جاری رکھنا اگر ناممکن نہیں تھا تو مشکل

سوائے ایک آدھ آدمی کے باقی سب کا یہی مشورہ تھا کہ اب سرکار موصوف کو والد کی جگہ زمیندارہ بالنا چاہیے اور اپنے کنبہ کی کفالت کرنی چاہیے مگر خداوند عالم کے خصوصی لطف وکرم نے دستگیری فرمائی اور کے سفینۂ علم وعمل کو بسلامتی کنارے لگایا اور اس در یتیم کو دولت دنیا ودین سے نوازا۔ وذالک فضل اللہ من یشاء یعنی

این سعادت بزور بازو نیست   تانخشد خدائے بخشندہ

مخفی نہ رہے کہ آپ کے دو بھائی مولوی نذر حسین مرحوم، اور زوار غلام رضا مرحوم جزاھما اللہ تعالیٰ فی ارین مولوی نذر حسین مرحوم اہل علم تھے اور بڑے مقدس تھے۔ غفر اللہ۔

پہلی شادی خانہ آبادی:۔

سرکار آیۃ اللہ محمد حسین نجفی نے پاکستان میں مقدماتی اور اسلامی علوم حاصل کر لیے اور انکی تکمیل کے لیے وعلمیہ نجف اشرف جانے کی تیاریاں کر رہے تھے تو آپ نے چاہا کہ شادی خانہ آبادی کر کے وہاں جائیں سودگی کے ساتھ وہاں اپنی تحصیلات مکمل کر سکیں۔ اگرچہ آپ کے استاد محترم حضرت علامہ سید محمد یار شاہ م کی خواہش تو یہ تھی کہ آپ نجف اشرف کے کسی علمی خانوادہ میں جا کر شادی کریں مگر آیۃ اللہ ...... نجفی اپنے اور وہاں کے تمدن اور کلچر کے اختلاف کے حوالے سے معذرت کی اور اپنے ہی خاندان میں شادی نے کو ترجیح دی۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء میں جبکہ آپ کی عمر بیس سال تھی اپنی خالہ زاد کنیز فاطمہ (مرحومہ) بنت رانا حسین ڈھکو مرحوم سے بڑی سادگی کے ساتھ عقد وازدواج کر لیا۔ جس نے سفر وحضر میں اور فقر وغنا میں گ شریکۃ الحیات ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اور جس حال میں بھی رہیں کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں ساتی کہ جب نجف اشرف میں اور عالم غربت میں انتہائی پیارا اور اکلوتا بیٹا محمد سبطین پانچ برس کی عمر میں

والدین کو داغ مفارقت دے گیا تو مرحومہ روئیں تو بہت مگر خدائی فیصلہ اور اسکی قضا و قدر کے خلاف کبھی اف تک نہیں کی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ کی اولاد امجاد:۔

۱۹۵۲ء میں آپکی شادی خانہ آبادی ہوئی اور دو سال بعد یعنی ۱۹۵۴ء میں آپ عازم نجف اشرف ہوئے اور اسی سال خداوند عالم نے آپ کو ایک چاند سا بیٹا عنایت فرمایا جس کا نام محمد سبطین رکھا گیا۔ جو کہ بموجب ؎ فی المھد ینطق عن سعادۃ جدہ اثر النجابۃ ساطع البرھان

یعنی سالے کہ نکو است از بہارش پیدا

وہ بچپن میں ہی گوناگوں خوبیوں کا مالک تھا گویا کہ گھر میں ماہ شب چہار دہم تھا مگر آہ

ع پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور

ابھی اس نے اپنی عمر عزیز کی صرف پانچ بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ وہ مہ لقا غروب ہوگیا۔

؎ یا کوکبا ما کان اقصر عمرہ وکذا یکون کواکب الاسحار

آیۃ...... نجفی آج تک افسوس کرتے ہیں کہ اسوقت جبکہ ان کا اکلوتا نور نظر دم توڑ رہا تھا تو ان کے پاس علاج معالجہ کیلئے پیسے نہیں تھے اگر کچھ تھا تو وہ کتابوں کی خریداری پر صرف ہوگیا۔ رضا بقضائہ و تسلیما لامرہ سبطین مرحوم یکم رجب کو بیمار ہوا اور نیمہ شعبان کو اپنے والدین کو عالم غربت میں روتا چھوڑ کر دائم مفارقت دے گیا اور وادی السلام کی آغوش میں آسودہ خاک ہوگیا۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون

؎ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

عراق سے واپسی

۱۹۶۰ء میں نجف اشرف سے آپ کی واپسی ہوئی تو قدوۃ السالکین پیر سید فضل شاہ اعلیٰ مقامہ (۱۸ء۔۲۳، اکتوبر ۱۹۶۶ء) اور سادات کرام جہانیاں شاہ جناب الحاج سید قلندر حسین شاہ مرحوم الحاج نوازش علی شاہ مرحوم، جناب الحاج سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم چک ۲۱، جناب الحاج ڈاکٹر سید حاذق شاہ مرحوم اور جناب الحاج گل محمد صاحب مرحوم اور جناب میاں سلطان علی ننگیانہ مرحوم اور ڈاکٹر سید

ہ مرحوم، جناب ڈاکٹر سید ابوالحسن شاہ مرحوم اور دوسرے اکابرین سرگودھا نے باتفاق رائے مدرسہ محمدیہ
رگودھا کی پرنسپلی آپ کو پیش کی جہاں آپ پورے گیارہ سال تک علم وعرفان کی بارش برساتے رہے اور
ہمان آل محمد علیہم السلام کی علمی وعملی تربیت فرماتے رہے۔

الغرض جب محمد سبطین مرحوم کی وفات کے بعد گیارہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی تو سرکار آیۃ اللہ النجفی
ے بعض رذیل اور سفلہ صفت مخالفین نے یہاں تک بے دینی سے کام لیا کہ اصول الشریعہ کی بعض جوابی کتابوں
معالم الشریعہ) میں کفار مکہ کی طرح آپکو ابتر ہونے کا طعنہ دیا۔ جس کا سرکار موصوف کو بڑا صدمہ ہوا اور انہو
ں نے فرمایا اب خدا انہیں ضرور اولاد دیگا چنانچہ انہوں نے عقد ثانی کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء میں
اکال پور ضلع فیصل آباد کے ایک شریف اور دیندار فیملی والے کے جناب الحاج محمد شفیع صاحب مرحوم کی دختر
یک اختر عذرا بتول سے عقد وازدواج ہوا اور اسی سال خداوند عالم نے پہلی بیوی کنیز فاطمہ مرحومہ سے ایک دختر
یک اختر عطا کی۔ جس کا نام عصمت بتول رکھا گیا۔ اور دوسرے سال دوسری زوجہ کے بطن سے خداوند عالم نے
دوسری بیٹی عطا فرمائی جس کا نام عفت بتول رکھا گیا۔ اور دو سال کے بعد خدا نے دوسری بیوی سے ایک اور
بیٹی عطا فرمائی جس کا نام عترت بتول رکھا گیا والحمد للہ پھر علامہ نے ان بیٹیوں کی تعلیم وتربیت پر اپنی پوری توجہ
مبذول فرمائی اور ان کو زیور علم وعمل سے آراستہ کیا اور سن رشد وبلوغ میں پہنچنے کے بعد انکی شادیاں خانہ آبادیاں
کیں چنانچہ پہلی عزیزہ عصمت بتول کی شادی خانہ آبادی جناب ڈاکٹر ملک افتخار احمد اعوان آف لیہ سے ہوئی

کا ایک بیٹا محمد عمار رضا ہے اور چار بیٹیاں ہیں (۱) خیزران فاطمہ (۲) بریہہ بتول (۳) طلیہ بتول
( ) شہر بانو اور دوسری عزیزہ عفت بتول کی شادی خانہ آبادی ان کے خالہ زاد طاہر عباس باجوہ پی اے آف

پاکپتن سے ہوئی۔ جنکے دو بیٹے محمد علی میثم اور محمد علی محتشم ہیں اور ایک بیٹی بنام شاہ زنان۔ اور تیسری عزیزہ عترت
بتول کی شادی خانہ آبادی چودھری افتخار حسین ڈائریکٹر آف فیصل آباد سے ہوئی جس کے تین بیٹے ہیں محمد کمیل
حیدر، محمد عدیل حیدر، اور محمد فسیل حیدر اور ایک بیٹی ہے جس کا نام نور العین ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلا تشبیہ
خداوند عالم نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح حضرت آیۃ اللہ نجفی کی نسل کی بقاء کا انتظام بھی
آپکی دختران کے ذریعہ سے کیا ہے سب بیٹیاں اپنے گھروں میں خوشگوار زندگی گزار رہی ہیں پھر ۱۹۹۶ء میں
پہلی بیوی کا انتقال ہوا جو کہ نیو سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون
اور دوسری محترمہ زندہ اور سلامت ہیں اور آیۃ اللہ نجفی کی خدمت کو سرمایہ نجات جانتی ہیں۔ خدا ان کو تادیر زندہ و

سلامت رکھے۔

آپکی خداداد ذہانت وفطانت:۔

مبداء جود وکرم نے بڑی فیاضی کیساتھ حضرت آیت اللہ مدظلہ کو ذہانت وفطانت سے نوازا ہے چنانچہ آپ سالوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام ہفتوں میں اور ہفتوں کا کام گھنٹوں میں انجام دیا کرتے ہیں اور یہ حقیقت عیاں راچہ بیاں کی مصداق ہے اور آپ کے اساتذہ ہوں یا اقران یا طلبہ عظام سب اس حقیقت سے آگاہ ہیں اور قائل ہیں۔ آپ کی خداداد ذہانت اور قوت حافظہ کا یہ عالم ہے کہ جو عبارت ایک بار نظر سے گذر گئی وہ باقید صفحہ وسطر زبانی یاد ہوگئی اور جو پسند کا شعر نظر سے گزرا یا گوش گذار ہوا وہ حفظ ہوگیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

آپکی جدوجہد اور محنت وزحمت:۔

عموماً ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ زیادہ ذہین وفطین ہوتے ہیں وہ زیادہ محنتی نہیں ہوتے اور جو زیادہ محنتی ہوتے ہیں وہ زیادہ ذہین نہیں ہوتے مگر کبھی کبھار خداوند عالم ان دونوں چیزوں کو کسی شخصیت میں جمع کر دیتا ہے چنانچہ سرکار موصوف انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کو فیاض ازل نے ان دونوں خوبیوں سے بڑی فیاضی سے نوازا ہے ذہین ہیں تو حد سے زیادہ اور محنتی ہیں تو حد سے زیادہ۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ نجف اشرف میں ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ وہ درس جو وہ پڑھاتے تھے اور وہ درس جو وہ خود پڑھتے تھے سب چھوٹے بڑے دروس ملا کر دس ہو گئے تو آپ کے شفیق استاد حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد جواد تبریزیؒ نے طنزاً ان سے فرمایا

آقائے شیخ محمد حسین اگر شما دعوی نبوت بکنی اول کسی کہ بہ شما ایمان بی آوردمن می باشم پھر ازراہ شفقت فرمایا کہ درس وتدریس کا سلسلہ کچھ کم کرو، کیونکہ نجف اشرف کی آب وہوا خشک ہے پھر فرمایا کہ اہل ایران کہتے ہیں کہ یہاں ایک درس کم ہے اور دو زیادہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو اصل حقیقت حال کا علم نہیں ہے وہ اب تک تعجب کرتے ہیں کہ آپ نے صرف چھ سات سال کی مختصر مدت میں نجف اشرف میں علم وفضل اور عمل وکردار کی یہ بلند منزلیں کیسے طے کیں الغرض آپ کی ذات گرامی صفات جہد مسلسل، عزم صمیم اور سعی پیہم سے عبارت ہے ان کا ا

واقعاً یہ ہے کہ **لیس للانسان الا ماسعی** یعنی ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔

آپ کے ہر میدان میں علمی و عملی آثار اور کارنامے:

آج کے اس دور میں درس و تدریس ہو یا تصنیف و تالیف یا تقریر ہو یا خطابت آدمی ایک ہی شعبہ کو سنبھال سکتا ہے مگر سرکار آیۃ اللہ ...... النجفی کے علم و فضل کا یہ زندہ شاہکار ہے کہ آپ نے بیک وقت یہ تینوں شعبے بطریق احسن سنبھال رکھے ہیں یعنی آپ جہاں علوم مشرقیہ و اسلامیہ کے منتخب روزگار مدرس ہیں وہاں قادر الکلام اور شیوہ بیان خطیب و مقرر بھی ہیں اور شائستہ و شگفتہ اور مدلل تحریر اور ایک خاص اسلوب تحریر کے مصنف و مولف بھی ہیں اور سلامیات کے تمام شعبہ جات پر آپکی علمی کتابیں موجود ہیں جو علمی دنیا سے خراج تحسین و آفرین وصول کر چکی ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے آپکی تقریروں اور تحریروں کی برکت سے اندرون و بیرون ملک میں ایک فکری انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ اور آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اپنی مساعی جمیلہ کے خوشگوار نتائج و ثمرات اور اپنی کوششوں کی کامیابی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اس کی تفصیل ہم آگے جا کے پیش کریں گے انشاء اللہ، ان سب علمی و عملی کارناموں کے باوجود آپ میں تکبر کا نام و نشان نہیں بلکہ بڑے منکسر المزاج ہیں۔

آپ کے اخلاق و عادات اور عمل و عبادات:

آپ اپنے علم و عمل سے بتاتے ہیں کہ اخلاق ہی سے آدمی انسان بنتا ہے اور پیغمبر اسلامؐ نے اپنی بعثت کا مقصد اعظم ہی اخلاق کی تکمیل کو قرار دیا ہے۔ اسلئے بحمد اللہ آپ اسلامی بلند اخلاق و آداب کا بہترین نمونہ ہیں یہی وجہ ہے کہ جو شخص بھی آپکے قریب جاتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے آپ کا ہو جاتا ہے آپ صرف واجبات کے بجالانے اور محرمات سے دامن بچانے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ شرعی مستحباب و آداب کی بجا آوری اور مکروہات سے دامن بچانے میں برابر کوشاں رہتے ہیں اور آپ کہا کرتے ہیں کہ اگر علماء مستحبات کی پابندی کرینگے تو لوگ واجبات کو بجالائیں گے اور اگر علماء کرام مکروہات سے دامن بچائیں گے تو عوام محرمات سے اجتناب کریں گے۔

خاص طور پر آپ خدمت خلق کو سب سے بڑی عبادت جانتے ہیں اور دامے، درمے، سخنے اور قدمے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کو مقصد حیات سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ہر وقت آپ کے

ہاں غرباء و مساکین اور مختلف النوع لوگوں اور دینی و دنیاوی کام والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ الغرض آپ کی ذات ہر لحاظ سے مرجع خلائق ہے۔ جس کا اقرار مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے کیا ہے اور آپ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ جو شخص بھی کوئی توقع لیکر آئے حتی الامکان اسکے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے وہ کہا کرتے ہیں کہ آدمی کو خدا سے یہ پختہ عہد و پیمان کرنا چاہیے کہ اگر وہ مخلوق خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گا تو کم از کم کسی کو نقصان تو ہرگز نہیں پہنچائے گا، وہ عموماً فارسی و اردو کے یہ دو اشعار پڑھا کرتے ہیں

یعنی ۔ عبادت بجز خدمت خلق نیست بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اور یہ کہ ۔ یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

نیز ان میں اپنے مخالفین سے عفو و درگزر کرنے کا ملکہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے کسی سے انتقام لینے کا تصور بھی نہیں کرتے جب ان سے کہا جائے کہ فلاں شخص آپ کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو وہ کہتے ہیں جب تھک جائے گا تو شکوہ بند کر دے گا۔ الغرض وہ ایک خوددار اور دیندار بزرگوار ہیں اور ایک کامل انسان اور اقبال کے مرد مومن ہیں اور انکی مستقل مزاجی کا یہ عالم ہے کہ جس شخص سے ایک بار علیک سلیک ہو جائے اسے آخر تک نبھاتے ہیں بلکہ اگر وہ وفات بھی پا جائے تو اس کی قبر کا بھی لحاظ کرتے ہیں ہاں البتہ اگر کوئی ساتھی بلاوجہ ان کا ساتھ چھوڑ جائے تو پھر یہ بھی اس سے نہیں پوچھتے کہ ع ہم سے سرگرداں کیوں ہو

وقت کی قدر و قیمت:۔

آپ اپنے تمام حالات میں وقت کی پابندی کا بڑا خیال رکھتے ہیں اور لوگوں کو بھی برابر یہی تلقین کرتے رہتے ہیں کہ وقت کی قدر کرو اور اسے ضائع نہ کرو۔ پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے کہ **الوقت سيف قاطع ان لم تقطعه فانه يقطعك** کہ وقت شمشیر برندہ ہے اگر تم اسکو نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ کے رکھ دے گی۔ آپ مسلمانوں کی موجودہ نکبت و پسپائی اور پسماندگی میں وقت کی قدر نہ کرنے کو بھی دخیل جانتے ہیں۔

آپکی معاملات کی درستگی اور پختگی:۔

آپ خود بھی انسانی تعلقات اور حسن معاملات کا بڑا خیال رکھتے ہیں اور اپنے تمام متعلقین کے دکھ سکھ میں شریک ہونیکی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور ہمیشہ تقریر و تحریر کے ذریعہ دوسروں کو معاملات کی اہمیت

واقادیت پر برابر توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ آپ کہا کرتے ہیں کہ **لا یعرف المرء بکثرۃ الصوم و الصلاۃ بل یعرف المرء بحسن المعاملات و صدق الحدیث و اداء الامانۃ(کما ورد فی الروایات)** کہ انسان صرف نماز وروزہ کی کثرت سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ اسکی انسانیت کا جوہر حسن معاملات سچ بولنے اور امانت کے ادا کرنے سے کھلتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت آیۃ ا.....لنجفی مدظلہ کی ذات ستودہ صفات میں اسلامی اخلاق وآداب، مشرقی تہذیب وثقافت اور انسانی راہ ورسم کی پابندی و پاسداری کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے　ع　یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

کئی سستی شہرت حاصل کرنے کے خواہشمند لوگ کبھی آپ کے خلاف مضمون لکھتے ہیں اور کبھی آپ کے خلاف تقریر کرتے ہیں۔ تا کہ آپ بھی انہیں مخاطب بنائیں مگر آپ ان کو رسید بھی نہیں دیتے۔

آپکی یہی وہ خصوصیات ہیں

جنہوں نے آپ کو معتوب زمان اور محسود اقران بنادیا ہے۔ مگر آپ گردوپیش کے حالات سے چشم بند کئے ہوئے اور نامساعد حالات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے برابر اپنے وظائف دینیہ اور فرائض شرعیہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ گویا وہ زبان حال سے کہہ رہے ہیں:

ے　ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مرد درویش جس کو تو نے دیے ہیں انداز خسروانہ

وہ اپنوں کی دغا اور غیروں کی جفا پر صرف یہ کہہ دیا کرتے ہیں:

یا اللہ　ے　تیری بندہ پروری سے میرے دن گذر رہے ہیں

نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

وہ بدلہ لینے کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے اور اپنے مخالفین کے حالات و معاملات احکم الحاکمین کی بارگاہ میں پیش کرنے کے قائل ہیں وہ کہا کرتے ہیں۔

افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ، اور آسودہ ہو جاتے ہیں۔

آپکی ذات افراط وتفریط کا شکار ہے:۔

دنیا کی ہر بڑی شخصیت کی طرح آپکی ذات بھی افراط وتفریط کا شکار ہے جو علم دوست، دیندار اور

فضل وکمال کے پرستار ہیں وہ آپ سے محبت وپیار کرتے ہیں وہ بھی حد سے زیادہ اور ٹوٹ کر کرتے ہیں اور اپنی جانیں بھی نثار کرتے ہیں اور انہیں حد سے بڑھاتے ہیں اور جو دشمنی اور عداوت کرتے ہیں تو وہ بھی حد سے زیادہ کرتے ہیں اور شرم وحیاء اور دین کا پردہ چاک کر کے ان کا شکوہ وشکایت کرنے کو اور انکی ہر طرح توہین کرنے کو گویا عبادت جانتے ہیں۔ جس کا آپ کو خصوصا ان افراد سے کہ جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایسا کرتے ہیں رنج ہوتا ہے۔ اسلئے وہ لوگوں کو ہر معاملہ کی طرح یہاں بھی میانہ روی کی روش کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور آپ ہمیشہ مرزا غالب کا یہ شعر گنگناتے ہیں کہ۔

ے ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں یکتا تھے   بے سبب ہوا غالب دشمن آسماں ہمارا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قادر مطلق خدائے رحمٰن نے آپ کو اس طرح گونا گوں صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا ہے کہ اپنے رشک کرتے ہیں اور پرائے حسد کرتے ہیں بالخصوص خدا نے آپکو ہمت، جرات، حق گوئی اور بیباکی کی دولت سے مالا مال کیا ہے کہ آپ تقریر وتحریر کے ذریعہ سے اس طرح بلا خوف وخطر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حقائق اسلام وایمان کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ کی ذات حق گوئی وبیباکی کا ایک ماڈل ونمونہ بن چکی ہے چنانچہ مختلف فرق ومسالک کے لوگ ہر طرف سے مایوس ہو کر آپکی طرف اسلئے رجوع کرتے ہیں کہ آپ بغیر کسی ر ودر عایت اور بغیر کسی لگی لپٹی کے جو اصل حقیقت ہوگی وہ بلا کم وکاست ظاہر کر دیں گے اور اس سلسلے میں کسی بھی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیں گے یہی وجہ ہے کہ علمی وعملی اور دین دار حلقوں میں ان کا اتنا احترام ہے کہ جو بہت کم خوش نصیب لوگوں کو نصیب ہوتا ہے آپ کے عقیدت مندوں اور مقلدین کا سلسلہ اندرون ملک اور بیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے آپ صرف حق گو ہی نہیں بلکہ حق پرست، حق پر ڈٹ جانے والے اور حق پر مر مٹنے والے بھی ہیں کہ اب آپ کو حق کا معیار سمجھا جاتا ہے الغرض ان کی پوری زندگی کے شب و روز اور انکے پورے حالات وکوائف اس بات کے شاہد عادل ہیں کہ آپ کا مشن الحب للہ والبغض فی اللہ ہے یعنی وہ کسی سے محبت کرتے ہیں تو بھی اللہ کیلئے اور اگر کسی سے نفرت کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ کی خاطر وہ فرمایا کرتے ہیں کہ میری کوشش ہے کہ میں مولانا جوہر کے اس شعر کا مصداق بن جاؤں۔

ے توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے   یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اور اس اصول پسندی کی وہ بڑی بھاری بھرکم قیمت ادا کر چکے ہیں اور اب بھی خندہ پیشانی سے ادا کر رہے ہیں۔ مگر انکی ہمت مردانہ میں نہ کبھی کمی آئی ہے اور نہ آئے گی انشاء اللہ

ع کہتے ہیں وہی بات سمجھتے ہیں جسے حق،   والحمد للہ رب العالمین

آیۃ ا... نجفی صاحب مدظلہ کے پاکستان میں اساتذہ

آیۃ ا... محمد حسین نجفی صاحب قبلہ کہ جنہوں نے ابتدائی دنیاوی تعلیم امتیازی حیثیت سے ثانوی کلاسوں تک حاصل کرنے کے بعد علوم اہلبیت علیہم السلام کی تحصیل کے اشتیاق میں قدوۃ السالکین، زین الاتقیاء، ابوذر زمان، مومن ممتحن، استاد العلماء حضرت علامہ سید محمد باقر چکڑالوی (۱۸۸۱ء تا ۱۹۶۶ء) واستادالعلماء حضرت علامہ سید محمد یار شاہ صاحب (۱۹۰۱ء تا ۱۹۷۵ء) ومفسر قران حضرت آیۃ ا...... الشیخ حسین بخش جاڑا صاحب مرحوم ۱۹۲۰ تا ۱۹۹۰ء وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیے۔ کچھ ہی عرصہ میں درس نظامی کو ان بزرگ اور مشفق اساتذہ کی خدمت میں حاصل کرنے اور امتیازی حیثیت سے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد مدارس دینیہ کے رائج علوم جیسے صرف ونحو، معانی وبیان، ادب اور منطق وفلسفہ کے بعد کے دوسرے مرحلہ یعنی فقہ واصول فقہ کی تحصیل میں قدم رکھا اور بہت ہی مختصر عرصہ میں ان کتب کی سیر کرتے کرتے اس مقام پر جا رکے، جہاں پر اس سے آگے جانے کے لئے انہیں ان کے ان مشفق ومحسن اساتذہ نے مشورہ دیا کہ اب اپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے دنیائے شیعیت کے علمی مرکز نجف اشرف کی طرف ہجرت کریں۔

عربی وفارسی وغیرہ اسلامی زبانوں پر آپ کی دسترس

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آیت اللہ النجفی مدظلہ عربی اور فارسی وغیرہ اسلامی زبانوں پر اس قدر عبور اور دسترس رکھتے ہیں کہ وہ بڑی روانی سے ان زبانوں میں گفتگو کر سکتے ہیں اور تقریر وتحریر میں اظہار مافی الضمیر کر سکتے ہیں ان کا یہ جوہر اس وقت نکھر کر سامنے آتا تھا جب عراق ولبنان وغیرہ کے علمائے اعلام پاکستان کے دورہ پر آتے تھے اور مدرسہ محمدیہ سرگودھا میں ان کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام ہوتا تھا اور وہ عربی میں تقریریں کرتے تھے اور سرکار علامہ نجفی مدظلہ ان کا اردو میں مطلب خیز ترجمہ کرتے تھے اور ان کے ساتھ رواں دواں عربی میں گفتگو کرتے تھے یا اب عرب وعجم ممالک کے دوروں کے دوران وہ علمی اجتماعات میں عربی یا فارسی میں تقریر کرتے ہیں یا مقالہ پڑھتے ہیں۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

فصل دوم

(۱) حوزہ علمیہ نجف اشرف کی طرف ہجرت اور

حوزہ علمیہ نجف اشرف کی تاریخ

حوزہ علمیہ نجف اشرف جس کی بنیاد شیخ الطائفہ الشیخ ابو جعفر طوسیؒ (۳۸۵ھ تا ۴۶۰ھ بمطابق ۹۹۵ء تا ۱۰۶۷ء) نے ہزار سال قبل رکھی تھی صدام ملعون کے برسر اقتدار آنے سے پہلے یہ مرکز علم واجتہاد آفتاب علم وھدایت بن کے پوری دنیائے شیعیت کو اپنے تحت الشعاع لے کر علم وھدایت کی نورافشانی سے منور کر رہا تھا حوزہ علمیہ نجف نے اپنے مبدأ وجود یعنی قرن پنجم سے لے کر ۱۳۲۵ ہجری تک اس ہزار سال کے عرصہ میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فقہاء عظام ومراجع کرام پیدا کیے جن میں سے بعض کے حالات اور انکی تصنیفات ودیگر خدمات کو علماء اعلام نے تحریر کیا ہے لہذا حوزہ علمیہ نجف اشرف کی خدمات اور اس میں پرورش پانے والے فقہاء ومراجع عظام کے حالات دیکھنے کے لیے فقط آیۃ ا... جعفر سبحانی مدظلہ کے تحت اشراف چھپنے والی کتاب موسوعہ طبقات الفقہاء کی ۱۷ جلدوں اور اہل علم کی ایک جماعت کے قلم سے لکھی جانے والی کتاب موسوعۃ النجف الاشرف کی ۲۲ جلدوں کی طرف رجوع کر کے اطمینان حاصل کیا جاسکتا ہے فقط اس موسوعۃ النجف الاشرف نامی کتاب میں (۱۵۰۰) ڈیڑھ ہزار سے زیادہ فقہاء عظام ومراجع کرام کے حالات تحریر کیے گیے ہیں۔ حوزہ علمیہ نجف کی زعامت ہر زمانے میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم اور مرجع تقلید کے ہاتھوں میں رہی ہے لہذا ۱۹۵۱ء میں حوزہ علمیہ نجف اشرف کی سرپرستی اپنے زمانے کے سب سے مشہور مجتھد اعظم ومرجع تقلید حضرت آیت اللہ العظمی السید محسن الحکیم الطباطبائی (۱۳۰۶ھ تا ۱۳۹۰ھ) رضوان اللہ تعالی علیہ کے ذمہ تھی۔ لہذا آیت اللہ العظمی محسن الحکیمؒ الطباطبائی کی سرپرستی میں چلنے والا یہ حوزہ علمیہ تمام کرۂ ارض سے آنے والے شیعہ طلاب علوم دینیہ کو اپنے سایہ عاطفت میں لے رہا تھا۔

انہیں عاشقان علوم اھل بیت علیھم السلام اور طلاب میں سے ایک پاکستانی طالب علم محمد حسین نامی بھی تھا کہ جو ۱۹۵۱ء میں ۲۲ سال کی عمر میں تحصیل علم کے لیے نجف گیا جو کہ بعد میں آیۃ ا... شیخ محمد حسین نجفی المعروف ڈھکو صاحب اور انکے حامی علماء اعلام ومومنین کرام کو ڈھکو پارٹی کے عنوان سے پکارا جانے

لگا۔ قبلہ نجفی صاحب اگر چہ کمیت کے اعتبار سے کم وقت حوزہ علمیہ نجف اشرف میں رہے ہیں لیکن کیفیت کے حوالہ سے جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے اس قلیل مدت میں اپنی خداداد صلاحیتوں بے مثل ذکاوت وذہانت اور عظیم قوت حافظہ کو بروئے کار لاتے ہوئے علم وعمل کے وہ جوہر دکھائے کہ موافق ومخالف انگشت بدنداں ہو کے داد تحسین دینے پر مجبور ہو گئے۔ حضرت آیۃ ا... نجفی مدظلہ نے حوزہ علمیہ نجف اشرف میں چھ سات سال کے عرصہ میں وہ کارھائے عظیم انجام دیئے جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس عرصہ میں مادی وسائل کی کمی کے باوجود کہ جن کی وجہ سے قبلہ صاحب کو کئی مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس مرد عظیم نے ان تمام طوفانی آندھیوں کا مقابلہ کیا۔

(۲) حوزہ علمیہ نجف میں تحصیل علم کا پروگرام

آیۃ ا... نجفی صاحب مدظلہ جب ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۴۲۵ھ اسلامی جمہوری ایران کی دعوت پر وحدت اسلامی کانفرنس میں شرکت اور خطاب فرمانے ایران تشریف لے گئے تو کانفرنس کے اختتام پر حوزہ علمیہ قم تشریف لے گئے جہاں پر آپ نے مختصر مگر بے حد مصروف وقت گزارا ہر روز حضرت بی بی معصومہ قم کی زیارت کے بعد کہیں نا کہیں طلاب حوزہ علمیہ قم اور علماء اعلام ومراجعین گرام کے ساتھ نشست کا پروگرام ہوتا اور اپنے ہمیشہ کے دستور کے مطابق رفع شبہات ,, احقاق حق وابطال باطل ،، کی خاطر حوزہ علمیہ قم کے طلاب وفضلاء کے ساتھ ایک محفل مذاکرہ کا انعقاد کیا تھا جس کی تفصیلات ان پروگرام کی سی ڈیز میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس سفر کے دوران حوزہ علمیہ قم سے کثیر تعداد میں نشر ہونے والا ماہنامہ بنام ,, حوزہ ،، میں آیۃ ا... نجفی مدظلہ کا ایک مفصل ۵۰ پچاس سے زیادہ صفحات پر مشتمل انٹرویو نشر ہوا کہ جو بجائے خود ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ اس انٹرویو کے ایک سوال کہ حوزہ علمیہ نجف میں تحصیل کے حوالہ سے آپ کا کیا برنامہ تھا؟ کے جواب میں فرمایا کہ ,, بندہ نجف میں ہر روز دس دس درس پڑھتا اور پڑھاتا تھا اور رات کو کہ جب ساری دنیا سو رہی ہوتی تھی میں کتب علمیہ کی تحقیق وتالیف میں مصروف ہوتا تھا"۔

﴿حوزہ علمیہ نجف میں رہ کر آیۃ ا... نجفی مدظلہ نے مندرجہ ذیل کتب تحریر کی تھیں﴾

(۱) اثبات الامامت

(۲) تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین

(۳) عقد الجمان ترجمہ مفاتیح الجنان

(۴) آداب المفید والمستفید ترجمہ منیۃ المرید

(۵) فیضان الرحمٰن ترجمہ لولو والمرجان اور اس کتاب پر ایک مفصل مقدمہ و خاتمہ تحریر فرمایا۔

ان تمام کتب کا تذکرہ آقائے بزرگ تہرانی نے اپنی عظیم کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ میں بھی کیا ہے

اور استاد کے انتخاب میں یہ روش اختیار کی ہوئی تھی کہ جس عالم کے بارے معلوم ہو جاتا کہ یہ ایک گوہر گراں مایہ ہے لیکن گوشہ نشین ہے تو تمام تر کوشش کر کے اس ہستی سے خصوصی درس پڑھتے تھے۔

چنانچہ نابغہ روزگار حضرت آیۃ ا... الشیخ عبدالحسین امینی صاحب الغدیر سے فن مناظرہ کا درس لیا۔ شیخ الباحثین حضرت آیۃ ا... آقا بزرگ تہرانی کے حضور کتاب شناسی اور حدیث فہمی کے عنوان سے خصوصی نشست ہوتی تھی۔ علامہ ملا صدرا سے اسفار کا کچھ حصہ پڑھا اور منظومہ سبزواری کا درس آقائے محقق سے لیا اور علم کلام میں مہارت آیت اللہ فاضل سے حاصل کی اور مختلف اسلامی علوم وفنون میں تنوع اور اتحاد اسلامی کی تربیت آیت اللہ الشیخ عبدالکریم زنجانی سے حاصل فرمائی۔

یہ ساری مصروفیات اس ماحول میں تھیں کہ جب مادی وسائل کے حوالہ سے حالت یہ تھی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کے علاج کے لئے پیسے نہ تھے اور اس ہستی کا وہ عزیز اور اکلوتا بیٹا صحیح وکامل علاج نہ ہونے کی وجہ سے دار فانی سے دار بقاء کی طرف والد بزرگوار کو ہمیشہ کے لے سوگوار اور تنہاء چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ جس مرد الٰہی کے پاس اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے اتنا سرمایہ نہ ہو کہ تحقیق وتصنیف تالیف و تراجم کے لئے ضروری کتب کی خریداری کر سکے۔

اور اس قسم کی دیگر مشکلات کے باوجود بھی وہ اس مرد عظیم نے اپنے سفینۂ علم کو مشکلات کی ان طوفانی وطغیانی لہروں سے ٹکراتے ہوئے دریائے مشکلات کے سینہ کو چیر کر صحیح وسالم کنارے لگا دیا اور چھ سات سال کے قلیل عرصہ میں اپنے بزرگ ومشفق اساتذہ مثل آیت اللہ العظمیٰ آقائی سید محسن الحکیم اعلی اللہ مقامہ، آیت اللہ العظمیٰ شیخ الباحثین آقائی بزرگ تہرانی، آیت اللہ العظمیٰ السید محمد جواد الطباطبائی تبریزی (۱۳۱۰ھ تا ۱۳۸۷ھ)، آیت اللہ العظمیٰ السید عبدالاعلیٰ سبزواری (متوفی ۱۴۱۴ھ) وغیرہ اعلی اللہ مقامھم الشریف سے اجازہ ہائے روایت واجتہاد لے کر اپنے وطن واپس آئے۔

یہ خاصیت وطرۂ امتیاز فقط اور فقط ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے کہ جن کے ساتھ رحمت خاصہ رب العالمین اور عنایت امام زمانؑ شامل حال ہو۔ لہذا آیۃ ا... محمد حسین نجفی ڈھکو صاحب قبلہ اور ان جیسی

صلاحیتیں رکھنے والے افراد اپنے رب کی اس نعمت عظمیٰ کے کامل ترین مصداق ہیں۔ آیۃ ا... نجفی مدظلہ نے حوزہ علمیہ نجف اشرف میں اپنے مولا کے جوار میں رہتے ہوئے ان مندرجہ ذیل آیات عظام ومجتہدین کرام سے استفادہ کیا۔

(۳) آیۃ ا... نجفی مدظلہ کے حوزہ علمیہ نجف میں مشائخ اجازہ اور اساتذہ کرام کے اسماء مبارک

۱۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم الطباطبائی (۱۳۰۶ھ۔۱۳۹۰ھ) جن سے فقہ کا درس خارج لیا۔

۲۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید محمد جواد تبریزی الطباطبائی (۱۳۱۰ھ۔۱۳۸۷ھ) جن سے کفایۃ الاصول کا درس خارج لیا۔

۳۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ الشیخ مرزا باقر زنجانیؒ (۱۳۰۴ھ۔۱۳۸۹ھ) جن سے اصول فقہ کا درس خارج لیا۔

۴۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ الشیخ بزرگ تہرانیؒ (۱۲۹۳ھ۔۱۳۸۹ھ) جن سے فہم حدیث ورجال حاصل کیا۔

۵۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید محمود شاہرودی (۱۳۰۱ھ۔۱۳۹۶ھ) جن سے فقہ کا درس خارج لیا

۶۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید عبدالاعلیٰ سبزواریؒ (۱۳۳۱ھ) جن سے فقہ کا درس خارج لیا۔

۷۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ ابوالقاسم رشتیؒ جن سے رسائل ومکاتب کا درس لیا۔

باب دوم

آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی ۱۹۶۰ء میں وطن واپسی

فصل اول

مردِ علم میدان عمل میں

فصل دوم

شیخیت کے مبلغین سے ٹکراو

فصل سوم

مجالس و منابر کی اصلاح کی تحریک

فصل چہارم

احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کے بعد کے واقعات

فصل پنجم

شیخیوں کے خلاف چنیوٹ میں مقدمہ

فصل اول

مردِ علم میدانِ عمل میں

آیۃ ا... نجفی مدظلہ جب حوزہ علمیہ نجف اشرف میں چھ سات سال کا عرصہ گزارنے کے بعدان بزرگ علماء اعلام کے علاوہ عراق کے کئی دیگر علماء اعلام ومراجع عظام سے ۲۸ سال کی عمر میں اجازہ ہائے روایت واجتہاد لے کر وطن عزیز پاکستان تشریف لائے تو سرگودھا کے زعماء وفضلا نے (جن کے رأس ورئیس قدوۃ السالکین حضرت الحاج پیر سید فضل حسین شاہ اعلی اللہ مقامہ تھے) دارالعلوم محمدیہ سرگودھا کی صدارت (پرنسپلی) آپکو پیش کی جسے انہوں نے علوم محمد وآل محمدؐ کی نشرواشاعت کا بہترین ذریعہ اور ایتام آل محمد کی تعلیم وتربیت کا بہترین وسیلہ سمجھ کر قبول کرلیا اور پھر برابر گیارہ سال تک جہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری وساری رکھا وہاں گردوپیش کے حالات پر نگاہ بھی رکھی اور مذہب اہل بیت کے داخلی وخارجی دشمنوں کی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا اور اس طرح ہر جگہ اور ہر میدان میں تقریر وتحریر کے ذریعہ سے باطل کو سرنگوں کیا اور باطل پرستوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ لہذا خارجی دشمن سے تو آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی فن مناظرہ کی عظیم ترین کتاب <u>تجلیات صداقت بجواب آفتاب ھدایت</u> کی تجلی برداشت نہ ہوسکی لہذا کتاب کا علمی جواب دینے کے بجائے اپنے بزرگوں کی پرانی سیرت پر عمل کرتے ہوئے آیۃ ا... نجفی مدظلہ کے عظیم نوادر پر مشتمل کتب خانہ کو ۱۴۰۳ھ کے عشرہ محرم میں کہ جب علامہ مدظلہ اس وقت کوئٹہ میں عشرہ محرم پڑھ رہے تھے آگ لگادی (تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۳۲۲) اپنوں نے کیا کیا اس کی داستان آپ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمارہے ہیں اور مزید آگے بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ آیۃ ا... نجفی مدظلہ جب نجف اشرف سے وطن واپس آئے تو سب سے پہلے محافل ومجالس کی اصلاح اور انہیں صحیح معنوں میں مذہب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج وترقی میں موثر بنانے کی خاطر ایک رسالہ بنام "اصلاح المحافل والمجالس" تحریر کیا اس اصلاحی رسالہ کے وجود میں آجانے کے بعد اس کی وجہ سے جب یار لوگوں نے اپنے مفاد اور درحقیقت پوشیدہ مقاصد کو خطرہ میں دیکھا تو انہوں نے اس رسالہ اور اس کے مصنف اور انکے حامی علماء اعلام کے ساتھ جو سلوک تحریر وتقریر کے ذریعے سے کیا تھا وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے لہذا صاحبان بصیرت پر انکی ان حرکات کی وجہ سے ہی ان کے عزائم ومقاصد روشن وواضح ہوجاتے ہیں۔ اس

وجہ سے آیۃ ا... نجفی صاحب اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں کہ۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں اور بیگانے بھی ناخوش

میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

آپ نے دیکھا کہ منبر حسینی سے بعض حضرات شیخیت کے نام کی تشہیر کیے بغیر فضائل ومعارف اور علوم باطنیہ اہلبیت علیہم السلام کے نام پر پس پردہ شیخیت کے مروجین شیخیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ اکثر مبلغین کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے ان خطوط سے جو گلدستہ مودت نامی کتاب میں چھپ چکے ہیں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان میں سے کچھ حضرات تمیں سال سے شیخ احمد احسائی (۱۱۶۶ھ-۱۲۴۱ھ بمطابق ۱۷۵۳ء-۱۸۲۶ء) کے افکار ونظریات اور ان کی کتب کی ترویج وتشہیر میں مصروف تھے۔ اس حوالہ سے صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان ص ۳۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

﴿حضرت علامہ بشیر انصاری مرحوم شیخیت کی تبلیغ کے لیئے اتنے بے چین تھے اور آگے نکل گئے تھے کہ آپ نے حضرت مبلغ اعظم کو لکھا کہ جناب شیخ احمد احسائی رحمۃ اللہ علیہ اور سید کاظم رشتی طاب ثراہ کے عقائد وہی ہیں جو حضرت عالم ربانی علامہ کاشانی اور علامہ مجلسی نے تحریر فرمائے ہیں کیا وہ مذہب شیخیہ کے متبع تھے﴾

فصل دوم

جب پاکستان میں شیخیت کی ترویج زوروں پر تھی

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب ملک عزیز پاکستان اپنے وجود کے اعتبار سے نوعمر تھا یعنی جب وطن عزیز اپنی عمر کے ۱۵ سال گذار چکا تو جہاں پر شیعیان علیؑ پاکستانی افواج کے ساتھ مل کر بیرونی دشمن کے حملوں کا جواب دینے میں مصروف تھے اور کفار ومشرکین کی ٹڈی دل فوج کو نعرہ تکبیر ونعرہ حیدری کی پرزور صداؤوں کے ساتھ پیچھے دھکیل رہے تھے وہاں پر شیعیت کی تضعیف کے لئے استعمار کے ہاتھوں وجود میں آنے والے شیخی مذہب کو بعض اہل منبر حضرات شعوری یا لاشعوری طور پر شیعیان علیؑ کے درمیان فضائل اور علوم باطنیہ اہل بیت علیہم السلام کے نام پر رائج کرنے میں مصروف تھے۔ چنانچہ اس نازک وقت سے انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور سب سے پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ سادہ لوح عوام کو اپنے ہی علماء حقہ کے خلاف بھڑکایا اور اس طرح ان معصوم عوام کے ذہنوں میں علماء اعلام کے خلاف بے جا تہمتوں کے ذریعے ایسا زہریلا مواد بٹھایا کہ اصل حقائق اور ان مبلغین کے غلط عزائم سے ناواقفیت کی وجہ سے ان کے کہنے پر ان سادہ لوح معصوم عوام نے اپنے ہی علماء پر سب وشتم اور لعن طعن کرنا شروع کر دیا۔ جب شیخیت کی تبلیغ اپنے زوروں پر تھی اور کرمان وکویت کے شیخی مذہب کے ایجنٹوں کے ہاتھوں درہم ودینار کی چمک دمک کی تاب نہ لانے والے بڑے بڑے پاکستانی مبلغین اپنے دین وایمان کی سودے بازی میں مصروف تھے تو اس وقت فقط ایک شخص آیۃ ا... نجفی ہی تھے جنھوں نے پاکستان میں شیخیت کی یلغار کو روکا جس کی وجہ سے شیخی ان سے بہت نالاں تھے۔ جسکی تفصیلات گلدستہ مودت نامی کتاب اور فاتح شیخیت جناب سیادت مآب مولانا سید محمد حسین زیدی برستی مدظلہ العالی کی" کتاب پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ" میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم اسی مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۱ سے اسی حوالہ سے ایک عبارت قارئین محترم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

"پاکستان میں مولانا محمد بشیر صاحب انصاری عراق میں مذہب شیخیہ اختیار کرنے کے بعد انکی کتابوں شرح زیارت اور احقاق الحق کے ساتھ پاکستان میں وارد ہوئے اور ان دونوں کتابوں سے مذکورہ شیخیہ کے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی۔ انہوں نے مجالس عزا کا اچھی طرح سے استحصال کیا۔ پاکستان کے

بے خبر اور سادہ لوح شیعہ عوام میں مذہب شیخیہ کے عقائد وافکار کو فضائل آل محمدؐ کے نام سے بیان کیا اور بعض مجلس خوان مقررین کی ایک اچھی خاصی تعداد کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔ مجالس حسینی میں مذہب شیخیہ کے عقائد وافکار بیان ہوتے رہے۔ اور ان کو نہ کوئی روکنے والا تھا اور نہ ہی کوئی ٹوکنے والا۔ پاکستان کے بے خبر اور سادہ لوح شیعہ عوام ان کے بیان کو فضائل ائمہ اطہار سمجھ کر واہ واہ کرتے رہے اور داد عیش دیتے رہے۔ یہاں تک کہ مذہب شیخیہ کے بہت سے عقائد ونظریات پاکستان کے بہت سے شیعہ عوام کے ذہنوں میں رچ بس گئے۔ اور مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی والے میدان میں بے فکر ہو کر عقائد مذہب شیخیہ کو فضائل آل محمد کے نام سے بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عمدۃ العلماء الاعلام فخر المجتہدین العظام، عماد ارکان شریعت خیر البشر، مشید بنیان ملت آئمہ اثنا عشر، جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول، مرجع علماء فحول، مونس دین رسول ملاذ فضلاء کاملین، ملجا علماء عاملین، افضل المتکلمین الاعلام، اکمل المحققین الفخام فخر المتفقہین الکرام، ظہیر الملۃ والدین، حجۃ الاسلام والمسلمین، آیت اللہ فی العالمین جناب مستطاب آقائے الشیخ محمد حسین ڈھکو نجفی صاحب نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہو کر اور مراجع عالیقدر شیعان جہان سے اجازہ ہائے اجتہاد لے کر واپس پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا کہ پاکستان میں مبلغین مذہب شیخیہ مجالس عزا میں بے دھڑک عقائد مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض کا بیان کر رہے ہیں لہذا انہوں نے پاکستان میں سب سے پہلے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے اعتقادیہ کی شرح احسن الفوائد کے نام سے لکھ کر شائع کی تاکہ پاکستان کے شیعہ عوام کو صحیح شیعہ عقائد کا علم ہو سکے اور دوسری کتاب اصول الشریعہ کے نام سے لکھی جس میں چند مشہور شیخی عقائد کا جو خصوصیت کے ساتھ پاکستان میں بیان ہو رہے تھے رد تھا یہ پہلی کتاب تھی جو پاکستان میں مذہب شیخیہ کے عقائد کی رد میں لکھی گئی اور چونکہ مولانا محمد بشیر صاحب انصاری عراق میں رہتے ہوئے علامہ خالصی کے بارے میں ان کی مذہب شیخیہ سے مخالفت کا حال سن کر آئے تھے لہذا انہوں نے پاکستان کے بے خبر لاعلم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ علامہ خالصی کی سیرت کا احیاء ہے میں حیران ہوں کہ اس بات کو مولانا محمد بشیر انصاری کی بے خبری لاعلمی بلکہ جہالت۔ سمجھوں یا اسے انکی مکاری وعیاری وچالاکی وفریب کاری سے تعبیر کروں۔ جیسا کہ رؤسائے مذہب شیخیہ ومبلغین شیخیہ اور پیروان مذہب شیخیہ کی عادت ہے" احقر

محمد حسین زیدی برستی

(بحوالہ پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعی علماء سے ٹکراؤ ص ۱۲)

اور ہم کچھ ایسے حقائق اس کتاب میں تحریر کر رہے ہیں جنہیں دیکھ کر اس زمانے کے حالات کا
کیا جا سکتا ہے۔ ٹھیک اسی وقت کہ جب شیخیت کی تبلیغ زوروں پر تھی۔ تو دوسری طرف مذہب اہل بیت
م السلام اور شیعیان علی کی شہ رگ حیات اور مذہب حقہ کے عقائد اور معارف اھل بیت علیہم السلام
ترجمانی کرنے والی اصل اساس یعنی عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کو بے فائدہ اور
قصد بنانے کے لئے قسم قسم کی غلط روایات ورسومات کو جزء عزاداری بنا کر عزاداری میں شامل کیا جا رہا
تھا۔

علماء حقہ میدان میں وارد ہوتے ہیں

ظہرت البدع فی امتی فلیظهر العالم علمه والافعلیه لعنة الله والملائکة والناس
عین (سفینۃ البحار جلد اول ۱۶۵)

ی طرح ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والهدی من بعد ما بیناه للناس فی
ب اولئک یلعنهم الله ویلعنهم اللعنون. (القرآن) جیسی آیات وروایات کی تلاوت کرنے
لے اور دل میں خوف خدا اور سینہ میں سوز وگداز رکھنے والے علماء حق کا جگر ان چیزوں کو دیکھ کر خوف خدا
کاندھوں پر ایک بھاری ذمہ داری کا احساس کرنے کی وجہ سے کباب ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے
کی پرواہ کیے بغیر اور لومۃ لائم سے بے پرواہ ہو کے چند علماء اعلام نے اس پر خار وادی میں اپنی اس
م کو ان غلط نظریات وعقائد اور اس طوفان گمراہی وانحراف فکری سے باہر نکالنے کے لئے خدا پر
ں اور آئمہ اہلبیت علیہم السلام سے متوسل ہو کر قدم رکھ ہی دیا۔ اگر چہ ابتداء میں علماء حق کا یہ مختصر کارواں
کی اصلاح احوال اور مذہب شیعہ خیر البریہ کو ہر حوالہ سے عروج تک پہنچانے کے لئے احباب کی قلت
مادی وسائل کی کمی کے باوجود نکلا تھا لیکن بعد میں آگے جا کے اس قافلہ اور پاکستانی شیعہ قوم کی رہنمائی و
ت اور حکومت سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے سب سے پہلے قیادت کی تمام تر ذمہ داریاں
رت علامہ سید محمد دہلوی (متوفی ۱۹۷۱ء) کے کاندھوں پر ڈالی گئیں اور یہ (۱۹۶۴ء) کا واقعہ ہے علماء اور
ونے متفقہ طور پر انہیں رضویہ سوسائٹی کراچی میں منتخب کیا اور تنظیم کا نام (شیعہ مطالبات کمیٹی) رکھا گیا
کی وفات (۱۹۷۱ء) کے کچھ عرصہ کے بعد ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء میں بمقام بھکر علماء وزعماء نے اپنے متفقہ
سے حضرت علامہ مفتی جعفر حسین صاحب رضوان اللہ تعالی علیہ کو قائد ملت مقرر کیا اور اس تحریک کا

نام (تحریک نفاذ فقہ جعفریہ) تجویز ہوا یہ وہ موقع تھا کہ جب مفتی صاحب بعنوان قائد منتخب ہوئے تو جنرل ضیاء الحق نے اپنے ایک قریبی رفیق سے کہا "یہ اچھا نہیں ہوا ہمارے چند احباب کے رویہ اور دباؤ کے ردعمل نے ایک بکھری قوم کو پلیٹ فارم عطا کر دیا ہے جو مستقبل قریب میں ہماری مشکلات میں اضافہ کا باعث بنے گا" (بحوالہ قتیل سحر ص ۴۴) اس سلسلہ میں صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان اسی کتاب کے صفحہ ۷۵ پر مفتی صاحب کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ موجودہ صدر مملکت جناب محمد ضیاء الحق نے آپ کو اسلامی مشاورتی کونسل کا ممبر نامزد کیا لیکن چونکہ مفتی صاحب کی نفاذ فقہ جعفریہ کے سلسلے میں کوئی بات نہیں مانی جارہی تھی اس لئے آپ نے ۳۰ اپریل ۱۹۷۹ء میں استعفیٰ دے دیا اسی سال بھکر کنونشن میں آپکو قائد ملت جعفریہ چنا گیا تھا اگرچہ قائد اول جناب دھلوی صاحب مرحوم کی قیادت بھی شیخی مبلغین پر گراں گزری تھی کیوں کہ قائد ملت جعفریہ دھلوی صاحب مرحوم نے ڈھکو صاحب قبلہ کی بعض کتب کراچی سے چھپوائی تھیں۔ لیکن قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین صاحب مرحوم کا پاکستانی شیعہ قوم کی قیادت کے لئے انتخاب ہونا شیخیت اور شیخیت کے مروجین کے لئے صاعقہ آسمانی کی حیثیت رکھتا تھا کیوں کہ مفتی صاحب مرحوم نے ان مبلغین کی کھل کر مخالفت کی تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صاحب تذکرہ علماء امامیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: جس وقت بعض روضہ خوان حضرات نے شیعیت کو شیخیت میں تبدیل کرنے کی اسکیم بنائی آپ نے کھل کر مخالفت کی اور یوں مذہب شیعہ کو غالیانہ نظریات سے محفوظ رکھا (ص ۷۶) جس کی وجہ سے علامہ مرحوم کو ان شیخی مبلغین نے مختلف قسم کی تہمتوں کے ذریعے بدنام کرنے کی کوشش کی۔ جس کے دلائل ہم آگے جاکے اپنے مقام پر پیش کریں گے لیکن سردست یہاں پر تذکرہ علماء امامیہ پاکستان کے صفحہ ۳۷۴ کی ایک عبارت اس مطلب کے اثبات کے لیے تحریر کی جاتی ہے۔ صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان، علامہ مرزا یوسف حسین صاحب مرحوم کی کتاب حقائق العقائد کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ حقائق العقائد بنیادی طور پر حضرت علامہ شیخ محمد حسین نجفی مدظلہ کے بعض نظریات کے خلاف ہے اس کتاب کی اشاعت ثانی میں شیخ خالصی کے سات پاکستانی تابعین کا باطل عقیدہ کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل سات علماء کے اسماء درج کیے گئے ہیں۔

شیخ محمد خالصی کے سات پاکستانی نائبین علماء کا باطل عقیدہ

مفتی جعفر حسین

مولوی محمد یار شاہ

۳: مولوی اختر عباس

۴: مولوی محمد حسین ڈھکو

۵: مولوی سیف اللہ

۶: مولوی حسین بخش جاڑا

مولوی گلاب شاہ

رضا کار کے ایک اداریہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مدظلہ نے عالمی شہرت کے جید شیعہ عالم علامہ حسین آل کاشف الغطاء کے عقائد کو باطل قرار دیا ہے انہیں سات عدد علماء اعلام کے اسماء قبلہ سید محمد حسین زیدی برستی مدظلہ نے اپنی کتاب "شیخیت کیا ہے اور شیخی کون ہیں؟" کے صفحہ ۱۹۷ پر کتاب مذکور یعنی حقائق العقائد کے حوالہ سے تحریر کیے ہیں لیکن اس کتاب میں ایک بحث بعنوان خالصی فرقہ کا شجرہ نسب کے تحت ۳ تین عدد شجروں کی فوٹو کاپی لگائی ہے ہم بھی انشاء اللہ تینوں شجروں کا عکس آخر کتاب میں صاحب بصیرت افراد کے لئے لمحہ فکریہ اور بعض تجاہل عارفانہ کے مصداق افراد کی ضمیر کو بیدار کرنے کے لئے ذکر کریں گے۔ لیکن یہاں پر کتاب مذکور کے صفحہ ۱۹۴ سے پہلے شجرہ نسب کے افراد کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ جناب قبلہ سید محمد حسین زیدی برستی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ ﴿پاکستان کے شیخی مبلغین نے اپنے شائع کردہ پمفلٹ "فتنہ خالصیت پر پہلا ایٹم بم" میں ص ۳ پر خالصی فرقے کا شجرہ نسب شائع کیا ہے اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنا نہیں چاہتے اس کا عکس قارئین کے فیصلہ اور انصاف کے لیے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے (۱) جان کینڈی، صدر امریکہ۔ (۲) محمد خالصی، (متوفی ۱۹۶۷ء)

پھر اس خالصی کے تین نائب ہیں۔

ایران میں ابوالفضل برقعی

عراق میں شیخ زادہ مہدی خالصی

پاکستان میں محمد حسین ڈھکو

پھر لکھتے ہیں کہ چونکہ یہ خود (محمد حسین نجفی) لا ولد ہیں نرینہ اولاد نہیں رکھتے لہذا درج ذیل کو سر دست خلفاء و راشدین بنا رکھا ہے۔

۱) ملک اعجاز اعوان

۲۔ گلاب شاہ

۳۔ اختر عباس

۴۔ مولوی اللہ وسایا علی پوری عرف صفدر حسین

اب ان کے کئی نمائندے، لولے، لنگڑے، لونڈے انکے نمائندہ مساجد میں پیش نماز ہیں"

فکر و بصیرت رکھنے والے حضرات اس آخری سطر کو بار بار پڑھیں اس کے بعد اسی کتاب کے ص ۱۹۹ پر جناب سید برقی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ ﴿پاکستان کے شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کی آنکھیں کھولنے کے لئے اتنا لکھنا کافی ہے کہ نجفی حضرات اور انکے خرید کردہ تمام جرائد قائد ملت جعفریہ سرکار علامہ حجۃ الاسلام آقائے سید عارف حسین الحسینی کو بھی خالصیوں اور ڈھکو پارٹی کا قائد کہتے ہیں حالانکہ یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ نہ خالصیت کوئی مذہب ہے اور نہ شیعوں میں ڈھکو پارٹی کے نام سے کوئی پارٹی ہے مگر چونکہ وہ شیعہ جو صحیح شیعہ عقائد رکھتا ہے اور نجفی افکار و عقائد کو باطل سمجھتا ہے اسی کو نجفی حضرات خالصی بھی کہتے ہیں اور ڈھکو پارٹی بھی کہتے ہیں چونکہ ان دونوں حضرات نے نجفی عقائد کا رد لکھ کر نجفی باطل عقائد سے شیعہ عوام کو بچا لیا ہے﴾

اور اسی سلسلہ میں صاحب قتیل سحر جناب تسلیم رضا خان تحریر فرماتے ہیں کہ

"گیارہ فروری کے روز ملک بھر کے اخبارات میں علامہ سید عارف حسین الحسینی کے انتخاب کی خبر شائع ہوئی تو پوری قوم کے اندر تجسس کی ایک کیفیت پیدا ہوئی آپ کی صلاحیتوں اور ماضی کے کردار سے آشنا افراد نے آپ کے انتخاب کو پوری ملت کے لئے ایک نعمت خداوندی سے تعبیر کیا جب کہ گھات میں بیٹھے ہوئے سازشی عناصر نے طے شدہ منصوبہ کے تحت آپ پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی آپ کا غیر متوقع انتخاب مخالفین کے لیے ایک دھچکا تھا کیونکہ مفتی صاحب کے مخالف، کسی فرد کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ تحریک کے دستوری ادارے کسی نوجوان عالم دین کو ملت جعفریہ پاکستان کا قائد منتخب کر لیں گے انہیں جن بزرگ علماء سے خطرہ تھا وہ انہیں پہلے ہی مختلف حوالوں سے بدنام کر چکے تھے۔

مفتی صاحب کے حقیقی جانشین کے اعلان کے بعد مفتی صاحب اور تحریک کے دستور کے مخالف

حضرات بلوں سے نکل کر میدان میں آ گئے اور دستوری قائد کو ناکام کرنے کی ٹھان لی انہوں نے آپ کو مجالس محافل اور تحریروں میں بدنام کرنا شروع کر دیا اعتراض کیا تھا ڈھکو گروپ نے ایک پٹھان شخص کو قوم کی قیادت سونپ دی ہے جو یا علی مدد اور عزاداری کا منکر ہے جبکہ اسکے برعکس موسوی صاحب ذوالجناح کی لگام پکڑتے ہیں اور ماتمی حلقوں میں ماتم کرتے ہیں"

(بحوالہ قتیل سحر ص 55 خلاصہ سفیر نور)

ہمارے خیال میں ان مذکورہ کتب سے دیئے جانے والے اقتباسات نے کافی حد تک قارئین محترم پر کچھ نہ کچھ بات روشن کر دی ہوگی، مزید حقائق بھی آہستہ آہستہ روشن ہوتے جائیں گے یہاں پر ہم صرف اتنا تحریر کرنا چاہیں گے کہ کسی بھی قوم کی غفلت اور سادگی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی کہ مجرم عدالت میں اپنے جرم کا اعتراف بھی کرے اور پھر بھی ہم اسے اپنا خیر خواہ سمجھیں۔ وضاحت آگے آ رہی ہے اگر ابھی تک بات واضح نہیں ہو سکی کہ یہ شیخی مبلغین ان علماء اعلام سے کتنے نالاں ہیں اور انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل میں کس طرح سد سکندری سمجھتے ہیں تو وہ حضرات موجودہ شیخی ایجنٹ اور ان کے عقائد وافکار کے مروج کی اس عبارت کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح مغالطہ دے کر قوم کو علماء سے دور کیا جا رہا ہے اگرچہ ہم انشاء اللہ اس قسم کی تمام عبارتوں کا مکمل محاسبہ اور اپریشن تو باب افکار ونظریات میں کریں گے کہ جو ہماری اس کتاب کی جلد دوم ہے۔ لیکن سردست یہاں پر بھی کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اس سے قبل کہ انکا مغالطہ لکھا جائے تقریب ذہن کی خاطر بطور تمہید ایک تحریر لکھی جا رہی ہے۔ وہ یہ کہ عقائد کی بحث میں ایک مسئلہ بنام جبر وتفویض زیر بحث آتا ہے جبر کا مقصد یہ ہے کہ انسان یہ نظریہ قائم کرے کہ انسان جو بھی کام انجام دیتا ہے وہ اس کام کو انجام دینے پر مجبور ہے خدا وہ کام کراتا ہے انسان کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور اس کام کی حقیقی نسبت خدا کی طرف ہے جیسے شراب پینا زنا کرنا وغیرہ چونکہ اس نظریہ کے تحت انسان کے تمام افعال کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے اس لیے شریعت کی نگاہ میں ایسا نظریہ رکھنے والا دائرہ ایمان وایقان سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو اصطلاح میں مجبرہ یا جبریہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کے بالمقابل جو شخص یہ نظریہ رکھے کہ انسان بالکل خود مختار ہے اور ہر قسم کے تمام امور چاہے تکوینی ہوں اور چاہے تشریعی اسے سپرد کر دیئے گئے ہیں خدا کا ان میں بالکل کوئی دخل نہیں ہے ایسے نظریہ کے حامل انسان کو مفوضہ کہا جاتا ہے اس کا حکم بھی وہی ہے کہ جو مجبرہ کا ہے۔

لہذا معصومین علیہم السلام نے جس نظریہ کی تعلیم دی ہے وہ ان دونوں نظریوں کے بیچ کا نظریہ ہے جس کے لئے اس قسم کی احادیث ہیں کہ۔لا جبر ولا تفویض بل امر بین الامرین۔علماء اعلام نے اپنی کتب عقائدیہ میں اس حوالہ سے کافی بحث کی ہے۔چنانچہ اس موضوع پر آیۃ ا... اللہ محمد حسین نجفی مدظلہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی دونوں کتابوں اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ اور احسن الفوائد فی شرح العقائد میں تبصرہ کیا ہے اور اس طرح جبر وتفویض کے دونوں نظریوں کو رد کرتے ہوئے۔

آئمہ معصومین کے فرامین سے حاصل شدہ مذکورہ نظریہ کو ثابت کیا ہے۔اور ساتھ ہی ساتھ باب تفویض میں یہ بات ذکر کی ہے کہ خالقیت ورازقیت اور اسی طرح موت وحیات وغیرہ امور تکوینیہ کا تعلق خداوند کریم کے ساتھ مخصوص ہے۔بنابریں آئمہ معصومین علیہم السلام کو رازق یا خالق یا محی وممیت وغیرہ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ ان افعال کا حقیقی فاعل صرف خداوند عالم ہے اس نظریہ کو یار لوگوں نے مجبرہ کی میں شامل کر کے قوم کے معصوم ذہنوں کو گمراہ کرنے کی سعی ناتمام کی۔لہذا پنڈی کے شیخی مبلغ محمد ابوالحسن الموسوی المشھدی نے ایک کتاب لکھی بنام "احیاء الاموات" جس کے پہلے دو صفحات پر کویتی سرداروں کی رنگین تصویریں چسپاں ہیں۔فعلا ہم یہاں پر اس شخص کے حالات پریشان کی کتاب کے صفحات کو کھولنا نہیں چاہتے۔یہاں پر صرف اس کی اس عبارت کو لکھنا چاہتے ہیں کہ جو انھوں نے اس کتاب کے صفحہ ۲۸ پر قوم شیعہ سے مخاطب ہو کے تحریر کی ہے لکھتے ہیں کہ۔

"آپ اپنے عقائد کی اور اموال کی حفاظت کریں ان گمراہ ملاءوں سے بچیں۔۔کیوں کہ یہ مجبرہ ہیں اور مدارس میں صرف سوالی وحلالی علماء کو مقرر کریں حکم امام علیہ السلام پر عمل کریں مقصرین سے بائیکاٹ کریں جب تک وہ عقائد باطل سے توبہ کر کے عقائد حقہ کا اقرار نہیں کرتے مقصرین دائرہ ایمان و عمل سے خارج ہیں"

مقصرین کے ناموں کی لسٹ آپ حضرات ملاحظہ فرما چکے ہیں اب آپ انصاف کریں کہ آیا علماء اعلام جنہوں نے اپنی زندگیاں دین ومذہب کی ترویج اور قوم وملت کی تعمیر وترقی کے لئے وقف دیں مدارس ومساجد میں درس قرآن وحدیث اور فقہ اھل بیت علیہم السلام دینے والے اور نمازیں پڑھانے والے علماء کرام سوالی وحلالی نہیں ہیں تو کیا تاجران خون حسین اور کویتی شیخیوں کی ہڈیوں پر پلنے والے سوالی وحلالی ہیں؟ ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

نہ معلوم لوگ چند ٹکوں کے بدلے ایمان جیسی دولت کیوں بیچ ڈالتے ہیں؟ اور اس طرح بے حیائی پر کیوں اتر آتے ہیں؟

بہر حال ان حضرات نے اپنی کتب و اشتہارات وغیرہ میں شیعیان علیؑ کو علماء حق سے دور کرنے کے لئے جو الزامات ان علماء حقہ پر لگائے تھے یا لگائے جا رہے ہیں وہ کچھ اس طرح کے ہیں کہ یہ یاعلی مدد کے منکر ہیں، سعودی عرب کے ایجنٹ ہیں، وہابی ہیں، مقصر ہیں، عزاداری امام مظلوم علیہ السلام کے دشمن ہیں وغیرہ وغیرہ

ان لوگوں نے تحریر وتقریر کے ذریعہ کیا کچھ نہیں لکھا اور کیا کچھ نہیں کہا؟۔ لیکن کچھ دیر بعد جب حقائق سے کچھ پردہ اٹھا تو قوم کے باہوش اور بابصیرت افراد کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ ایجنٹ اور شیخیت کے مروج کون ہیں؟ اور صحیح تعلیمات اہلبیتؑ کی نشر واشاعت کے جرم میں ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے اور گالیاں کھانے کے باوجود اپنے وظیفہ کو انجام دینے والے کون ہیں؟ اور خصوصاً جب کتاب گلدستۂ مودت چھپ کے مارکیٹ میں آئی تو ان بڑے بڑے مبلغین پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہونے لگی اور اب انہیں سر چھپانے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی۔ لیکن واہ رے قوم کی غفلت کہ تھوڑے ہی عرصے بعد قوم ان باتوں کو بھول گئی۔ اس سادگی کا کیا علاج کیا جائے کہ بھرے مجمع میں عدالت کے سامنے مجرم

جرم کا اقرار کرے اور قوم اس کے مدافعین سے کہے کہ نہیں تم ہمارے مبلغ ہو اور یہ ہمارا محسن ہے

ع خدایا تو ہی بتا تیرا یہ بندہ کس سے شکایت کرے

بہر حال جیسا کہ عرض کیا ہے کہ مجالس وغیرہ کی اصلاح کرنے والوں کے ساتھ اہل منبر حضرات کرتے ہیں۔ وہ آیۃ ا... العظمی سید محسن امین عاملی کے حوالہ سے لکھا جا چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آخر یۃ ا... نجفی صاحب نے کیا لکھا تھا کہ اہل منبر حضرات اتنے بگڑ گے اور پھر علی الاعلان لعن طعن شروع کردی اور پھر اس بازار بدتمیزی کی لپیٹ میں ہر وہ شخص آیا جس نے بھی آیۃ ا... نجفی صاحب کی حمایت کی یا ان سے مجلس پڑھوائی۔

فصل سوم

مجالس ومنابر کی اصلاح کی کوششیں

اور رسالہ اصلاح المحافل والمجالس کی تصنیف نیز اس رسالہ کی اشاعت کے بعد کیا ہوا؟

ہم یہاں پر بات کو آگے بڑھانے سے قبل پاکستان میں منبر حسینی کی زبوں حالی سے اپنے قارئین کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ بات اچھے طریقہ سے واضح ہوسکے کہ جس زمانے میں علماء حق نے اصلاح احوال کی تحریک چلائی تھی اس زمانے میں منبر کی صورت حال کیا تھی اور یہ صورت حال ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ طرفین کی طرف سے موردِ قبول شخصیت یعنی مفسر قرآن حضرت علامہ حسین بخش جاڑا صاحب مرحوم کے قلم سے لکھنا چاہتے ہیں،

منبر اور اہل منبر کی زبوں حالی علامہ حسین بخش جاڑاؒ کے قلم سے

اس سلسلہ میں علامہؒ اپنی کتاب لمعۃ الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ (...... بیماری کا علاج چار طریقوں سے ہوسکتا ہے،، منبر،، مصلی ،، درس وتدریس قلم " ان سب سے مؤثر اور آسان ترین طریقہ پہلا ہے، اور ظاہر ہے کہ ہمارے ہاں یہ ذریعہ تبلیغ کافی عرصہ سے کالعدم ہے، کیوں کہ منبر پر نا اہل افراد کا تسلط ہے اور ایسے لوگ اس منبر پر سوار ہیں جن کی شکل وصورت اور عمل وکردار سب کا سب دین سے بیگانہ ہے اور ان کے وجود سے ہر وقت دین دشمنی کا دھواں اٹھتا رہتا ہے، اور خلوت وجلوت میں دشمنی دین ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔...... پس کلمہ حق کی آواز نصیحت وخیر خواہی کی صدا اور تبلیغ احکام دین کا بیان منبر سے رخصت ہوگیا ہے، اور منبر ان لوگوں کا کھلونا بن کر رہ گیا ہے جو پیشہ ورانہ طور پر اس کو استعمال کرتے چلے آئے ، انہیں کلمہ حق کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو خود کلمہ حق کو اپنی پیشہ ورانہ زندگی کے لئے پیغام موت کے مترادف سمجھتے ہیں مدت سے عوام کے کان انہی لوگوں کے بیانات کے عادی بن گئے تو اب ان کیلئے کلمہ حق ایک تلخ گھونٹ ہے، سوچنا پڑتا ہے کہ کیا منبر کی بے کسی پر رویا جائے یا عوام کے طور وطریقہ پر ماتم کیا جائے ، یا دین کا لبادہ اوڑھ کر دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والوں کی خود فریبی پر آنسو بہائے جائیں؟ ایسے لوگوں کا تذکرہ ہی فضول ہے جو اعلانیہ فسق وفجور کے ارتکاب کو باعث فخر سمجھتے ہیں اور منبر کو عیاشی کا اکھاڑہ سمجھ کر تضحیک دین کا موجب بنتے ہیں، یہ درد گننے سے ختم نہیں ہوتے بلکہ طوفان کی صورت

میں ان کا سلسلہ ذہن کے لئے ایک مسلسل پریشانی کا موجب بنتا جا رہا ہے، بس محافظین دین کو ہمت ہارنے کے بجائے میدان جہاد میں اتر آنے کی ضرورت ہے اور جس حد تک ہو سکے منبر کی لاج رکھنے اور اس کے تقدس کے عہد قدیم کی یاد تازہ کرنے کے لیے مسلسل جدو جہد اور محنت وکاوش کی ضرورت ہے۔)

(لمعۃ الانوار ص ۳۰)

جاڑا صاحب قبلہ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"اہل کے بجائے نااہل کثرت سے منبر پر آ گئے عدالت بلکہ شرافت کو پایۂ تحقیر سے ٹھکرا دینے والے بعض حضرات بھی منبر کے اجارہ دار بن گئے، جس کے نتیجہ میں منبر غیر ذمہ دارانہ بیانات خود ساختہ خیالات اور عامیانہ توہمات کی نشر واشاعت کا اڈا بن گیا، اور حد ہو گئی کہ اسلامی ابتدائی اور ضروریات مسائل سے تہی دامن لوگ اپنی چرب لسانی کے بل بوتہ پر مذہب کے ٹھیکہ دار متصور ہوئے، جو بات دل میں آئی اسے عقیدہ مذہب کہہ کر انہوں نے منبر پر اچھالنے کی ناکام کوشش کی اور جس بات پر عوام کی جانب سے داد مل گئی خواہ کتنی بے تکی ہی کیوں نہ ہو اسے مسلمات مذہب میں سے شمار کیا جانے لگا حتی کہ غیر متشرع لوگ جن کا منبر پر قدم رکھنا منبر کی توہین ہے ان کو منبر کی زینت کہا جانے لگا، جب مذہب ان مصائب سے دوچار ہوا تو درد دین رکھنے والا گروہ تڑپ اٹھا، علماء نے ان دھاندلیوں کے خلاف آواز بلند کی منبر کی حرمت کی دہائی دی قلم ہاتھ میں لیا اور اخبارات ورسائل کے ذریعے سے مذہبی حقائق کی اشاعت کی، لیکن لادینیت کا بڑھتا ہوا سیلاب روز افزوں بڑھتا چلا گیا، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ عوام جری ہو گے، اور انہوں نے اپنے خیالات اور جذبات کو حقیقی مذہب کا نام دینا شروع کر دیا، وہ علماء اعلام ...... جن کی طرف رجوع کرنے کا عوام کو آئمہ نے حکم دیا تھا۔ ایسے علماء پر عوام اپنے خیالات کو مسلط کرنا ضروری سمجھتے ہیں، پس ان کے نزدیک وہ عالم گردن زدنی ہے جو ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائے، غیر ذمہ دار خطیب حضرات جو عوام میں غلط سلط خیالات کا بیج بو کر ان کو مذہب کے حقائق سے دور رکھے ہوئے تھے، انہوں نے علماء پر زیادہ سے زیادہ کیچڑ اچھالنے میں اپنی بہتری سمجھی، کیوں کہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر منبر کو صرف اہل تک محدود کر دیا گیا تو ہمارے حلوے مانڈے خطرے میں پڑ جائیں گے، پس انہوں نے عقائد کو زیادہ سے زیادہ زخمی کرنے کے اقدامات شروع کر دیے تاکہ عوام جذبات کی رو میں بہہ کر ان کے پیچھے رہیں اور علماء سے ان کا تنفر بڑھتا جائے" (لمعۃ الانوار ص ۱۶)

علامہ صاحب ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"......اپنی حدود سے آگے بڑھ کر عقائد کی دھجیاں اڑانا اور علماء کے خلاف زبان کشائی کرنا نہایت غیر ممدوح طرز عمل ہے جو صرف تخریب ہی تخریب ہے، فضائل آل محمدؐ کے بہانہ سے توحید باری کے دامن کو تار تار کرنا خدمت مذہب نہیں اسی طرح ولائے آل محمدؐ کے بیان میں اعمال اور فروع مذہب سے دست کش ہونا اور گناہوں پر لوگوں کو جرات دلانا ایسی غیر ذمہ دارانہ حرکات ہیں جن کو آل محمدؐ کبھی معاف نہیں کریں گے" (لمعۃ الانوار ص ۱۸)

علامہ صاحب" ایک اور جگہ بہت ہی درد انگیز اور رقت خیز انداز میں دین کے مصائب کہ جو بے دینوں کے ہاتھوں دین کو پہنچے ہیں کا ذکر کرتے کرتے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"علماء اگر زبان وقلم سے کلمہ حقہ کی تبلیغ کی جرات کریں اور دین کی دہائی دیں تو دین سے اصولاً وعملاً جو طبقہ باغی ہو چکا ہے، بلکہ اعلانیہ فسق وفجور جن کا معمول زندگی ہے، وہ کھلے مجمع میں منبروں پر چلا چلا کر علماء عاملین کا تمسخر اڑا کر اپنی مذہب پرستی کا اعلان کرتے ہیں (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے)...... چنانچہ بے دین، دین والوں کو ڈانٹ کر کہتے ہیں کہ ہم دین دار ہیں اور تم دین کے دشمن ہو اور سننے والے ان کی بے دینی سے واقف ہونے کے باوجود ان کو داد دیتے ہیں اور انکی صدا پر واہ واہ کرتے ہیں، اور دین والوں کو حق کا پاسبان جاننے کے باوجود ان سے الگ ہیں۔ آج علانیہ طور پر جاہل عالم کو سکھانے کے در پے ہے۔ بے دین حضرات دین کو دین کا درس دینے کے لئے بے تاب ہیں بد عمل صاحب عمل کے لئے اصلاح کی دعوت لئے پھرتے ہیں، خدا کی قسم اقوام عالم میں کہیں اور کسی دور میں یہ مثال نہیں ملے گی کہ جاہل نے عالم کے علم کا محاسبہ کیا ہو اور جن لوگوں کو عقیدۃ کا معنی تک نہیں آتا وہ بھی ببانگ دہل کہتے ہیں کہ علماء کو عقیدہ ہم سے سیکھنا چاہئے" (لمعۃ الانوار ص ۲۵)

اسی طرح وہ ایک اور جگہ پر رقم طراز ہیں کہ

"وہ لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا کر درستی کی طرف نہیں لاتے بلکہ ان کے ہمنوا بن کر خود غلط کار بننے کی کوشش کرتے ہیں واعظ بن کر ان کو حق کی طرف نہیں کھینچتے بلکہ فن کار بن کر انکے رنگ میں نہاتے ہوئے ان سے داد لیکر خوش ہوتے ہیں، اور غضب بالائے غضب یہ کہ ہاں ہم اپنے تئیں واعظ کہلانا فخر سمجھتے ہیں، مجھے ناموس توحید کی قسم منبر کو کبھی اسقدر نااہل خطیب شاذ ونادر ہی ملے ہوں گے جو اس دور پر فریب میں اسے نصیب ہوئے ہیں، اگر کوئی ایک آدھ خطیب کلمہ حق کہنے کی جرات بھی کرے تو نااہل فوراً اس پر نکتہ چینی کر کے اس

کے وقار کے دشمن بن جاتے ہیں، بہر صورت شریعت بے وارث ہے علماء کے منہ میں لگام ہے، حق والوں کے ہاتھ آزاد نہیں اور عدل وانصاف کے دفتروں کو قفل لگے ہوئے ہیں، آج بے حیالوگ حیاوالوں کا تمسخر اڑاتے ہیں جن کا ایمان سے دور کا تعلق نہیں، وہ ایمان والوں کو بے ایمان کہنا اپنا حق سمجھتے ہیں، دنیا کے جاہ وجلال طالب، دولت وزر کے پجاری اور روپیہ پیسہ کے دیوانے مخلص وحتدین طبقہ پر آوازے کستے ہیں، جہلاء علماء کو سکھانے اور پڑھانے کے لئے بے تاب ہیں، جو ضروریات دین کو نہیں سمجھتے وہ عارفین کو معرفت کا درس دینے کے لئے مچل رہے ہیں، اور جنہیں صرف عقیدہ کا لفظی ترجمہ نہیں آتا، وہ بھی علماء طبقہ کو عقائد کی تعلیم دینے کے لئے بے قرار ہیں اس سے زیادہ اندھیر اور کیا ہوگا اور کب ہوگا؟"

(لمعۃ الانوار ص ۲۸۶)

اس قسم کے کئی دیگر بیانات علامہ کی مختلف کتب میں موجود ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم انہیں چند بیانات پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے بھی تفصیل دیکھنے کے شائقین۔ مولانا قمر عباس زیدی صاب کی کتاب احترام منبر کی طرف رجوع فرمائیں جس میں بڑی تفصیل کے ساتھ پاکستانی منبر اور اہل منبر کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے زیدی صاحب کی کتاب پر آل محمد رزمی صاحب نے جو گفتار مقدم لکھی ہے کتاب کے افادہ میں چار چاند لگا دیے ہین رزمی صاحب علماء کے حوالہ سے چند احادیث تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

"ان احادیث کی روشنی میں ہمیں اپنی اور اپنے رہبروں کی سمت کا اندازہ لگانا ہوگا، بلکہ فیصلہ کرنا ہوکہ ہم کس سمت جارہے ہیں، اور ہمارے رہبر ہمیں کس سمت لے جارہے ہیں، کہیں ہم دین فروشوں کو رہنما اور بے خبروں کو علماء کی صف میں تو نہیں بٹھارہے ہیں، کہیں یہ گندم نما جو فروش تضاد مادیت ومذہب کے اس دور میں اپنے مفاد واغراض کے لیے ہمیں عمداً صحیح دین سے دور تو نہیں کررہے ہیں"

(احترام منبر ص ۱۷)

"کیا ہم منبر رسول پر بے علم اور بے عمل ذاکرین کو بٹھا کر تقدس منبر کو پامال تو نہیں کررہے"

(احترام منبر ص ۱۹)

زیدی صاحب لکھتے ہیں کہ

"اگر بے علم اور بے عمل ذاکرین کی پذیرائی کا یہی عالم رہا اور قوم ان رقاصان منبر کو یوں ہی سراہتی رہی تو وہ دن دور نہیں کہ جب ہمارے یہاں علماء، فقیہ، دانشور، مورخ اور مصنف بننے کے بجائے صرف فنکار ہی بنا کریں گے یا پھر فن کاری مجلس پڑھا کریں گے" (احترام منبر ص ۳۹)

زیدی صاحب نے اہل منبر کی بارہ شرائط ذکر کر کے انہیں اصلاح احوال اور ان شرائط کی رہنمائی کے لے مندرجہ ذیل کتب کی طرف رہنمائی کی ہے۔

"میں نے احترام منبر کے پیش نظر ذاکرین کے لے مندرجہ ذیل بالا شرائط بحوالہ کتاب، کبریت احمر در شرائط منبر، و کتاب لؤ لؤ والمرجان، و کتاب اصلاح المحافل والمجالس و کتاب منتہی الامال وغیرہ تحریر کردی ہیں، جو یقیناً راہ نما کا کام دیں گی" (احترام منبر ص ۱۱۵)

جی ہاں یہ وہی زمانہ تھا کہ جب کتاب اصلاح المحافل والمجالس تحریر کی گئی اب یہ رسالہ کیوں لکھا گیا اس کی وجہ معلوم ہوگئی اور یہ کہ اس رسالہ میں کیا ہے؟ اس کے لئے عرض ہے کہ اس مختصر مگر جامع رسالہ میں عزاداری امام حسین علیہ السلام کے حوالہ سے جہاں اہل منبر حضرات کو انکی ظاہری ذاتی خامیوں سے آگاہ کیا گیا کہ براہ کرم آپ حضرات داڑھی رکھ کر منبر پر آئیں نماز وقت پر پڑھیں وغیرہ وغیرہ۔ وہاں پر محافل و مجالس کی اصلاح فرامین معصومین علیہم السلام کی روشنی میں کی گئی اور بتایا گیا کہ معصومین علیہم السلام کس قسم کی محافل و مجالس کو پسند فرماتے ہیں لہٰذا ان مجالس سے مربوط تینوں گروہوں یعنی سامع، بانی اور خطیب حضرات کو اس حوالہ سے انکی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا، یہ رسالہ اگرچہ حجم کے اعتبار سے چھوٹا سا ہے لیکن مجالس امام حسین علیہ السلام کو سونے کی چڑیا سمجھ کر دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والوں کیلئے ایک آہنی گرز کے طور پر انکے مغرور سروں پر پڑا۔ جس کی وجہ سے اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ان لوگوں نے اس اصلاحی کتاب کے خلاف تحریر و تقریر کے ذریعہ ایک محاذ کھڑا کر دیا اور اس طرح قوم کو علماء سے دور کرنے کی تمام تر کوششیں کی گئیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے باب مراسلات میں ان خطوط کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جن میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اب ان لوگوں کی باتوں میں صرف وہ لوگ آرہے ہیں جن کا تعلق مدارس یا مساجد سے ہے۔ یعنی ہمارا تعلق نہ تو مدارس سے ہے اور نہ ہی مساجد سے ہے۔

﴿اس مختصر رسالہ میں فقط ان چند باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی تھی﴾

مجلس کے تین اساسی ارکان ہیں :۔(۱) بانی مجلس (۲) سامع (۳) اور خطیب

ہر ایک کی مجلس امام مظلوم کے حوالہ سے کچھ نہ کچھ ذمہ داریاں بنتی ہیں اور پھر ہر ایک کو انکی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا۔ جن میں سے دس عدد ذمہ داریاں یا وظائف کا تعلق خطباء و ذاکرین کرام کے ساتھ ہے اور اسی طرح دس عدد وظائف کا تعلق بانیان مجالس اور سامعین عظام سے ہے پھر ان سب وظائف کو قرآن وسنت اور کلام علماء سے ثابت کیا گیا ہے۔

اس ضمن میں تینوں گروہوں کی بعض حرکات وسکنات کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں انکو ایسا کرنے سے منع کیا گیا وہاں پر کچھ دلائل وشواہد اس بات پر بھی پیش کیے گئے کہ یہ حرکات وسکنات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ ان حضرات کا دامن دولت اخلاص سے خالی ہے۔ لیکن چونکہ کچھ باتیں ان میں تلخ اور کڑوی تھیں اس لیے بعض نازک مزاجوں پر گراں گزریں۔ ان میں سے کچھ کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

)بانی مجلس: اس حوالہ سے فقط علامہ کا زور اس بات پر تھا کہ بانی مجلس کو لوگوں کی خوشنودی نہیں بلکہ خدا کی رضا اور معصومین کی خوشنودی کے لئے مجلس کرانی چاہیے۔ لہٰذا اس حوالہ سے بانی کو چاہئے کہ ایک تو تیری میری مجلس کی تفریق سے اجتناب کرے اور دوسرا یہ کہ وہ یہ نہ دیکھے کہ لوگ کس کی مجلس میں زیادہ تے ہیں بلکہ یہ دیکھے کہ قرآن واہلبیت علیہم السلام کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو کون آگاہ کرتا ہے۔ اگرچہ زیادہ تعداد میں لوگ شریک نہ بھی ہوں۔

۲) سامعین کرام: کے بارے میں علامہ مدظلہ نے تحریر فرمایا کہ سامعین حضرات لچھے دار تقاریر اور مجالس میں فلمی گانوں کی طرزوں پر پڑھے جانے والے قصائد سننے کو ترجیح دینے کے بجائے ایسے خطباء کی مجالس میں شرکت کریں جو صحیح فضائل ومصائب اہل بیت علیہم السلام بیان کرنے کے علاوہ عقائد حقہ اور اصلاح احوال کے حوالہ سے بھی کچھ نہ کچھ گفتگو کریں۔

۳) ان مجالس کا سب سے بڑا بنیادی رکن خطیب ہے: ۔اس سلسلہ میں خطیبوں سے فقط یہ خواہش کی گئی تھی کہ ایک تو وہ غلط روایات نہ پڑھیں۔ دوسرا اغنا اور فلمی گانوں کے انداز میں مرثیہ وقصیدے پڑھیں۔ تیسری بات یہ کہ وہ مجالس کو عبادت سمجھ کر پڑھیں۔ ہزاروں و لاکھوں میں چمک چکا، ٹنک ٹکانہ کریں۔ اور ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی تعلیمات اہلبیت علیہم السلام سے آگاہ کریں اور خود بھی اپنی حالت حسینیوں جیسی بنائیں یعنی نماز وقت پر پڑھیں۔ داڑھی رکھیں اور اصلاح شریعت کی پابندی کریں

وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی کچھ اور باتیں بھی تھیں جو زم اور نازک مزاجوں پر گراں گزریں۔

جن کی وجہ سے ان لوگوں نے اس کتاب اور اس کے مصنف اور انکے ہم فکر اور ہم مزاج علماء اعلام کے خلاف وہ کچھ کیا جو کہ ایک شریف ونجیب انسان نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ عین ممکن ہے کہ بعض احباب سے یہ حرکات غلط فہمی یا معترضین کے پروپیگنڈا کی وجہ سے سرزد ہوئی ہوں، خداوند کریم سے دعا ہے کہ رب کریم بحق محمد وآل محمد ہم سب کی حالت پر رحم کرے کیوں کہ حالات بہت نازک ہیں اور زمانہ علیؑ اور محبان علیؑ کا دشمن ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ کتاب آیۃ ا... نجفی مدظلہ کے قلم سے سرزمین پاکستان میں لکھی جانی والی کتابوں میں سے پہلی کتاب تھی جس کے جواب میں ,,ذاکری کا شرعی مقام" اور "نصرت الذاکرین' وغیرہ جیسی کتابیں تحریر کی گئیں۔ نصرت الذاکرین کے مصنف کا سارا زور اس بات پر ہے کہ عزاداری میں غنا اور فیس کا طے کرنا جائز ہے۔ اور آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی اس تحریر کہ مجلس میں اخلاص ضروری کے جواب میں صفحہ ۱۸ پر تحریر کرتے ہیں کہ

"یعنی ان چند علماء کرام، مولانا محمد حسین صاحب قبلہ، مولوی سید گلاب شاہ ملتانی مقصر، مفتی جعفر حسین صاحب خشک، حافظ سیف اللہ وہابی، مولوی محب حسین صاحب واعظ، وغیرہ جو آج کل تفریق بین المومنین اور مخالفت ذاکرین کے قائد اور شیعہ میں وہابیت پھیلانے کے امام ہیں محبت کو ختم اور زہد خشک لانے کے پیشوا ہیں ان کے سوا کوئی اور عالم نہ مخلص ہے نہ صحیح العقیدہ ہے"

اور اول الذکر کتاب کے فاضل مصنف کی ایک عبارت تذکرہ علماء امامیہ کے ص ۳۰۱ اور برصغیر کے امامیہ مصنفین جلد ۲۔ ص ۲۳۶ کے حوالہ سے ذکر کی جاتی ہے۔ ان دونوں کتابوں کے فاضل مصنف قبلہ سید حسین عارف نقوی۔ مدظلہ تحریر ماتے ہیں کہ

"حضرت مولانا محمد حسین نجفی نے اصلاح المحافل والمجالس کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اور باتوں کے علاوہ اس بات پر خصوصی طور پر زور دیا گیا تھا کہ دین کو تجارت نہ بنایا جائے حضرت علامہ انصاری مدظلہ نے اس کتاب کا نام لئے بغیر اس کتاب کا جواب لکھا بعنوان ذاکری کا شرعی مقام جس میں فتویٰ دیا کہ اگر مجالس پڑھوانے والے بخوشی نذرانہ نہ دیں تو ان سے جبرانہ وصول کیا جائے"

فاعتبروا یا اولی الابصار

لیکن یہ کہ اب یہاں پر علماء حق کی کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آیا تہمتوں کے ڈر سے چپ ہو

جائیں یا نہیں۔ انہیں اس میدان میں قدم رکھ دینے چاہئیں یا نہیں۔ اس جگہ پر ہم علامہ حسین بخش جاڑا صاحب کا فرمان تحریر کرتے ہیں، علامہ فرماتے ہیں کہ

"بہر کیف یہ ایک مسلمہ دعوت حق پر کمربستہ ہونے کے لئے عوام سے پہلے قوم کے ملا یعنی وہ لوگ جو اپنی مرضی کے خطیب وواعظ ہوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے۔ اور یہ لوگ اپنی آمدنیوں کے پیش نظر کبھی دعوت حق کے لئے کان دھرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ...... پس دور حاضر کی بے راہ روی اور بعض نااہل اور ناخداترس اہل منبر مقرر وخطیب حضرات کی دھاندلی سے گھبرانے کے بجائے علماء اعلام کو اعلاء کلمہ حق اور ابطال باطل کے لئے اپنی ہر ممکن جدوجہد کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے، خواہ وہ گالیاں دیں خواہ گمراہ کہیں اور خواہ اس سے بھی زیادہ ستانے کی کوشش کریں۔ غضب ہے اگر کہا جائے کہ حسینی منبر ایک مقدس منبر ہے اس پر آنے والے اپنے خدوخال کو حسینی سیرت میں رنگ کر پیش ہوں تو فوراً اس کی تردید میں کہا جاتا ہے کہ یہ کہنے والا عزاداری کا دشمن ہے، آل محمد کا مخالف ہے" (لمعۃ الانوار ص ۵۱)

قارئین ہم نے تمام اقتباسات بلا تبصرہ ہر جگہ تحریر کئے ہیں چونکہ ان سے نتیجہ نکالنا آپ کے ذمہ ہے، خلاصہ یہ کہ آیۃ ا... نجفی صاحب قبلہ مدظلہ نے عزاداری کے حوالہ سے اس رسالہ میں اپنے وظیفہ شرعیہ کو انجام دیا۔ جس کی وجہ سے اکثر ذاکرین چونکہ ان پڑھ ہوتے ہیں یا جو پڑھے لکھے بھی ہیں ان کا بھی مبلغ علم بھی سنی سنائی باتیں ہوتی ہیں بھلا سچی اور جھوٹی روایات کو پرکھنے سے ذاکرین کا کیا واسطہ؟ اسی طرح جب تک چک چکا اور مک مکا نہ ہو اور رونے رلانے، واہ واہ کرانے کیلئے جب تک جھوٹی روایات اور فلمی گانوں کی طرز میں قصیدے نہ پڑھے جائیں اور خطیب حضرات اپنی خطابت چمکانے کے لئے جب تک ادھر ادھر کی نہ ہانکیں تو گاڑی نہیں چلتی اور مجلس پڑھوانے کے لیے کوئی بلاتا ہی نہیں۔ لہٰذا آیۃ ا... نجفی صاحب قبلہ کی اس کتاب کے مطالب ان حضرات پر ناگوار گزرے جس کا پہلا ری ایکشن یہ ہوا کہ اکثر ذاکر اور خطیب حضرات، آیۃ ا... نجفی صاحب قبلہ کے مخالف ہو گئے اور چونکہ شیخیت کے مروجین آیۃ ا... نجفی صاحب کے تیور دیکھ کے تو پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ یہ آدمی ہمارے لئے بہت خطرناک ثابت ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے بھی ذاکروں کو اپنا ہم نوا بنالیا۔

لیکن دوسری طرف علم وعمل کے ذریعے قوم وملت کی اصلاح کرنے والے اور مصائب ومشکلات کا سینہ سپر ہو کے مقابلہ کرنے والے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ان اولی العزم سپاہیوں یعنی آیۃ ا... نجفی مدظلہ اور انکے حامی علماء اعلام نے مزید اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے کہ ابھی تک تو

صرف ذاکروں اور خطیبوں اور مجالس عزاء کی روایات اور رسومات کی اصلاح کے حوالہ سے اپنی ذمہ دار کو انجام دے رہے تھے۔ لیکن عقائد شیعہ اثناء عشریہ کہ جو بنیاد بھی ہے اور ضروری بھی ان کی اصلاح ابھی تک باقی تھی۔

اس سلسلہ میں آیۃ...... نجفی مدظلہ نے چند ایک مقالات ورسائل لکھنے کے بعد اعتقادات کے حوالہ سے مذہب شیعہ کو سرزمین پاکستان میں سربلند کرانے والی کتاب یعنی فخر قوم شیعہ حضرت ابو جعفر شیخ صدوق علیہ الرحمہ متوفی ۳۸۸ھ کی " کتاب الاعتقاد " کی سات سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل شرح بنام "احسن الفوائد فی شرح العقائد" لکھ ڈالی اس کتاب کے لکھے جانے کی دیر تھی کہ ہر طرف سے اس کتاب فاضل مصنف کو اس عظیم کارنامے پر داد و تحسین پیش کرنے کے لئے علماء حق کے خطوط آنے شروع ہو گئے

فصل چہارم

...نجیت کی رد میں لکھی گئی کتاب احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کے بارے میں علماء کے تأثرات

...حسن الفوائد کے حوالہ سے بعض بزرگ علماء اعلام پاکستان کے تاثرات ان الفاظ میں تھے

...) استاد العلماء حضرت علامہ محمد باقر ہندی چکڑالوی" (متوفی ۱۹۶۶ء) نے کتاب عظیم احسن الفوائد فی ...شرح العقائد کی ان الفاظ میں تائید فرمائی۔

...تسلیم بعد تعظیم کتاب مستطاب پہنچ گئی بے حد شکر گزار ہوں۔ خداوند کریم تربیت ایتام آل محمد علیہم السلام و ...فادہ واعانت سادات ومومنین کے لئے تادیر زندہ وسلامت رکھے۔ بحرمت حبیبہ محمد وآل الطاہرین علیہم افضل ...صلوۃ المصلین۔ میں نے آپکی کتاب مستطاب کو حرف بہ حرف سنا تھا (چونکہ علامہ بزرگوار آخر عمر میں نابینا ...ہوگئے تھے) لیکن اس وقت اجمالی طور پر اس قدر یاد ہے کہ کتاب نہایت مفید ہے اور اس سے میری ...معلومات میں کافی اضافہ ہوا" دعا گو محمد باقر۔

بدھ رجبانہ یکم ستمبر ۱۹۶۵ء (بحوالہ احسن الفوائد ص ۱۰۷)

...استاد العلماء حضرت علامہ محمد باقر ہندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ جن دیگر علماء اعلام اور فضلاء کرام ...نے اس کتاب عظیم کو خراج تحسین پیش کیا ان میں سے بعض کے فقط نام یہاں لکھے جا رہے ہیں لیکن ان ...علماء کرام کے تأثرات آپ آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی تصنیفات اور علماء کے بیانات کی فصل میں ملاحظہ فرمائیں ...گے۔

۲) قائد ملت جعفریہ علامہ سید محمد دہلوی صاحب قبلہ مرحوم صدر مطالبات کمیٹی آل پاکستان

۳) قائد ملت جعفریہ حضرت علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مرحوم (مترجم نہج البلاغہ و صحیفۂ سجادیہ)

۴) مجاہد ملت حضرت علامہ مرزا احمد علی صاحب قبلہ مناظر اور شاگرد خاص آیۃ ا... السید علی حائری ...مرحوم، صاحب تفسیر لوامع التنزیل

۵) استاد العلماء حضرت علامہ محمد یار شاہ صاحب قبلہ مرحوم کہ جو آیۃ ا... نجفی مدظلہ کے استاد بھی تھے اور محسن ...ومربی بھی۔

قبلہ علامہ یار شاہ صاحب مرحوم کے اس کتاب کے بارے میں یہ الفاظ ذہن نشین کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔ "یہ ایسی کتاب ہے جسے پسند نہیں کرتا مگر مومن اور ناپسند نہیں کرتا مگر منافق"۔

۶) مفسر قرآن حضرت مولانا سید امداد حسین کاظمی صاحب مرحوم۔

۷) شمس الواعظین ادیب اعظم علامہ سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہی مرحوم۔ کہ جو دو صد سے زیادہ کتب کے مصنف و مترجم ہیں۔

اس کتاب احسن الفوائد جو کہ ۴۵ ابواب پر مشتمل ہے کے فقط باب تفویض جو کہ اس کتاب کا ۳۷ واں باب ہے۔ کا جواب سید محمد عارف (متوفی ۱۹۸۸ء) نے کاشف الحقائق نامی کتاب میں دیا ہے۔ لیکن برصغیر کے امامیہ مصنفین جلد ۲ ص ۱۶۷ کے فاضل مصنف کے بقول کتاب مذکور پر ناشر اور پریس کا نام درج نہیں ہے۔ اس کتاب کاشف الحقائق پر شمس الواعظین ادیب اعظم جناب علامہ سید ظفر حسن امروہی صاحب مرحوم نے ایک تنقیدی تبصرہ تحریر فرمایا تھا کہ جسے باب مراسلات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

"اصول الشریعہ" کی اشاعت کے بعد کیا ہوا؟

ہم یہاں پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے سرزمین پاکستان کے چند دیگر جید علماء اعلام کے تاثرات قارئین محترم کی خدمت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں فاتح شیخیت جناب مولانا سید محمد حسین زیدی برستی صاحب مدظلہ اپنی کتاب " پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ" کے صفحہ ۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"بہر حال مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کے ساتھ لگے ہوئے ذاکرین مجالس عزا کا خوب اچھی طرح استحصال کرتے ہوئے اپنا مذہب ظاہر کئے بغیر مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض یعنی آئمہ علیہم السلام کے خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونے کے عقیدہ کی برملا تبلیغ و نشر و اشاعت کرتے رہے اور پاکستان کے بے خبر کم علم بلکہ لاعلم سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرتے رہے اور رئیس و سربراہ مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت زیر سرپرستی قائم مدارس سے تربیت یافتہ مبلغین شیخیہ سٹیج حسینی پر آکر شیخیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ پاکستان کے شیعوں کو کیوں کہ شیخیت کا کچھ علم نہیں تھا۔ لہذا وہ شیخی مبلغین کو شیعہ واعظین سمجھ کر ان کے بیان کردہ مذکورہ نظریات کو فضائل آل رسول اور فضائل آئمہ اطہار سمجھ کر مانتے رہے اور گمراہی کے گرداب میں پھنستے رہے۔ نہ یہاں انہیں کوئی روکنے والا تھا نہ انہیں کوئی ٹوکنے والا تھا۔ کہ نجف اشرف

فارغ التحصیل ہو کر آنے والوں میں سے ایک مرد مجاہد نے جب یہ دیکھا کہ یہاں تو مجالس حسینی میں برملا مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ تو انہوں نے اپنی پہلی فرصت میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی کتاب اعتقادیہ شیخ صدوق پر بڑی تفصیل کے ساتھ شرح لکھی اعتقادیہ شیخ صدوق شیعوں کی ایک مستند کتاب ہے۔ جس کے ۴۵ باب ہیں اس کتاب کا سینتیسواں ۳۷ باب غلو وتفویض کی رد میں ہے۔ بزرگ مبلغین شیخیہ نے اس کتاب کو اپنے لئے خطرہ کا ایک الارم سمجھا۔

حالانکہ اس کتاب میں جو احسن الفوائد کے نام سے شائع ہوئی۔ عقائد شیخیہ اور مذہب شیخیہ کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ مگر چونکہ فی الحقیقت مذہب شیخیہ، مفوضہ کا ہی دوسرا نام ہے۔ جو نئے دلائل کے ساتھ سامنے آیا ہے لہذا اس کتاب احسن الفوائد کے شائع ہوتے ہی شیخیت کا لاوا پھٹ پڑا۔ اور احسن الفوائد کے فاضل مصنف کو برسر منبر گالیاں دی جانے لگیں۔ مجالس میں لوگوں سے ان پر لعنت وتبرا کرایا گیا اور چونکہ وہ عقیدہ تفویض کو فضائل آئمہ اطہار کے عنوان سے بیان کر رہے تھے لہذا عقیدہ تفویض کے ابطال پر انہیں منکر فضائل آئمہ اطہار کا لقب دیا گیا۔ اور جاہل سے جاہل ذاکر بھی منبر پر چڑھ کر اس عالم جلیل پر یوں تنقید کرتا تھا کہ ڈھکو ان ہستیوں کو بشر کہتا ہے ڈھکو ان ہستیوں کو انسان بناتا ہے ڈھکو معجزہ کو خدا کا فعل بتاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض انہوں نے ڈھکو کے لفظ کو ایک گالی بنا دیا اور اس قسم کا تاثر دیا جیسے وہ کوئی نیا مذہب لایا ہے۔

مگر داد دے ہمت اور داد دے جرات گالیاں کھائیں، تبرے سنے، جاہلوں کے خرافات سنے مگر پاؤں میں لغزش نہ آئی۔ ثبات قدم میں جنبش نہ ہوئی۔ اور بڑے دھڑلے کے ساتھ پاکستان کے شیعہ عوام کو اصول الشریعہ لکھ کر یہ بتلایا کہ یہ سب عقائد جو یہ مجلس خوان مقررین اور ذاکرین مجالس میں بیان کر رہے ہیں مذہب شیخیہ کے عقائد ہیں اور اس کتاب کے فاضل مصنف نے نہ صرف ان عقائد فاسدہ وباطلہ کا قرآن وحدیث وفرامین آئمہ اطہار علیہم السلام اور اقوال علماء شیعہ کی روشنی میں بطلان پیش کیا۔ بلکہ شیخی عقائد کو بھی مجمل طور پر اس کتاب کے دسویں باب میں بیان کیا مگر چونکہ پاکستان کے اکثر سادہ لوح شیعہ عوام کو نہ تو عقیدہ تفویض کا کچھ علم تھا نہ مذہب شیخیہ سے کچھ آگاہی تھی ایک عرصہ تک انہیں باتوں کو ممبروں پر سنتے سنتے ان کے ذہن پختہ ہو چکے تھے اور ان باتوں کو وہ فضائل کے رنگ میں دیکھتے تھے۔

لہذا وہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد اور بھی ان کے مخالف ہو گئے اور مبلغین شیخیہ نے پاکستان کے ان سادہ لوح شیعہ عوام کی اس بے خبری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور سارے شیخی مبلغین ان

کے خلاف ڈٹ گئے اصول الشریعہ کے شائع ہوتے ہی تمام مبلغین شیخیہ لنگر لنگوٹ کس کر میدان میں نکل آئے اور اصول الشریعہ کے جواب میں کتابوں پر کتابیں لکھی جانے لگیں جو بھی جواب شائع ہوتا دوسرا شیخی مبلغ اسے ناکافی سمجھتا اور اپنی طرف سے ایک نیا جواب لکھتا اس طرح اصول الشریعہ کے کئی جواب لکھے گئے مگر وہ سب کے سب گالیوں کی بوچھاڑ تھے"

(پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ ص ۲۶)

بقول صاحب تذکرہ علماء امامیہ ص ۳۴۰ کے کہ "اصول الشریعہ نے پاکستان میں شیخیت کی تبلیغ روک دی" اس کتاب کی علماء اعلام کے نزدیک کیا عظمت ہے اسے تو ہم آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی تصنیفات میں ذکر کریں گے لیکن سردست یہاں پر فقط سرزمین پاکستان کے عظیم محقق اور صاحب قلم جناب علامہ سید ظفر حسن امروہی صاحب کے ایک نامہ سے اقتباس تحریر کرتے ہیں کہ جو علامہ مرحوم نے آیۃ اللہ نجفی کو تحریر کیا تھا فرماتے ہیں کہ

"میں نے اصول الشریعہ کے ابھی کچھ ہی مقامات دیکھے ہیں آپ کے تبحر علمی نے مسحور کر دیا اول احسن الفوائد کے ہی تمام استدلالات نہایت قوی اور تسکین بخش تھے اور اس کتاب نے تو دلائل و براہین کے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں ہر ہر مسئلہ پر ایسی سیر حاصل بحث ہے کہ اس سے زیادہ ہو نہیں سکتی۔ آپکی بے مثل تحقیق اور ان تھک تلاش کی کس زبان سے داد دوں۔ آپ نے یہ دونوں کتابیں لکھ کر مذہب حقہ کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور شیعوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ ایسے دقیق مسائل کو ایسی خوبی سے بیان کرنا آپ کا ہی کام ہے۔ اس زمانہ میں نام نہاد مولویوں نے کیچڑ اچھالنا اپنی زندگی کا محبوب مشغلہ بنالیا ہے وہ اس میں اپنی شہرت و عزت سمجھتے ہیں"

سید ظفر حسن مورخہ ۱۹۶۷-۹-۲۰۔

اس قسم کے مزید تاثرات دیگر علماء اعلام و مجتہدین عظام کے آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی کتب کے بارے میں اپنے مقام پر ذکر کیے جائیں گے انشاء اللہ۔ لیکن دوسری طرف سے جو تاثر پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اس کتاب یعنی اصول الشریعہ کے وجود میں آنے کی دیر تھی کہ ہر طرف سے ہا ہو شروع ہوگئی۔ شیخیت کے مروجین تو پہلے سے علماء کے خلاف زبان درازی اور قلم و بیان سے کام کرنے کے لئے تیار تھے اور بعض پس پردہ اور بعض اعلانیہ یہ سب کچھ کر بھی رہے تھے لیکن انہیں عوام کو بھڑکانے کے لئے موزوں الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ لیکن اصول الشریعہ تو ان کے پرانے خوابوں کی تعبیر تھی جس سے انکو علماء اعلام کے خلاف

بھڑکانے کا موقع ملا کیونکہ ان کی زندگی ان علماء حق نے اب اجیرن کر رکھی تھی کیوں کہ جن باتوں کو وہ دین و مذہب حقہ کے نام سے پیش کر رہے تھے۔ اب وہ باتیں علماء اعلام کے پرزور قلم کی نوک پر تھیں اور ان روایات پر ان علماء اعلام نے ادلہ و براہین کے ذریعے خط کھینچ دیا تھا۔ صاحبان بصیرت ان سے ان باتوں کے ثبوت پر دلیل مانگتے اور یہ حضرات دلیل کے بدلے ان علماء کو برا بھلا کہتے۔ لہذا اپنی خفت کو مٹانے کی خاطر وہ فقط موقع کی تلاش میں تھے کہ ان کے قلم سے کچھ ایسے الفاظ یا علمی اصطلاحات ہاتھ آ جائیں جنہیں عوام نہ سمجھ سکیں لیکن وہ انہی اصطلاحات کے ذریعہ عوام کو علماء کے خلاف بھڑکا سکیں اس جگہ پر ایک مثال دے کر ہم مطلب کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں

﴿ کہتے ہیں کہ کسی جگہ مناظرہ ہو رہا تھا ایک مولوی صاحب نے دوسرے صاحب سے کہا کہ پہلے آپ یہ روایت پڑھیں۔ بعد میں میں مناظرہ کروں گا۔ چنانچہ اس مولوی نے روایت کو ان الفاظ سے پڑھنا شروع کیا اور کہا قال قال رسول اللہ۔ طرف مقابل نے فوراً عوام کو قاضی بنا کر کہا کہ دیکھو ہم کئی سالوں سے لڑتے آ رہے ہیں کہ رسول اللہ نور ہیں اور یہ کہتا ہے کہ قال قال رسول اللہ عوام کہ جو اکثر ہوا کے رخ کے ساتھ چلتے ہیں اور جنہیں عموماً علمی اصطلاحات سے قطعاً کوئی آشنائی نہیں ہوتی جب انہوں نے یہ الفاظ سنے تو۔ انہوں نے اس بیچارے پر چڑھائی کر دی اس نے لاکھ شور مچایا کہ میں فقط روایت پڑھ کے کہہ رہا ہوں قال قال رسول اللہ لیکن عوام نے ایک نہ سنی اور دھاوا بول دیا کہ ہمارا رسول تو نور ہے کالا ہو تمہارا منہ ﴾

یہ ایک کہاوت ہے یا حقیقت یہ بات ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن جناب آیۃ ا... العظمی مرزا قمی صاحب قوانین الاصول (۱۱۵۰ھ، ۱۲۳۱ھ) جو کہ قم کے شیخین نامی قبرستان میں مدفون ہیں کے ساتھ اس سے ملتا جلتا واقعہ پیش آیا تھا اور چونکہ قاضی حضرات عوامی لوگ تھے اس لیے لوگوں نے مرزا قمی رضوان اللہ تعالی علیہ جیسی عظیم ہستی کو علاقہ سے نکال دیا واقعہ اور مناظرہ کی تفصیل سید نعمت اللہ حسینی کی کتاب مردان علم در میدان عمل میں دیکھی جا سکتی ہے یہی حال پاکستانی عوام سے شیخی مبلغین نے کرایا ہے اصول الشریعہ جو کہ فقط دس ابواب پر مشتمل ہے جس کے ہر ہر باب کو پہلے آیات قرآنی، پھر فرامین معصومین علیہم السلام اور آخر میں اقوال علماء سے مزین کرتے ہوئے ہر ہر مسئلے کی مکمل تنقیح کر کے مذہب اہل بیت کے بالبصیرت حضرات کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ جہاں جسے پڑھ کر ہزاروں روحوں نے صحیح عقائد کو اپنایا وہاں پر کئی قلم جواب دینے کے لیے حرکت میں آ گئے۔ اگر چہ ہم علمی مباحث میں نقد و تبصرہ اور علمی طریقہ

سے ان پر نقض وابرام کرنے کے نہ فقط موافق ہیں بلکہ اسے قوم کے ارباب قلم کے لیے علمی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لیکن اصول الشریعہ کے خلاف ہونے والی کاروائی اس سے مختلف ہے یہ کاروائی وہ نہ تھی جسے ہر صاحب علم پسند کرتا ہے بلکہ یہاں مسئلہ کچھ اور صورت اختیار کر چکا تھا کثرت جوابات کے علاوہ اکثر کی زبان نامانوس تھی جسکی بعض مثالیں ہم درج کر چکے ہیں اور باقی وضاحت حصہ دوم میں پیش کی جائے گی انشاء اللہ کثرت جواب کی حد تو یہ تھی کہ ایک آدمی جواب لکھتا تو دوسرا کہتا کہ یہ جواب کسی کام کا نہیں ہے اور پھر خود جواب لکھنے بیٹھ جاتا جب دوسرا لکھتا تو تیسرا آدمی قلم ہاتھ میں لیکر کھڑا ہو جاتا حتیٰ کہ بقول مولانا حسین عارف نقوی مدظلہ کے کہ فقط اصول الشریعہ کے ایک سو جوابات لکھے جا چکے ہیں یا تو یہ ایک سو کا عدد محاورۃً لکھا گیا ہے یا حقیقت یہی ہے ہمیں معلوم نہیں شائد اس سے مراد تمام چھوٹے بڑے پمفلٹ وغیرہ ہوں جو چیز ہمیں معلوم ہے وہ یہ ہے کہ اصول الشریعہ اتنے سارے جوابات کے باوجود ابھی تک لاجواب ہے ہماری معلومات کے مطابق چھوٹے بڑے ۲۵ کے لگ بھگ جوابات منظر عام پر آ چکے ہیں اتنے کثرت سے جوابات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ صدر اسلام سے لے کر آج تک اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ آیۃ ا... محمد حسین نجفی کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ جس کے اتنے سارے جوابات لکھے جا چکے ہیں مگر اس کے باوجود بھی وہ آج تک لاجواب ہے اور طرف مقابل آج یہ کہہ کر کف افسوس ملتا ہے کہ اگر اصول الشریعہ کا بروقت صحیح وکامل جواب دیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا لیکن یہ مرد الٰہی ہے کہ ۱۹۶۰ء سے مسلسل احقاق حق وابطال باطل کا علم ہاتھ میں لیے آگے بڑھ رہا ہے۔ کرمانیوں اور کویتی شیخیوں کی اتنی کثیر اور خطیر تعداد میں رقم خرچ کرنے اور ہر ہر حوالہ سے علماء حق کو قسم قسم کی تہمتوں سے بدنام کرنے کے باوجود بھی یہ لوگ اس عظیم کاروان کا، جس کا مقصد احیاء معارف اہلبیت علیہم السلام ہے راستہ نہ روک سکے اب رہا اس بات کا ثبوت کہ اصول الشریعہ کی مخالفت میں جواب لکھنے والوں کی خاصی اکثریت شیخی ہیں یا شیخیت کے مروج۔ اگرچہ کسی حد تک اب یہ بات واضح ہو چکی ہے لیکن مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل چند خطوط ملاحظہ فرمائیں ہم نے یہ چند خطوط گلدستہ مودت نامی کتاب سے نقل کیے ہیں۔ اور یہ تمام خطوط تقریباً ۱۹۷۵ء کے ہیں۔

شیخی مبلغین کے گلدستہ مودت سے چند خطوط کے اقتباسات

اس سے قبل کہ یہ خطوط آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں ہم چاہتے ہیں کہ اس کتاب اوران خطوط کا

منظر آپکو بتا دیا جائے ہوا یوں کہ شیخ احمد احسائی (۱۱۲۶ھ، ۱۲۴۱ھ) کے مرنے کے بعد اس کا گرد سید رشتی اس کا جانشین بنا اور اسکے مرنے کے بعد شیخیت دو حصوں میں بٹ گئی اس کی تفصیل کا وقت نہیں ہے، لیکن مختصر یہ کہ اس کی ایک شاخ کویت میں موجود ہے جس کی سرپرستی احقاقی صاحب کے ذمہ تھی کہ جو احقاقی گروپ کے نام سے مشہور ہے اور ایک شاخ ایران کے شہر کرمان میں ہے جس کی سرپرستی عبدالرضا ابراہیمی کرمانی کے ذمہ تھی جس کی ذیلی شاخ پاکستان کے شہر کراچی میں کاظم علی رساء کے حوالہ کی گئی کہ جو کرمانی گروپ کے نام سے مشہور ہے اور یہ دونوں گروپ ایک دوسرے کے شدید مخالف ہیں اور بشیر انصاری صاحب اور مولانا اسماعیل صاحب نے دور حجہ لگا کر دونوں ہاتھوں سے کویتی دینار اور ایرانی ریالوں سے استفادہ کر رہے تھے کہ یکا یک نجفی صاحب مدظلہ کی شکل میں قہر خدا ان کے سروں پہ آ پڑا جس سے تمام شیخی مبلغین بدحواس ہو کر شیخیت سے برات کا اعلان کرنے لگے، جب کاظم علی رسا نے انہیں شیخیت کی تبلیغ سے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو ان کے پرانے خطوط گلدستہ مودت نامی کتاب کی صورت میں نشر کر دیے، اسکے بعد کی کہانی کے لیے آپ کچھ دیر انتظار کریں پہلے ان خطوط کو پڑھیئے۔

مولانا محمد بشیر انصاری صاحب مرحوم فاتح ٹیکسلا شیخی مبلغ کاظم علی رسا کو ان الفاظ میں خط تحریر کرتے ہیں

) علماء شریعت ظاہرہ مفتی و مجتہد علوم باطنیہ کے فہم وادراک سے قاصر ہیں

(گلدستہ مودت صفحہ ۵ ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۷۵ء)

۲) پاکستانی شیعہ علماء میں بیشتر قشری ہیں شیخ الاوحد طاب ثراہ کے افادات علمیہ تک رسائی مشکل ہے۔ (گلدستہ مودت صفحہ ۴، ۸ مئی ۱۹۷۵)

۳) اس نے (ڈھکو صاحب نے) اپنی دونوں کتابوں احسن الفوائد اور اصول الشریعہ میں نہایت بے رحمی سے شیخ احمد اور سید رشتی پر حملے کیے ہیں یہ پاکستانی فتنہ جو شیخ خالصی کی سیرت کا احیاء ہے، نہایت قوت وشدت اختیار کر گیا ہے۔ اس کا دفاع نہایت ضروری ہے۔ گلدستہ مودت صفحہ

۴۔ تاریخ ۲۲ مئی ۱۹۷۵ء۔۴) حقائق الوسائط جلد دوم روانہ کر رہا ہوں۔ اگر اسکا فارسی میں ترجمہ ہو جائے اور ایران میں نشر واشاعت ہو تو علماء قشریین کو معلوم ہوگا کہ اس مکتب فکر کے افراد پاکستان میں بھی ہیں۔ (گلدستہ مودت صفحہ ۶ تاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۷۵ء)

) مولانا محمد اسمٰعیل نے جو رسالہ تحریر فرمایا ہے اور شیخ وسید کی تائید کی ہے اسکا مشورہ میں نے دیا

تھا۔ کیوں کہ مذہب شیخی یا عقائد شیخیہ کو بغیر علم وفہم کے باطل سمجھا جارہا ہے۔

(گلدستہ مودت صفحہ ۸۔ تاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی صاحب "شیخی مبلغ کاظم علی رسا کو نامہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں

۱) جہاں تک آپ آل محمدؐ کے فضائل باطنیہ کی ترویج فرمارہے ہیں میں متفق اور معاون ہوں۔ آج کل مقصرین کے خلاف ایک بہت بڑی مہم چلا رہا ہوں۔ اور ہمیشہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی کے معتقدین میں سے ہوں۔ شرح زیارت جامعہ سے کوئی تیس سال سے استفادہ کررہا ہوں۔ سید الامجد کاظم رشتی اعلی اللہ مقامہ سے بھی عقیدت ہے۔ ایک فارسی رسالہ بنام تحفہ علمیہ بجواب اصول الشریعہ بھی لکھ رہا ہوں۔ اس میں ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو انہوں نے شیخ الاوحد، سید الامجد یا [illegible] کئے ہیں آپ ہمیشہ مجھے اپنے معاونین میں تصور فرمائیں۔

(گلدستہ مودت صفحہ ۱۹۔ تاریخ ۳۰۔۲۔۱۹۷۶ء)

چنیوٹ کے مقدمہ کے حوالہ سے حمایت کا یقین دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

۲) حکمت مآب دانا پر نور معرفت مومن ممتحن شیعہ آل محمد جناب ڈاکٹر کاظم علی رسا صاحب آپکی حمایت میں خون کا آخری قطرہ تک بہاؤں گا آپ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی کی حمایت میں ماخوذ و مطعون ہوں اور میں خاموش رہوں یہ کہاں کی دوستی ہے (اس خدمت گذاری کے بدلہ میں فقط آپ یہ کام کریں کہ) مستبصرین علماء اور کتب خانہ ابراھیمیہ اور حجۃ الاسلام آقای عبدالرضا ابراہیمی کرمان (اصل مروج مذہب شیخیہ شاخ کرمان) کو میری ان خدمات سے مطلع فرمائیں کہ شیخ الاوحد اور السید السند کاظم رشتی کی حمایت انکی کتب کی نشر واشاعت انکی ترویج میں مصروف جہاد ہوں۔ تنہا لڑ رہا ہوں اب میرا ہاتھ پکڑو اور تمام مستبصرین جمع ہو جاؤ۔ میں انشاء اللہ ان تمام مقصرین سے نمٹ لوں گا۔ خمس خوروں عمامہ بندھوں سے بیزار ہوں اور عرصہ تیس سال سے شرح زیارت جامعہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی سے استفادہ کرتا آرہا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے اصول الشریعہ میں شیخ الاوحد احسائی کا نام لیا ہے...... پاکستان میں انکے عزائم بہت خطرناک ہیں اور شیخ الاوحد کی ذات پر رکیک حملے کررہے ہیں۔

(گلدستہ مودت صفحہ ۲۱۔ تاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء)

فصل پنجم

مقدمہ چنیوٹ کا پس منظر اور شیخیت کی ترویج کا اقرار

ہم اس مقدمہ کو سیادت ماب جناب مولانا سید محمد حسین زیدی برتی کی کتاب "پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ" کے صفحہ نمبر 33 تا 38 سے اقتباس کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اور اگر کسی کو اس مقدمہ کی تمام تر تفصیلات اور جزئیات معلوم کرنی ہوں تو وہ حضرات مذکورہ کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ اگر ہم اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اپنی قوم کے حوالے سے یہ نتیجہ اخذ کریں کہ یہ کتاب درحقیقت ہماری شیعہ قوم کی سادگی یا دوست اور دشمن، مخلص اور ایجنٹ، مغرض اور مصلح کی تمیز و معرفت نہ رکھنے اور ان حقائق سے غافل ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ تو شائد یہ نتیجہ بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ جس قوم کے سامنے عدالت پاکستان نے مجرم کو حاضر کر دیا ہو اور وہ مجرم اپنے تحریری بیان سے اقرار کرے کہ واقعا میں مجرم ہوں اور اس قوم میں ایک مخصوص مذہب رائج کرنا چاہتا تھا لیکن بعض مخلصین نے بروقت گرفت کر کے سارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ اس اقرار جرم کے باوجود بھی قوم انہیں اپنا خیر خواہ سمجھ بیٹھے اور الٹا ان مجرموں کو پکڑنے والوں کو اپنا اور اپنے مذہب کا دشمن تصور کرے اور وہ بھی انہیں مجرموں کے کہنے پر۔ تو اس سے زیادہ سادی اور غافل قوم کہاں سے ڈھونڈی جا سکتی ہے؟۔ بہر حال اب ہم مزید سید بزرگوار کے بیانات اور اپنے قارئین محترم کے درمیان حائل ہونا نہیں چاہتے۔ آئیں اور اس مقدمہ کا پس منظر ملاحظہ فرمائیں کہ جس کی خاطر مبلغ اعظم مرحوم اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کو تیار تھے اور جس مجرم کو مبلغ اعظم صاحب مومن ممتحن اور شیعہ آل محمدؐ سے یاد کرتے ہیں برتی صاحب لکھتے ہیں کہ

"مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کے ساتھی بڑی دلیری بلکہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کے لباس میں منبروں پر جلوہ نما ہوتے رہے۔ اور علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کی کتابوں احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کے شائع ہونے کے باوجود جن میں واضح طور پر یہ لکھا تھا کہ یہ عقائد جو منبروں پر بیان ہو رہے ہیں۔ یہ شیعہ عقائد نہیں ہیں۔ بلکہ یہ شیخی عقائد ہیں ان مبلغین شیخیہ کا شیخی ہونا نہ کھلا۔ اگرچہ کچھ حق جو حق پسند اصل حقیقت کو سمجھ گئے تھے لیکن سادہ لوح شیعہ عوام کے سامنے وہ بدستور شیعہ علمائے محققین کہلاتے رہے۔ اور بڑے دھڑلے کے ساتھ وہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے علماء بنے رہے اور

صحیح شیعہ عقیدہ رکھنے والوں کو، دوسرے فریب خوردہ سادہ لوح شیعہ عوام سے مقصر، قشری، خالصی، ڈھکو پارٹی وغیرہ کہلواتے رہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کوئی شیعہ ہمت کر کے ہی صحیح شیعہ عقیدہ کا اظہار کرتا تھا۔ بلکہ بعض صحیح شیعہ عقیدہ رکھنے والوں اور بہت سے شیعہ علمائے حق کا حال یہ تھا کہ، علامہ ڈھکو صاحب کو بلانا یا ان سے ملنا یا ان کی تقریر سننے جانا، انہوں نے ترک کر دیا تھا۔ کہ کہیں لوگ انہیں ڈھکو پارٹی کا نہ سمجھ لیں"

بہر حال اس قدر شور و غوغا کے باوجود ان مبلغین شیخیہ کا شیخی ہونا نہ کھلا اور وہ بدستور شیعہ علماء محققین بنے رہے۔ لیکن ایک واقعہ ایسا رونما ہوا جس نے ان تمام مبلغین شیخیہ کو ننگا کر دیا۔ اور انہوں نے تحریری طور پر یہ تسلیم کر لیا کہ وہ مذہب شیخیہ رکھتے ہیں اور شیخ احمد احسائی کے پیرو ہیں۔ اور وہ آج تک پاکستان میں شیخی عقائد کی اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے تبلیغ کرتے رہے ہیں اور یہ واقعہ اس حقیر پر تقصیر سید محمد حسین زیدی برتی کا وہ کارنامہ ہے۔ جسے شیخیت کو پاکستان میں ننگا کرنے کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ کراچی کے ایک شخص نے جس کا نام کاظم علی رسا تھا ہفت روزہ رضا کار میں ایک اشتہار دیا کہ انہوں نے مکتبہ ابراہیمہ کی شاخ پاکستان میں کھولی ہے۔ اور وہ حجۃ الاسلام آیت ا...... ا لعظمی الشیخ احمد احسائی اور مجدد مذہب امامیہ حجۃ الاسلام آیت ا...... السید کاظم رشتی کی کتابیں ہمارے پاس آ گئی ہیں۔ لہذا شائقین ان کتابوں کا مطالعہ کرنے کے لیے مکتبہ میں تشریف لائیں۔ اس حقیر نے اپنی طالبعلمی کے زمانے میں شیخیہ کے بارے پڑھا تھا اور مجھے ان کے فاسد و باطل عقائد کا علم تھا، اور میں جانتا تھا کہ ایران و عراق کے بزرگ ترین شیعہ علماء مجتہدین نے ان کے فاسد و باطل عقائد کی بنا پر انہیں کافر قرار دیا تھا اور شیخ احمد احسائی کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی اور مذہب شیخیہ رکھا تھا۔

لہذا میں نے مدیر محترم رضا کار شیخ محمد صدیق صاحب کو ایک خط لکھا کہ آپ نے مذہب شیخیہ کی کتابوں کا اشتہار شائع کر کے اچھا نہیں کیا۔ پاکستان کے شیعہ عوام اس اشتہار سے گمراہ ہو نگے۔ شیخ محمد صدیق صاحب مدیر رضا کار نے میرے خط کا یہ جواب دیا کہ مجھے تو مذہب شیخیہ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے اگر آپ اس سلسلہ میں کوئی مضمون بھیجیں تو میں اسے اخبار میں ضرور شائع کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے ایک مضمون لکھ کر بھیجا۔ جس کا عنوان یہ تھا

ہوشیار اے قوم شیعہ ہوشیار — شیخیوں رشتیوں سے ہوشیار

میرا یہ مضمون ہفت روزہ رضا کار میں چار اقساط میں شائع ہوا۔ جس پر کاظم علی رسا نے مجھ پر اور مدیر محترم رضا کار پر زیر دفعہ 295-500 کراچی کی فوجداری عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی ایک رسالہ

تحریر کیا۔ جس میں مجھے اور شیخ محمد صدیق کو اور تمام بزرگ شیعہ علماء و مجتہدین ایران و عراق کو، جنہوں نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا تھا، اور اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی اور اسکے فاسد اور باطل عقائد کا نام شیخیہ رکھا تھا۔ گالیاں دیں۔ ان کی شان میں نہایت ہی نازیبا اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ لہذا میں نے بھی۔ کاظم علی رسا کیخلاف چنیوٹ میں اے سی کی عدالت میں زیر دفعہ 295A-298'501 جداری مقدمہ دائر کر دیا۔

جب پاکستان کے شیخی مبلغین یعنی محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی کو اس اشتہار کا علم ہوا جس میں کاظم علی رسا کی طرف سے حجۃ الاسلام آیت ا...... العظمی شیخ احمد احسائی اور مجدد ملت امامیہ السید الامجد کاظم رشتی کے ان القابات کے ساتھ، ان کی کتابوں کے مکتبہ ابراہیمیہ شاخ پاکستان کراچی میں آنے کا بیان تھا رانہوں نے اس کی طرف سے میرے خلاف مقدمہ کا حال سنا تو پاکستان کے اکثر بڑے بڑے شیخی مبلغین کاظم علی رسا کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور انہوں نے اس کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا اور اپنے ان خطوط میں ان مبلغین شیخیہ نے اس پر واضح کیا کہ ہم بھی مذہب شیخیہ رکھتے ہیں اور عرصہ سے یہاں پر پاکستان میں عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور آج کل ان کتابوں کے جوابات دینے میں مشغول ہیں جو محمد حسین ڈھکو نے ان دونوں بزرگوں کے عقائد اور مذہب شیخیہ کے خلاف لکھی ہیں۔

ان مبلغین شیخیہ نے علی الخصوص مولانا محمد بشیر انصاری اور مولوی محمد اسمٰعیل دیوبندی نے کاظم علی رسا پر اپنا شیخی ہونا ظاہر کرنے کے علاوہ اسے مقدمات کے سلسلہ میں ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔ چنانچہ چنیوٹ میں میری طرف سے کاظم علی رسا کے خلاف دائر کردہ مقدمہ میں خود مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی تاریخ پر پیش ہوا کرتے تھے۔ اور کاظم علی رسا خود کبھی چنیوٹ نہیں آیا۔ مگر میں نے کاظم علی رسا کی طرف سے اپنے خلاف مقدمہ تنہا لڑا۔ اور تقریباً ایک سال تک تاریخیں بھگتنے کے لئے کراچی جاتا رہا۔ میں نے اس مقدمے کے سلسلہ میں کتنی تکلیفیں جھیلیں، قوم شیعہ پاکستان کو اس کی کچھ خبر نہیں ہے لہذا ان میں کسی قسم کا احساس پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدا کا فضل و احسان ہے اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے کراچی میں کاظم علی رسا کے دائر کردہ مقدمہ میں بھی کامیاب کیا۔ کاظم علی رسا نے راہ فرار اختیار کی اور اسکی طرف سے عدم پیروی کی وجہ سے مقدمہ داخل دفتر ہو گیا۔ مگر چنیوٹ میں میری طرف سے دائر کردہ مقدمہ اس کے خلاف بدستور چلتا رہا۔ اس کو سمن پر سمن جاتے رہے مگر وہ حاضر نہ ہوا بلکہ مولانا محمد اسمٰعیل

دیوبندی اس کی طرف سے حاضر ہوتے رہے اور اسے یہ یقین دلاتے رہے کہ چنیوٹ کے تمام ایم این اے اور ایم پی اے میرے ساتھ ہیں اور چنیوٹ کے سارے شیعہ میری بغل میں ہیں میں جلد اس مقدمہ کو خارج کرادوں گا۔ اس زمانے کے اے سی صاحب چنیوٹ بھی مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی صاحب کے معتقد تھے۔ جب مولوی محمد اسمٰعیل دیوبندی تاریخ پیشی پر اے سی آفس پہنچتے تو اے سی صاحب ان کا احترام کرتے اور انہیں کرسی پر بٹھاتے اور یہ حقیر آواز پڑنے کے انتظار میں باہر کھڑا رہتا اور جب آواز پڑنے پر اندر جاتا تو اگلی تاریخ پڑ چکی ہوتی تھی لیکن.............

ع　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مذہب شیخیہ کاظم رشتی کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک شیخیہ رکنیہ کرمان اور دوسرے شیخیہ احقاقیہ کویت۔ کاظم علی رسا شیخیہ رکنیہ کا نمائندہ تھا اور مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی پارٹی شیخیہ احقاقیہ کویت سے تعلق رکھتے تھے۔

لہذا مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کے یہ لکھنے کے باوجود کہ انہوں نے اپنی کتاب الوسائط جلد دوم میں ان بزرگوں کے عقائد کی تائید اور دلائل عقلیہ سے تسدید کی ہے وہ اچھی طرح سے گیا کہ یہ لوگ مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے ساتھ وابستہ ہیں کیونکہ احقاق الحق رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کی تالیف ہے اور مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت احقاق الحق کی طرف خود کو منسوب کر کے ہی کہلاتے ہیں سا اور شیخیہ رکنیہ کرمان اور شیخیہ احقاقیہ کویت دونوں خود کو ہی شیخ احمد احسائی کی تعلیمات کا سچا کہتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کو شیخ احمد احسائی کی تعلیمات سے منحرف قرار دیتے ہیں اور دونوں خود ہی شیخ احمد احسائی کی جانشینی کا صحیح حقدار سمجھتے ہیں اور دونوں اس کی جانشینی کے دعویدار ہیں۔

پس کاظم علی رسا نے ان کے خطوط سے اچھی طرح معلوم کر لیا کہ پاکستان کے سارے مبلغ شیخیہ، مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کے عقائد کے مبلغ ہیں لہذا پہلے تو اس نے انہیں شیخیہ احقاقیہ کویت وابستگی ختم کر کے شیخیہ رکنیہ کرمان کی پیروی کی دعوت دی مگر جب اس نے یہ دیکھا کہ یہ سب کے سب احقاقیہ کویت ہی کے پیرو ہیں اور شیخیہ رکنیہ کرمان کی طرف آنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ جیسا کہ مولانا اسمٰعیل دیوبندی کے مکتوب مورخہ ۷۵۔۰۵۔۱۵ سے ظاہر ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مگر اب تکلیف ہو رہی ہے کہ کرمانیوں اور احقاقیوں میں چند مسائل میں اختلاف ہے اور مجھے فی الحال ان مسائل میں معرفت نہیں ہے لہذا فیصلہ مشکل ہے۔ اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھا کہ احقاقیوں اور کرمانیوں

اختلاف اپنے مقام پر میں حضرت شیخ الاوحد اور سید الامجد کے علوم باطنیہ کی روشنی میں درس چلاؤں گا لہٰذا جب کاظم علی رسا کو ان مبلغین شیخیہ کے خطوط سے اور حالات و واقعات اور قرائن وشواہد سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ پکے شیخیہ احقاقیہ کویت کے عقائد کے مبلغ ہیں اور شیخیہ احقاقیہ کویت کا ساتھ چھوڑ کر شیخیہ رکنیہ کرمان کی طرف آنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور مقدمہ کے سلسلہ میں بھی وہ ان سے بدظن ہو گیا کیونکہ اسے سمن پر سمن جار ہے تھے۔ اور یہ ہر دفعہ اسے یہی یقین دلا رہے تھے کہ بس اس دفعہ یہ مقدمہ ختم ہو جائے گا آخر جب وہ سمن پر سمن وصول کرتے کرتے تنگ آ گیا تو اس نے ان مبلغین شیخیہ کے وہ خطوط

جو انہوں نے اسے اظہار محبت ومودت کے طور پر لکھے تھے " گلدستہ مودت " کے نام سے شائع کر دیئے انہی خطوط میں سے ایک خط میں اے سی چنیوٹ کے ریڈر کو مثل ملاحظہ کے لئے رشوت دینے کا حال بیان کیا گیا تھا اور حسن طلب کے طور پر یہ لکھا تھا کہ یہاں تو رشوت کے بغیر کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا یہ خط مولانا محمد اسماعیل دیوبندی کے داماد خادم حسین کا تھا اس خط نے میرے کاظم علی رسا کے خلاف مقدمہ کے سلسلہ میں بڑا کام کیا۔

میں نے یہ خط اے سی چنیوٹ کے سامنے پیش کر دیا لہٰذا وہ اے سی جو مولانا محمد اسماعیل کا بہت احترام کرتا تھا انہیں کرسی پر بٹھاتا تھا اور ہر دفعہ اگلی تاریخ دیتا تھا اور ہمارے بار بار کے اصرار کے باوجود وارنٹ گرفتاری جاری کرنے پر تیار نہیں ہوتا تھا خط پڑھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کے خلاف بلا ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کئے جائیں ہماری کوشش سے کراچی میں اسکے وارنٹ گرفتاری کی تعمیل ہوئی لیکن اس نے بھاری نقد ضمانت داخل کرا کر تاریخ پر حاضر ہونے کا اقرار کر لیا مگر اس نے چنیوٹ میں حاضر ہونے کی بجائے لاہور ہائیکورٹ میں مسٹر جسٹس جاوید اقبال صاحب کی عدالت میں رٹ دائر کر دی یہ رٹ بھی کافی عرصہ چلی، میرا کوئی وکیل نہیں تھا عدالت نے مجھے رٹ کی نقل مہیا کر دی تھی لہٰذا میں نے خود ہی اس رٹ کا اردو زبان میں جواب لکھا۔ اس جواب کی اصل کاپی عدالت میں داخل کی اور اس کی ایک فوٹو کاپی کاظم علی رسا کے وکیل عبدالرحمٰن صاحب کو دی اور ایک نقل خود اپنے پاس رکھی جو ابھی تک میرے پاس موجود ہے اگرچہ یہ جواب بہت طویل ہے اور اس سے کتاب کی ضخامت میں اضافہ ہو گا لیکن شیعیان پاکستان کی آگاہی کے لیے اسے اگلے صفحات میں پیش کر رہا ہوں...... انتہیٰ

قارئین محترم یہاں پر برقی صاحب کا کلام تمام ہو گیا اور یہ مذکورہ جواب اسی کتاب " پاکستان

میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ" کے صفحہ نمبر 39 تا 86 تک تفصیل کے ساتھ درج ہے شائقین مذکورہ کتاب کی طرف رجوع فرمائیں

یہ چند ایک حوالہ جات اور محبت ناموں سے اقتباسات اس لئے تحریر کئے ہیں کہ قارئین محترم جان لیں کہ شیخی مبلغین آیۃ ا...... محمد حسین نجفی صاحب اور انکے ہم فکر و ہم خیال اور حامی علماء اعلام کو اپنی امیدوں کی برآوری کی راہ کا کانٹا سمجھتے تھے اور اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ان علماء پر طرح طرح کے الزامات لگاتے۔

بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ جب اصول الشریعہ اردو زبان میں لکھی گئی ہے اور آپ پاکستانی عوام کو اس کتاب سے دور رکھنے کے لئے جوابات لکھ رہے ہیں تو پھر فارسی زبان میں جواب لکھنے کا کیا تک بنتا ہے اور اس سے بھی زیادہ قابل غور بات یہ کہ جناب مبلغ اعظم مولانا محمد اسمٰعیل نے ایک اور رسالہ بنام <u>هدیۃ المستبصرین فی رد شبهات المقصرین</u> جس کے پہلے دو صفحات پر شیخ احمد احسائی اور مرزا احقاقی کی تصویریں لگی ہوئی ہیں فارسی میں تحریر فرمایا کہ جو تحفہ علمیہ سے قبل لکھا گیا اور اس کی وجہ تصنیف ان الفاظ میں تحریر کی کہ ایں رسالہ ایست مختصر کہ در رد مقصرین پنجاب مینویسم قبل از اشاعت رسالہ تحفہ علمیہ کہ تا حال ناتمام است وجہ عجلت ایں است کہ ایں مقصرین پنجاب روز وشب در گمراہ کردن شیعان پنجاب بلکہ پاکستان مشغول اند لہذا اندریں ایام جملہ مشاغل را گزاشتہ ہمہ تن در انسداد فتنہ تقصیر مشغول ہستم

(بحوالہ کتاب مذکور صفحہ ۱۷)

ترجمہ۔ "یہ مختصر رسالہ مقصرین پنجاب کے رد میں لکھ رہا ہوں تحفہ علمیہ کی اشاعت سے پہلے کہ جو ابھی تک ناتمام ہے۔ اور اس عجلت کی وجہ یہ ہے کہ مقصرین پنجاب دن رات پنجاب بلکہ پاکستان کے شیعوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں لہذا میں نے بھی اپنی تمام مصروفیات کو ایک طرف کر کے اس فتنہ کے انسداد کے لئے کمرہمت باندلی ہے"

پھر آگے جا کے لکھتے ہیں کہ

"شیعیان مخلصین توجہ فرمایند وامداد فرمایند کہ درس آل محمد را محکم کنم"

ظاہر ہے کہ فارسی عبارت لکھ کے پاکستانی شیعہ قوم سے تو مدد کی اپیل کی نہیں جارہی۔ ہمارے خیال میں یہ

اپیل ان لوگوں سے کی گئی ہے کہ جن کے بارے میں اسی کتاب میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ۔

ترجمہ عبارت فارسی چند کلمات قبیلہ احسائی کی مدح میں کہتا ہوں کیوں کہ اسی قبیلہ میں شیخ الاوحد پیدا ہوئے اور پرورش پائی ہے۔ صفحہ ۳۵ سے ۳۹ تک فقط اس قبیلہ احسائی کہ جو اس وقت کویت میں مقیم ہے اور مرزا احقاقی کے ذریعے تمام شیخیوں کی سرپرستی کر رہا ہے کی مدح ہی مدح ہے۔

محققین اصل کتاب پڑھ کر بہت سے ظریف نکات حاصل کر سکتے ہیں جنہیں ہم نے اختصار کی خاطر چھوڑ دیا ہے۔ لطف کی بات یہ کہ پنجاب کی قوم شیعہ کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ فوری کام بھی تمام کا تمام فارسی زبان میں کیا گیا۔ باوجود اسکے کہ مولانا صاحب اپنی دوسری کتاب نصرت الذاکرین کے صفحہ ۸ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

کیوں کہ ان کی کتابیں اردو زبان میں عام ہیں اور عوام ان کو پڑھ کر گمراہ ہو رہے ہیں اور تقریروں میں بھی روزانہ عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ جب کتابیں عام ہیں، تقریریں عام ہیں تو مناظرہ چھپ کر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب مولوی محمد حسین صاحب ڈھکو اور مولوی سید گلاب شاہ ملتانی اور جعفر حسین مفتی، حافظ سیف اللہ صاحب وہابی اور مولوی محب حسین صاحب مقصر بہاولپوری کو عام اجازت ہے کہ وہ جس مشہور مقام میں چاہیں ہم سے مناظرہ کر سکتے ہیں۔ اب ان کی تحریروں اور تقریروں کا جواب برملا عام دے دیا جائے گا۔ بہت صبر ہو چکا اب ہماری خاموشی گناہ ہوگی"۔ (نصرت الذاکرین، ص ۸)

اس کے باوجود بھی کتابیں فارسی زبان میں کیوں لکھی تھیں ہم تو اس سے یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ اس خدمت کا صلہ مال دنیا کی صورت میں وصول کرنا تھا اور وہ آقا بیچارہ بھی کسی اور بڑی طاقت سے سرمایہ لے کر آگے تقسیم کر رہا تھا جیسا کہ بعض خطوط کے احکامات سے بات بالکل واضح و روشن ہے جسے آپ باب مراسلات میں احقاقی کا خط ساجی کے نام میں یہ احکامات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

لہذا اپنی خدمات دکھانے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے جلسوں کے اشتہارات کی پیشانی پر بانی شیخیت کا نام لکھ کر کس لئے مرحوم مولانا محمد اسماعیل دیوبندی صاحب، شیخی ایجنٹ کاظم علی رسا کو ان الفاظ میں خط تحریر فرماتے ہیں کہ

"اس سال جلسہ کے بڑے اشتہار کی پیشانی پر شیخ الاوحد اور سید الامجد کے اسماء گرامی لکھ دیئے گئے ہیں اور شیخی کے مفہوم کا اعلان بھی عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ رات دن کتب کرمانیہ درس میں پڑھا رہا ہوں۔

اگر چہ معترضین سے ۱۵ سال سے جنگ جاری ہے لیکن کتب کرمانیہ ابراہیمیہ نے ایمان کو روشن بلکہ درجہ ایقان تک پہنچا دیا ہے۔ میری غذا دوا اب سب کچھ یہی ہیں"۔

(گلدستہ مودت صفحہ ۲۲۔ تاریخ ۷۵-۸-۱۵)

(اللہ اللہ، مبلغان اسلام فقط مادی دنیا کے حصول کی خاطر یہ کیا لکھ رہے ہیں؟)

اصل مقصد کے اثبات کے لئے اس سے مزید اقتباس تحریر کر کے نقل کرنا میرے خیال میں وقت کا ضیاع ہے۔ قارئین محترم پر اب بات واضح ہو چکی ہوگی کہ یہ ساری ہا ہو کن کے اشاروں پر ہو رہی تھی اور اب بھی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ کہے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے کہ قارئین محترم ان چند باتوں پر خوب بیدار مغزی کے ساتھ توجہ دیں اور سوچیں کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں اور وہ کیا لکھ رہے ہیں؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہئے؟۔ وہ باتیں یہ ہیں:۱۔ انصاری صاحب تحریر کرتے ہیں کہ۔

"علماء شریعت ظاہرہ مفتی و مجتہد علوم باطنیہ کے فہم وادراک سے قاصر ہیں)۔ یہ علمائے شریعت ظاہرہ و مفتی و مجتہد کون ہیں؟ وہی نا کہ جن میں شہید ثالث محمد تقی برغانیؒ آیۃ اللہ العظمیٰ سید مہدی بن سید محمد علی صاحب ریاض المسائل، آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسن نجفیؒ، صاحب جواہر کلام، آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئی، آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ، آیۃ اللہ العظمیٰ شہید باقر الصدرؒ، آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفیؒ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا گلپائیگانیؒ وغیرہ وغیرہ شامل ہیں جنہوں نے شیخی کتب کی نشر و اشاعت کو حرام، شیخی فرقہ کو گمراہ اور ان کے بانیان شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کو اکثر نے دائرہ اسلام سے اور بعض نے دائرہ تشیع سے خارج کیا ہے؟

آیا یہ علماء جن کے اسماء تحریر کئے گئے ہیں اور ان کے علاوہ دیگر سینکڑوں علماء اعلام کہ جنہوں نے اس قسم کے فتاوئی تحریر کئے ہیں اور شیعہ علماء اعلام کی شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ ہے جن میں سے بعض کے نام ہم اس کتاب میں ذکر کریں گے انشاء اللہ اور بعض علماء نے تو کئی کئی جلدیں ان شیخیوں کی رد میں تحریر فرمائی ہیں۔ ان فتووں کی تفصیل اور انکے متون کو مولانا محمد حسین اکبر کی کتاب "استعمار شیخیت کے روپ" میں اور مولانا نعمت علی سدھو کی کتاب "تحفہ شیخیہ" میں اور مولانا سید محمد حسین زیدی برتی نے ایک "پر اسرار جاسوسی کردار" میں درج کیا ہے، اگر یہ علماء اعلام شیخ احمد احسائی کی تحریر کردہ عبارات کو نہیں سمجھ سکتے تو پھر کون سے علماء شیعہ ہیں جو ان کی عبارات کو سمجھیں گے یا پھر یہ

کتابیں کس کو سمجھانے کے لئے لکھی گئی ہیں؟۔اگر یہ سارے علماء اعلام شیخ کی عبارات کو نہیں سمجھ سکتے تو پھر یہ مولوی ان کتابوں سے تیس تیس سال سے استفادہ کر کے پاکستانی عوام کو کیا سمجھا رہے تھے؟ مذہب شیعہ کے یہ اساطین شیخ احمد احسائی کی عبارات سمجھنے سے قاصر ہیں لیکن فیصل آباد کے درس آل محمد کے مولوی اسماعیل اور ملتان کے جامعۃ الثقلین کے مولوی محمد حسنین سابقی نہ فقط ان کتب کو سمجھتے ہیں بلکہ ان کی ترویج کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔ ع اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

۲)۔عراق وایران کے وہ کون سے قشری علماء ہیں جن کو انصاری صاحب بتانا چاہتے ہیں کہ اس مکتب فکر کے لوگ پاکستان میں بھی رہتے ہیں، فتامل۔

۳) یہ پاکستانی فتنہ جو شیخ خالصی کی سیرت کا احیاء ہے نہایت شدت وقوت اختیار کر گیا تھا۔ یہ شیخ خالصی کی سیرت کیا تھی؟ جسے یہ فتنہ سے تعبیر کر رہے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ خالصی مرحوم نے عراق کے مقامات مقدسہ نجف کربلا اور بالخصوص کاظمین میں شیخیوں کا داخلہ حرام قرار دے دیا تھا اور شیخیوں کے حوالہ سے کہا تھا کہ وہ میری لاش سے گزرے بغیر حرم میں داخل نہیں ہو سکتے۔آیا خالصی کی سیرت یہی نہ تھی کہ وہ شیخیوں کو نجس جانتے تھے اور کہتے تھے کہ کفار کی نجاست تو اپنی جگہ پر ثابت ہے لیکن یہ لوگ ایمان کی عبا کے نیچے مومنین کے ایمانوں کو خراب کرنا چاہتے ہیں اور کئی ایک ضروریات دین کے منکر ہونے کی وجہ سے خارج اسلام ہیں ان امور کی تفصیل آپ شیخ خالصی کی شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب بالخصوص "ارشاد العوام" کی رد میں لکھی جانے والی کتاب میں دیکھ سکتے ہیں اور اسی وجہ سے پاکستان میں ان لوگوں نے خالصی خالصی کا اتنا شور مچایا کہ بالآخر لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ خالصیؒ ہے کون؟ اور اسکی سیرت کیا تھی؟۔خالصی کی سیرت کیا تھی اسکی جھلک تو آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے لیکن یہ بات کہ خالصی کون ہے؟ اس سلسلے میں ہم موضوع سے باہر چلے جائیں گے شیخ خالصی کے حالات زندگی معلوم کرنے کے شائقین مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں

الامام المجاہد الشیخ محمد الخالصی، ۲ دو جلدیں مولف ھاشم الدباغ

علامہ مجاہد

آفتاب پنہان (یہ مقالہ ہے کہ جو مجلہ کیہان اندیشہ صد کے شمارہ میں نشر ہوا ہے)

باب سوم

اصلاح احوال کی خاطر وجود میں آنے والی تحریکیں اور انکا انجام

فصل اول

اصلاح احوال کی خاطر وجود میں آنے والی تحریکیں اور انکا انجام

فصل دوم

حق کی فتح شیخیوں کا تشیع سے اعلان برائت

فصل سوم

بمقام جھنگ شیعہ علماء کا باہمی معاہدہ

فصل چہارم

نظم کی صورت میں اس معاہدہ کی منظر کشی

فصل اول

اصلاح احوال کی خاطر وجود میں آنے والی اصلاحی تحریکیں اور انکا انجام

جب آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی کتاب اصول الشریعۃ فی عقائد الشیعہ واحسن الفوائد فی شرح العقائد اور آیۃ ا.. حسین بخش جاڑا صاحب کی کتاب لمعۃ الانوار اور تفسیر انوار النجف کی اشاعت کے بعد اور دیگر صحیح العقیدہ علماء اعلام وغیرہ کی تقریروں وتحریروں کے ذریعہ عوام کو عقائد حقہ سے آگاہی حاصل ہوئی تو شعوری یالاشعوری طور پر ان شیخی مبلغین کی ہاں میں ہاں ملانے والے دوسرے خطیبوں اور ذاکروں نے سرزمین پاکستان کے ان مذکورہ جید علماء اعلام کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ جس سے قوم ومذہب کا تقدس پامال اور محبت والفت کی فضاء مخدوش ہونے لگی تو اس صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے قوم کے چند مخلص افراد طرفین کے درمیان افہام وتفہیم اور صلح کی نیت سے آگے بڑھے۔ لہٰذا احسن طریقہ سے اصلاح احوال کی خاطر اس زمانے میں دو تحریکیں وجود میں آئیں۔ ایک سرگودھا سے اور دوسری مظفر گڑھ سے۔ دونوں کا مقصد ایک ہی تھا کہ علماء وذاکرین کے دونوں دھڑوں کو متحد کر کے روزانہ کی اس ہاہو کو ختم کیا جائے۔ تاکہ منبر حسینی کے تقدس کو پامال ہونے سے محفوظ رکھا جاسکے۔ لیکن ایک فریق کی ہٹ دھرمی یا مفاد پرستی کی وجہ سے یہ اصلاحی تحریکیں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ بعد میں ان دونوں تحریکوں اور ان کے انجام کو رسالہ کی شکل میں قوم کے سامنے پیش کیا گیا کہ اب قوم خود ہی فیصلہ کر لے مغرض، مفسد اور مفاد پرست کون ہے اور مصلح ومخلص کون ہے؟ لہٰذا اس نیک کام کی خاطر سرگودھا سے اٹھنے والی، پہلی تحریک جو کہ جناب سید بشیر حسین بخاری صاحب نے شروع کی تھی اس کا کیا انجام ہوا اسے آپ ایک مخلصانہ تحریک اور اسکا انجام نامی رسالہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو چھپ چکا ہے اور حق واہل حق اور باطل واہل باطل میں امتیاز کر چکا ہے۔

دوسری تحریک مظفر گڑھ کی تحریک جو کہ جناب محمد بشیر خان مگسی صدر انجمن شباب الشیعہ نے شروع کی

تھی اسکا انجام کیا ہوا اور کیوں ہوا؟ اس کی تفصیلات ایک قومی خواہش جسکی تکمیل نہ ہوسکی نامی رسالہ میں جمع کی جاچکی ہیں اگرچہ اس دوسری تحریک کی روداد ابھی چھپ کر معرض وجود میں نہیں آئی ہے مگر ہم نے اس مسودہ کے قلمی نسخہ سے خوب استفادہ کیا ہے بلکہ یہی مسودہ بندہ کی اس کاوش کو پیش کرنے کا ایک لحاظ سے موجب بنا ہے شمسی صاحب نے دونوں گروپ میں سے چھ چھ علماء کا انتخاب کیا اور پھر ان کو خطوط تحریر کیے جن میں یہ تحریر تھا کہ بجائے اسکے کہ آپ حضرات ایک دوسرے کے خلاف مجمع عام میں کچھ بولیں آپ سے التماس ہے کہ ان متنازع مسائل کو حل کرنے کے لیے کوئی معقول حل تلاش کریں اور پھر اپنی طرف سے ان مسائل کے حل کیلئے دونوں گروہوں کے سربرآوردہ علماء کرام کو خطوط لکھ کر دو تجاویز پیش کیں۔

۱) اس دور کے اعلم العلماء، مرجع جہان تشیع حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم الطباطبائیؒ کی طرف رجوع کیا جائے اور پھر جن عقائد کی آیت اللہ حکیمؒ تائید کردیں کہ یہ قرآن وسنت کے مطابق صحیح شیعہ عقائد ہیں تو دونوں گروپ اسے قبول کریں۔ یا پھر

۲) علمی سطح پر فریقین مل بیٹھ کر گفتگو کریں اور علمی دلائل سے احقاق الحق اور ابطال الباطل کریں۔

یہ تھا خط وکتابت کا خلاصہ اس تحریک کے بانی جناب شمسی صاحب نے جن علماء کا انتخاب کیا تھا۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

طرفین کے علماء کے اسماء گرامی

الف) اس گروہ کے علماء کے اسماء جو طرف مقابل کو مقصر وہابی اور سعودی ایجنٹ، عزاداری کا دشمن وغیرہ کے القاب سے یاد کرتا تھا

اس گروہ کے سربراہ یا قائد دراصل علامہ بشیر انصاری صاحب تھے

۱) جناب علامہ محمد بشیر انصاری صاحب مرحوم، فاتح ٹیکسلا (۱۹۰۱ء، ۱۹۸۳ء)

۲) علامہ مرزا یوسف حسین صاحب مرحوم، لاہور (۱۹۰۱ء، ۱۹۸۸ء)

۳) مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم دیوبندی، فیصل آباد (۱۹۰۱ء، ۱۹۷۶ء)

۴) مولانا سید ضمیر الحسن صاحب مرحوم، احمد پور سیال (۱۹۱۶ء)

۵) مولانا امیر محمد تونسوی صاحب مرحوم تونسہ (۱۹۰۶ء، ۱۹۷۳ء)

(تونسوی صاحب موجودہ منحرف وغالی غضنفر عباس تونسوی کے والد ہیں)

۶) مولانا غلام شبر شاہ صاحب مرحوم (آف خوشاب)

ب) علماء کے اس گروپ کے اسماء جو طرف مقابل کو شیخی اور شیخیت کے مبلغین کے نام سے یاد کرتے تھے اس گروہ کی سربراہی علامہ شیخ محمد حسین نجفی ڈھکو کو حاصل تھی جو کہ موتمر علماء شیعہ پاکستان کے صدر گرامی قدر تھے اور اسی لئے طرف مقابل ان سب کو ڈھکو گروپ یا ڈھکو پارٹی کے نام سے یاد کرتا تھا۔

۱) علامہ محمد حسین نجفی ڈھکو صاحب مدظلہ، سرگودھا (۱۹۳۲ء)

۲) قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین صاحب مرحوم، گوجرانوالہ (۱۹۱۴ء، ۱۹۸۳ء)

۳) استاد العلماء علامہ سید محمد یار شاہ صاحب مرحوم، علی پور (۱۲ مئی ۱۹۱۵ء)

۴) استاد العلماء علامہ سید گلاب شاہ صاحب مرحوم، ملتان (۱۹۱۴ء، ۱۹۹۲ء)

۵) استاد العلماء علامہ حسین بخش جاڑا صاحب مرحوم، دریا خان (۱۹۲۰ء، ۱۹۹۰ء)

۶) علامہ حافظ سیف اللہ جعفری صاحب مرحوم، چونیاں (ربیع الاول ۱۳۳۴ھ، ۱۴۰۰ھ)

تمکی صاحب نے ان سب علماء کرام کو متنازعہ مسائل کو افہام وتفہیم کے ذریعہ سے حل کرنے کے لئے خطوط لکھے اور بعض کو کئی کئی مرتبہ خطوط لکھے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مخلصانہ تحریک کا انجام بھی پہلی تحریک سے مختلف نہ تھا۔ ایک گروہ نے ہٹ دھرمی سے کام لیا اور اس عظیم کام کو پورا نہ ہونے دیا یعنی کبھی کہتے تھے اصول دین میں تقلید جائز نہیں اور کبھی کہتے تھے کہ جب تک ہم جوابی کتب نہ لکھ لیں آرام سے نہیں بیٹھیں گے یا یہ کہتے تھے کہ طرف مقابل اپنے عقائد سے تائب ہو جائے اور کبھی کہتے تھے ہم کھلے عام کربلا گاہے شاہ میں مناظرہ کریں گے جبکہ دوسرا گروپ بغیر کسی قید وشرط کے معقول حل کو قبول کرنے کے لئے تیار تھا۔ ہم اس ساری کارروائی کو تو اختصار کی خاطر اپنے قارئین محترم کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن چند ایک اقتباس دیگر طرفین میں سے ایک ایک خط باب مراسلات میں پیش خدمت کریں گے تاکہ کسی حد تک بات سمجھ میں آسکے جس سے بآسانی فیصلہ کیا جاسکے کہ اصل بات کیا تھی اور کس طرح پیش کی گئی؟ البتہ ہم قارئین کرام کو اس خط وکتابت سے مطلع کرنے سے قبل یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ اس نزاع کو ختم کرنے کے لیے آیۃ ا...... لنجفی صاحب مدظلہ نے بنفس نفیس اپنے مخالفین کو خطوط لکھے تھے جن

میں سے ایک کا متن کچھ اسطرح کا ہے۔

آیۃ ... محمد حسین نجفی ڈھکو صاحب قبلہ نے مستقیماً مولانا بشیر انصاری صاحب، مولانا محمد اسماعیل دیوبندی صاحب، مولانا مرزا یوسف حسین صاحب، اور مولانا ضمیر الحسن صاحب کو دار العلوم محمد یہ سرگودھا سے ان الفاظ میں دعوت نامہ تحریر فرمایا۔

باسمہٖ تعالیٰ

مولانا محمد بشیر انصاری، مولانا ضمیر الحسن، مولانا محمد اسماعیل، مولانا مرزا یوسف حسین اور انکے حواریوں کے نام۔

سلام مسنون۔ استعلام مزاج کے بعد

کچھ عرصہ سے آپ حضرات اور آپکے حواری ذاتیات پر دینیات کا لبادہ ڈال کر مذہبی مسائل کی آڑ میں تمام علماء حق کے خلاف بالعموم اور اس راقم آثم کے خلاف بالخصوص محاذ قائم کر کے جس طرح قومی فضاء کو مکدّر کرنے کی سعی مذموم کر رہے ہیں وہ عالم السرائر والخفایا کے علاوہ قوم کے سنجیدہ طبقہ بلکہ عوام سے بھی مخفی و مستور نہیں ہے۔ این ہمہ راز است کہ معلوم عوام است۔ یہ بات الگ ہے کہ آپ کی یہ تمام کوششیں اکارت ہو رہی ہیں۔ ع وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

بہر حال آپ حضرات نے قولی و عملی طور پر ایذاء رسانی، افتراپردازی اور فتنہ سامانی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ کی اس روش و رفتار کے پیش نظر رفع اختلاف کی خاطر ذیل میں چند تجاویز درج کی جا رہی ہیں امید واثق ہے کہ اگر آپ فی الواقع تحقیق حق کے طلبگار ہیں اور قوم کو مزید تشتت و افتراق کا شکار ہونے سے بچانا چاہتے ہیں تو فرصت اولیٰ میں ان معقول تجاویز سے اتفاق رائے فرما کر اور ان پر عمل درآمد کر کے ہمیشہ کے لئے اس ناخوشگوار فضاء کا خاتمہ کر دینگے۔ ہاں اگر آپ کی دنیوی فلاح و بہبود اس میں مضمر ہے کہ قوم اختلاف کی آماجگاہ بنی رہے اور اس میں جوتم پے زار ہوتا رہے۔ تو یہ اور بات ہے کیونکہ رموز مصلحت خویش مولویاں دانند۔ وہ تجاویز یہ ہیں

۱) اس سلسلہ میں سب سے پہلی تجویز تو یہ ہے کہ اس وقت شیعی دنیا کے مرجع اکبر سرکار آیت اللہ السید محسن الطباطبائی الحکیم مدظلہ العالی ہیں ان اختلافی مسائل میں انکو حَکَم تسلیم کریں انکی طرف رجوع کیا جائے اور انکے ہر فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے و بس۔ مزید برآں ہندوستان کے سرکار مفتی احمد علی صاحب،

بر علامہ علی نقی صاحب اور ایران کے سرکار آقائے مرعشی اور آقائے خمینی دامت برکاتہم اور نجف اشرف کے سرکار آقائے خوئی، سرکار آقائے زنجانی مدظلہم وامثالھم موجود ہیں انکی طرف رجوع کر کے اس قیل و قال کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

میں ذاتی طور پر علماء شیعہ کے باہمی مناظرہ کا بوجوہ سخت مخالف ہوں اور اسے مخالفین کی ہنسی اور مذہبی تحقیر کا باعث سمجھتا ہوں۔ لہذا کربلا گاہ شاہ جیسے عمومی مقامات پر عوام کے اژدھام کے سامنے اہل علم کے مناظرہ کرنے کی تجویز سراسر غلط اور محض ایک سازش ہے۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ اگر آپ حضرات واقعاً احقاق حق وابطال باطل کے خواہش مند ہیں تو کوئی مناسب جگہ تجویز کریں

وقت کا تعین کریں وہاں مقررہ تاریخ پر آپ مع اپنے تمام حواریین کے تشریف لے آئیں۔ میں ادھر بفضلہ تعالیٰ اکیلا حاضر ہو جاؤں گا انشاء اللہ پھر باہم بیٹھ کر خواہ جتنا بھی وقت صرف ہو قرآن کریم، احادیث معصومین، تحقیقات علماء متقدمین ومتاخرین اور عقل سلیم کے ذریعہ تمام متنازعہ فیہ مسائل پر سیر حاصل گفتگو کریں تا کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے پھر عقائد حقہ کے بارے میں ایک متفقہ تحریر سب کے دستخطوں سے شائع کی جائے۔

۳) یہ علمی گفتگو صرف فارسی یا عربی زبان میں کی جائے اور اگر اسکے قلمبند کرنے کا بھی انتظام ہو جائے تو اور انسب ہوگا۔ اس علمی گفتگو میں سوائے بعض خواص کے (اور وہ بھی خاص حالات میں) دیگر عوام کو شرکت کی ہرگز اجازت نہ ہو۔

میں اپنی طرف سے مقام گفتگو کے لئے دار العلوم محمدیہ سرگودھا تجویز کرتا ہوں قیام وطعام کا انتظام میرے ذمہ ہوگا۔ تاریخ کا تعین آپ کریں آپ اگر کوئی اور متبادل جگہ تجویز کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

نوٹ تاریخ ارسال کے بعد کامل ایک ماہ تک آپ حضرات کے جوابات کا انتظار کیا جائیگا

فقط والسلام خیر الختام

منجانب احقر محمد حسین نجفی

صدر المدرسین دار العلوم محمدیہ سرگودھا

اس خط کا عکس باب مراسلات میں موجود ہے

آیۃ ...... نجفی مدظلہ کا دوسرا خط

۱) اس سلسلہ نزاع کو معقول انداز میں ختم کرنے میں جو کردار آیۃ...... نجفی مدظلہ نے ادا کیا ہے اسکی ایک جھلک آپ حضرات نے ملاحظہ کی اور مزید وضاحت اور اس سلسلہ میں آیۃ...... نجفی کا موقف آپ گمسی صاحب کے اس خط میں کہ جو مبلغ اعظم جناب مولانا محمد اسماعیلؒ کے نام تحریر کیا گیا ہے ملاحظہ فرما سکتے ہیں لیکن سر دست ہم یہاں پر آیۃ ا... نجفی صاحب مدظلہ کے اس خط سے اقتباس نقل کرنا چاہتے ہیں کہ جو آپ نے ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء میں خان (گمسی) صاحب کے اس خط کا جواب دیتے ہوئے کہ مولانا اسماعیل صاحب اور مولوی شبر شاہ صاحبان نے کہا ہے کہ اگر ان متنازعہ فیہ مسائل اور بالخصوص اصول الشریعہ کے مندرجات کی تصدیق آیت اللہ العظمٰی آقای سید محسن الحکیم کردیں تو ہم ان لوگوں کو حق پر مان لیں گے اس سلسلہ میں جو جواب آپ نے تحریر فرمایا وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ

محترم المقام ہمدرد قوم وملت جناب گمسی صاحب زید مجدکم......

سلام علیکم! مزاج شریف! بموجب نیا جال لایا پرانا شکاری..... اگر ان حضرات کو سرکار آقائے حکیم مدظلہ علی رؤس المومنین کے فیصلہ پر اتنا ہی اعتماد ہے جتنا کہ انہوں نے ظاہر کیا ہے تو خود ہماری اولین تجویز کے مطابق کیوں نہ تمام اختلافی مسائل لکھ کر انکی خدمت میں بھیج دیئے جائیں اور جو جواب باصواب آئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیا جائے۔

(۲) اگر ان لوگوں کو سرکار موصوف کا فیصلہ منظور ہے تو کیا اس بحث کے شدت اختیار کرنے سے کچھ عرصہ پہلے جناب مولانا سید گلاب شاہ صاحب نقوی آنجناب کا فیصلہ ان مسائل کے متعلق ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع نہیں کر چکے ہیں......

(۳) نیز کیا حاجی غلام شبر شاہ صاحب کو معلوم نہیں کہ جب گذشتہ سال ہمارا گیارہ آدمیوں کا قافلہ (جن میں پیر سید نوازش علی شاہ صاحب، سردار محمد نواز خان، خان غلام شبیر خان وغیرہ شامل تھے) سفر حج سے واپسی پر زیارات آئمہ عراق کیلئے نجف اشرف پہنچا تو جناب آقائے حکیم مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری کتابوں کے متعلق انکی رائے معلوم کی تو انہوں نے حرف بحرف انکی تصدیق فرمائی اور میری تعریف اور تحسین میں بھی بہت کچھ فرمایا چنانچہ بعض حضرات (حاجی

احمد خان آف موضع مچھر کھادی ضلع سرگودھا) نے موصوف سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے منہ بناتے ہوئے کہا کہ سرکار آقا صاحب اردو جانتے نہیں وہ ان کتابوں کی کیوں کر تصدیق کر سکتے ہیں ...... عرض کیا گیا کہ کیا وہ مترجم کے ذریعہ کتابوں کے مندرجات معلوم نہیں کر سکتے تو صاف صاف کہہ دیا کہ پھر ہم آقا کی تصدیق بھی نہیں مانتے۔

(۴) اولاً　اگر تصدیق کا مطلب تقریظ لکھوانا ہے جس کا کئی مصالح کے پیش نظر جناب موصوف نے بطور کلی سد باب کیا ہوا ہے۔

ثانیاً۔ اگر آپ اس میں مداخلت کریں گے تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ الٹا انکو گالیاں دی جائیں گی۔ چنانچہ پچھلے سال جب اخبار رضا کار نے مداخلت کرنے کی اپیل کی تھی تو انہوں نے (نجف اشرف میں) ملاقات کے وقت ہمارے قافلہ کے سامنے ان خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔

ثالثاً، ویسے بھی آج کل جناب موصوف بیمار ہیں (اللہ تعالیٰ بحق النبی وعترۃ الطاہرین انہیں صحت و عافیت دے) اور بغرض علاج انگلینڈ تشریف لے گئے ہیں (جیسا کہ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا) اس لئے بھی انکو یہ تکلیف دینا ممکن نہیں۔ بہر حال اب (بھی ہماری تجویز) یہی ہے کہ تمام متنازعہ فیہ مسائل لکھ کر انکی خدمت میں بھیجے جائیں اور دونوں فریق انکو یقین دلائیں کہ ان کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے گا اور جو فریق کسی قسم کی چوں چراں کرے گا وہ جھوٹا متصور ہوگا۔

قارئین محترم ہم طرفین کے تمام خطوط کے اقتباسات بلا تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کریں گے نتیجہ اور فیصلہ آپ حضرات خود اخذ کریں

طرفین کے خطوط سے اقتباسات

۲) علامہ حسین بخش جاڑا صاحب مرحوم کے تاثرات۔

علامہ صاحب کا نامہ کافی طولانی ہے اس میں انہوں نے بہت سے مسائل پر گفتگو کی ہے اور رفع نزاع کے لئے راہ حل بھی بتایا ہے۔ اور ہمارے خیال میں علامہ صاحب مرحوم کا یہ خط موجودہ دور کی بہت سی مشکلات کا حل بھی بن سکتا ہے بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے اس سلسلہ میں علامہ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ

جناب محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

غیبت امامؑ سے اب تک فرقہ حقہ شیعہ کے علماء اعلام میں اس امر پر اتفاق رہا ہے کہ خدا اپنی ذات وصفات میں یکتا وتنہا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے۔ دور حاضر کے بعض مقررین ونیم خواندہ مولوی صاحبان نے محمد وآل محمدؐ کو بعض صفات میں خدا کا شریک ماننا شروع کر دیا ہے۔ اور خدا انکی کسی بات کو رد نہیں کر سکتا لہذا مارنا جلانا، رزق دینا انہیں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ اور علماء اعلام مذہب شیعہ کے نزدیک یہ عقیدہ شرک صریح ہے اور لا الہ الا اللہ کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں فقہی مسائل میں بھی ان لوگوں نے خود ساختہ چیزوں کو داخل کرنا شروع کر دیا ہے مثلاً تشہد نماز میں شہادت ولایت کو شامل کرنا اور درود کو کافی نہ سمجھنا تازہ ترین ایجاد ہے۔ ان مسائل مختلفہ کے قطعی فیصلہ کے لئے آقائی حکیم مجتہد اعلم کا فرمان کافی تھا لیکن صاحبان اغراض نے اس کو تسلیم نہ کیا۔ آپکی تجویز پانچ پانچ علماء کو دعوت دینا بھی نتیجہ خیز ہو سکتی ہے اگر نیت صحیح ہو اور ایسی تجویز اس سے پہلے کی جا چکی ہے اور آزمائی جا چکی ہے سرگودھا کے درد دل رکھنے والے غیر جانبدار لوگوں نے کوشش کی لیکن طالع آزما لوگوں نے قوم کو کھلونا بنانے کی خاطر اسے ٹھکرا کر رد دیا آپ سرگودھا سے بشیر حسین بخاری کی جانب سے چھپنے والے پمفلٹ ایک مخلصانہ تحریک اور اسکا انجام منگوا کر پڑھیں اور خود اندازہ فرمائیں کہ آپ کی تحریک کیوں کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکے گی۔ بے شک طرفین سے پانچ پانچ علماء باب العلوم ملتان یا مخزن العلوم شیعہ میانی، دار العلوم سرگودھا یا جامعہ المنتظر لاہور یا جامعۃ الغدیر احمد پور سیال جیسے قومی اداروں میں جمع ہو جائیں مجلس کے لئے مخصوص آدمیوں کے علاوہ اور کوئی دخیل نہ ہو۔ اور علماء کے علاوہ کسی کو بولنے کا حق نہ ہو اور علماء سے وعدہ لیا جائے کہ جب تک مسائل مختلفہ پر ایک فیصلہ نہ ہو جائے کوئی بھی اس علمی مباحثہ کو چھوڑ کر نہ جائے علماء و مدرسین میں مولانا سید محمد یار شاہ صاحب قبلہ مولانا سید گلاب شاہ صاحب قبلہ، مولانا حافظ سیف اللہ صاحب قبلہ، مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ اور مولانا محمد حسین صاحب پرنسپل دار العلوم محمدیہ سرگودھا کی شرکت ضروری ہے اور دوسری طرف مولانا محمد بشیر صاحب، مولانا مرزا یوسف حسین صاحب، مولانا ضمیر الحسن صاحب، مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مولانا سید محمد عارف صاحب کو ضرور شریک کیا جائے خدا کرے آپکی کوشش کامیاب اور محنت ثمر آور ثابت ہو آمین

والسلام حسین بخش ۶۹/۱۱/۱۵

(اس نامہ کا عکس باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں)

اس گروہ کے باقی تمام افراد نے بھی چونکہ بلا قید و شرط نگسی صاحب کی تجاویز کو قبول کیا ہے لہذا ان کے خطوط کے اقتباسات اختصار کے پیش نظر نقل نہیں کیے جائیں گے اب ہم طرف مقابل کے افراد کے تاثرات ذکر کرتے ہیں۔

مولانا محمد بشیر انصاری صاحب قبلہ کے تاثرات

صدر محترم انجمن شباب الشیعہ ۔......

سلام جمیل

گرامی نامہ پیش نگاہ ہے ڈھکو صاحب نے اپنے عقائد اپنے کتب اور رسائل میں شائع کر دیے ہیں جسکے بعد ان سے گفتگو کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی کیا وہ گفتگو کر کے اپنے عقائد تبدیل کرنا چاہتے ہیں اگر ایسا ہے تو انہیں اخبارات و رسائل میں بیان دینا چاہئے اور اپنے عقائد سابقہ کے بطلان کا اعلان کر دینا چاہیے اور اگر وہ اپنے سابقہ عقائد پر قائم ہیں تو انکے کتب و رسائل کی رد کتب و رسائل ہی کی شکل میں شائع کرنا اہم فریضہ ہے جناب علامہ مرزا یوسف صاحب نے حقائق العقائد میں انکی یہ خواہش بھی پوری کر دی ہے کہ علماء نجف خصوصاً آقای حکیم مدظلہ سے فیصلہ لیا جائے چنانچہ کتاب مذکور میں فیصلہ بھی درج ہے لہذا میری نظر میں کسی گفتگو کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

والسلام ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹

انصاری صاحب مرحوم نگسی صاحب کو ایک دوسرے نامہ میں ان الفاظ میں جواب دیتے ہیں۔

"اگر باطل کی اشاعت سے پہلے یہ تجویز پیش کی جاتی جواب فرمائی ہے تو نہ قوم میں اشتعال پیدا ہوتا اور نہ ان چند افراد کو مورد لعن طعن قرار دیا جاتا اور نہ فتنہ تحریر و فساد تک نوبت پہنچتی جبکہ باطل کی اشاعت ہو چکی ہے اور حق کی اشاعت کا جوابی سلسلہ ابھی جاری ہے جسکی تکمیل منزل وجوب رکھتی ہے۔اس لئے علماء حق جب تک باطل کی اشاعتی حدود میں حق و صدق کی اشاعت کا فریضہ ادا نہ کر لیں اس وقت تک گفتگو بے محل ہو گی۔ میں پہلے اس قسم کی تحریک کا یہی جواب دے چکا ہوں۔ اسکے علاوہ بند کمرہ کی گفتگو اس وقت مناسب ہوتی جب باطل بند کمرہ میں محدود ہوتا مگر یہ وقت گذر چکا ہے۔ لہذا اب یہ گفتگو کسی مرکزی مقام پر علی الاعلان ہونا چاہئے جس کا علماء حق چیلنج دے چکے ہیں"

ان دونوں خطوط کے عکس اور مزید جو کچھ مولانا نے تحریر فرمایا ہے باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا ضمیر الحسن رضوی کے تاثرات

محترم ومکرم السلام علیکم تحفہ یا علی مدد........

ارادہ آپ کا نیک ہے خداوند عالم کامیاب فرمائے۔ میرے خیال میں پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے کیونکہ اختلافات طشت از بام ہو چکے ہیں اور تحریری شکل میں آچکے ہیں۔ اگر یہ علماء سوء اپنی بداعتقادی چیز تحریر میں نہ لاتے تو اتنی خرابی نہ پیدا ہوتی نہ اب یہ تحریری بداعتقادی ضبط ہو سکتی ہے اور نہ یہ اختلاف دور ہو سکتے ہیں۔ البتہ ایسے لوگوں کو قوم نے اپنا عالم سمجھ لیا ہے اور اس خیال میں ہے کہ یہ ہمارے علماء ہیں۔

جو ہماری اعتقادی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے پوشیدہ مخالف طاقتوں نے انہیں ہمارے مذہب کے روپ میں داخل کیا ہے۔ تاکہ ہمارے پورے چودہ سو سال کے اتحاد کو پارہ پارہ کردیں اگر قوم ان چند علماء سے دستبردار ہو جائے اور انکو اپنے مدارس سے نکال دے اور ان جراثیم کو نشوونما کی مہلت نہ دے تو اب بھی وقت ہے ورنہ ہمیں حضرت صاحب الزمانؑ کا انتظار ہے اور انہی کی تلوار انہیں ختم کرے گی تحریروں کے ذریعہ اور باہمی گفتگو کے ذریعہ ممکن نہیں ہے کہ حجروں میں کئی دفعہ طے کرنیکی کوشش ہوئی لیکن یہ بات حجروں میں طے نہیں ہوئی۔ اسی لئے انہیں عام مجمع میں کہا گیا ابھی تک وہ آئے نہیں مدارس اس لئے انہوں نے اپنے قبضہ میں لئے ہیں کہ ہم اس خیال کے بچے پیدا کرلیں گے۔ اس لئے عوام جن کا مدارس اور مساجد سے ارتباط نہیں انکے ہم خیال نہیں جنکی اکثریت ہے اور جسے ذرا سی مدرسہ اور مسجد سے الفت ہے انکی ہم نشین ہے اور ہمیں اپنے سانچے میں ڈھال رہے ہیں، میرے خیال میں اگر ایسے لوگوں سے مسجد اور مدرسہ پاک ہو جائے تو ہماری یہ زبوں حالی ایک حد تک درست ہو جائے گی۔ ان وباؤں کا یہی مرکز ہے اور یہی انکے جراثیم ہیں اسی لئے جب تک یہ مدرسے نہیں کھلے تھے ہماری قوم کی مجالس امام حسین علیہ السلام کے صدقہ میں اعتقادی یک جہتی قائم تھی۔

(فقط والسلام احقر ضمیر الحسن احمد پور سیال ۲۲/۱۱/۶۹)

(اس نامہ کا عکس باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں اور ایسی فکر اور سوچ پر ایک بار فاتحہ بھی پڑھ لیں)

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ کے تاثرات

جناب محمد بشیر صاحب

سلام علیکم

آپ کا خط آیا جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے بالکل درست ہے حالات ناگفتہ ہیں اسکا مجھے احساس اور علم ہے اول تو میں ان جدید اختلافات کا بانی نہیں ہوں بلکہ حافظ سیف اللہ، مولوی محمد حسین ڈھکو، مولوی گلاب شاہ اور مولوی حسین بخش صاحب جاڑا وغیرہ ہیں، اسکے دو محرک ہیں داخلی و خارجی، خارجی تو حکومت سعودی عرب ہے جو اپنا پیسہ وہابیت پھیلانے میں صرف کر رہے ہیں۔ داخلی طور پر یہ لوگ سابقہ واعظین اور ذاکرین کے خلاف حسد کا شکار ہیں۔ خمس اور زکواۃ کی رقوم سے اپنی جائدادیں بنا رہے ہیں۔ یہ غلام اللہ کی وہابیت حافظ سیف اللہ کی معرفت ہم میں آئی ہے۔ بعض مدرسین حضرات نے نادانستہ طور پر اسکی تائید کی مولوی گلاب شاہ نے کچھ مضامین لکھے میں نے آج سے چار سال قبل انکے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی تھی کہ آؤ مل کر تصفیہ کر لیں۔ مگر صدا بر نخواست۔ آخر یہ علماء ہیں۔ ان کی صحبت اور تبلیغ سے اب عوام بھی اسکا شکار ہو گئے ہیں دو پارٹیاں بن گئیں اسکے لئے دو مناظرے داخلی طور پر ہو چکے ہیں لیکن فائدہ نہیں ہوا کیوں کہ اب یہ لوگ اس فتنہ کو کتابی صورت میں مدون کر چکے ہیں۔ بعض مساجد اور امام بارگاہوں پر قبضہ کر چکے ہیں بدھ ضلع مظفر گڑھ میں انکی معرفت جو کچھ ہوا وہ آپکو معلوم ہے۔ لہذا انکو مجبور کرو کہ لاہور کربلا گامے شاہ کھلے میدان میں تصفیہ منظور کر لیں۔ تا کہ غلط غلط اور صحیح صحیح ہو جائے اس کے بغیر یہ فیصلہ مشکل ہے۔ ﴿۶۹/۱۱/۱۴﴾

قارئین محترم سے التماس ہے کہ احقاق حق کی خاطر بڑی باریک بین نگاہوں سے ان خطوط کا مطالعہ فرمائیں کہ اس طرح شاید اگر تعصب نہ ہو تو کسی نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے لہذا خطوط کے اسلوب تحریر اور انداز بیان پر خصوصی توجہ فرمائیں۔

اسکے جواب میں کسی صاحب نے لکھا تھا کہ قبلہ صاحب پہلے آپ انہیں سعودی ایجنٹ ثابت کریں پھر انہیں مدارس سے باہر کیا جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر یہ لوگ خمس و زکواۃ سے جائدادیں خرید رہے ہوتے تو پھر تو انہیں چاہئے تھا کہ ذاکروں اور خطیبوں سے بنا کے رکھتے تا کہ یہ لوگ منبر پہ جا کر خوب ان لوگوں کی تعریفیں کریں اور لوگوں کو خمس و زکواۃ کی ترغیب دلائیں جبکہ اسکے برعکس یہ لوگ غلط قسم کی ذاکری کرنے والے ذاکر کی مخالفت کرتے ہیں اور لوگوں کو اس قسم کی مجالس سے منع کرتے ہیں اور ذاکروں اور خطیبوں کو بھی غلط روایات پڑھنے سے روکتے ہیں۔

اختصار کے پیش نظر ہم نے فقط مگسی صاحب قبلہ کے تمام خطوط میں سے جو انہوں نے طرفین کے علماء کو علیحدہ علیحدہ لکھے تھے فقط اسی ایک خط کا کامل عکس باب مراسلات میں شامل کیا ہے کیوں کہ جہاں پر یہ خط کافی تفصیلی ہے وہاں پر عام حالات کی کسی حد تک عکاسی بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ طرفین کے اکثر احباب کے تاثرات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے البتہ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اس خط کا جواب بھی تحریر فرمایا تھا کہ۔

" مختصر عرض یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب قبلہ یا تو کھلے میدان میں مناظرہ کرلیں جیسا کہ میں نے لکھا ہے یا پھر لاہور کربلا گامے شاہ میں ایک مجلس علیہ منعقد کرلی جائے جس میں سو سو آدمی جانبین سے خاص الخاص بلا لیا جائے جس میں لیڈران قوم، اخباروں کے صحافی، قوم کے مومن روء سا شامل کر لئے جائیں مولانا محمد بشیر انصاری صاحب قبلہ کو میں لے آؤں گا یا پھر مولانا محمد حسین صاحب قبلہ اپنی کتاب اصول الشریعہ پر آیت اللہ حکیم الامت مجتہد اعلم آقای محسن الحکیم صاحب قبلہ کی تصدیق لکھا دیں اگر آقا صاحب اس کتاب کی اور اس کے مسائل کی تصدیق فرما دیں تو میں ضرور ہتھیار ڈال دوں گا اور مولانا محمد حسین صاحب قبلہ کو ان مسائل میں برحق مان جاؤں گا۔ ورنہ خدا اپنے دین کا خود محافظ ہے"

۱۴/۱/۷۰ (اس خط کا عکس بھی باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں)

اب آئیں اور مگسی صاحب قبلہ کے خط کا متن پڑھیں۔

بشیر حسین خان مگسی کا خط مولانا محمد اسماعیل کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالی جناب تقدس مآب حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب

السلام علیکم زاد شرفکم !

حضور کا جوابی شفقت نامہ مورخہ ۲۷/۱/۶۹ کو موصول ہو کر کاشف رازہائے سربستہ ہوا اور آپکا ارسال کردہ رسالہ بنام ایک منصفانہ تصفیہ بمیدان عام موصول ہوا آپ نے اپنے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ جدید اختلافات کا بانی میں نہیں ہوں بندہ نے حضور کو مصلح قوم سمجھ کر ہی خط ارسال کیا تھا اور اختلافات کو ختم کرنے کی عاجزانہ التجاء کی تھی نہ کہ بانی اختلافات سمجھ کر۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ بھی خندہ پیشانی سے ہماری اس التجا کو شرف قبولیت بخشتے اور قوم کو اس خلفشار سے نجات دلاتے تاکہ رہتی دنیا تک آپ کا احسان

قوم شیعہ پر رہتا۔ جیسا خط آپکو پہلے مورخہ ۱۳/۱۱/۶۹ کو ارسال کیا گیا تھا ویسے ہی خطوط حرف بحرف طرفین کے علماء کرام کو ارسال کیئے تھے۔ فریق اول کے تمام علماء کرام کی جوابی تحریر سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ حضرات مجلس علمیہ کے انعقاد کے حق میں نہیں ہیں۔ علامہ محمد بشیر صاحب قبلہ کتب بینی اور جوابی کتب کی اشاعت پر زور دیتے ہیں۔ آغا ضمیر الحسن صاحب قبلہ نجفی قوم شیعہ کو تلقین فرماتے ہیں کہ فریق ثانی کے علماء سے دست بردار ہو جائیں۔ اور ان کو دینی درس گاہوں سے نکال باہر کریں۔ تب حالات کسی حد تک سدھر سکتے ہیں۔ مولانا حاجی غلام شبّر شاہ صاحب قبلہ نے آپ کی طرح کھلے عام مناظرہ کی تجویز پیش کی ہے۔ مولانا امیر محمد صاحب قبلہ تونسوی نے تحریر فرمایا ہے جو رائے علامہ محمد بشیر صاحب قبلہ تحریر فرمائینگے ہم بلا معذرت اقدام عمل کرینگے۔ یہ ہیں علمائے فریق اول کی آراء مبارکہ

فریق ثانی کی طرف سے جو جوابی تحریریں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ تمام حضرات ہماری پیش کردہ تحریک کے مطابق مگر معمولی ترمیم کے ساتھ مجلس علمیہ کے انعقاد کے پرزور حامی ہیں۔ حضور نے فریق ثانی کے چند علماء کرام پر یہ الزام عائد کیا کہ یہ لوگ حکومت سعودی عرب کی طرف سے وہابیت پھیلانے پر مامور ہیں اور اس کے عوض حکومت مذکورہ سے بھاری اجرت وصول کرتے ہیں۔ اول تو آپ کا الزام اس وقت تک دائرہ اعتبار سے خارج ہے جب تک آپ اسے پایۂ ثبوت تک نہ پہنچائیں، ثانیاً اس الزام کا ہماری تحریک سے کوئی رابطہ نہیں۔ کیونکہ مجلس علمیہ میں قرآن، حدیث اور فرمائشات علمائے متقدمین کی روشنی میں فیصلہ کرنا ہے نہ کہ حکومت یا پیسہ کے ذریعہ

دوسرا الزام حضور نے یہ عائد کیا ہے کہ یہ لوگ داخلی طور پر سابقہ واعظین وذاکرین کے خلاف حسد کا شکار ہیں۔

تیسرا الزام یہ ہے کہ یہ لوگ خمس اور زکوۃ وصول کر کے اپنی جائیدادیں بنا رہے ہیں اگر انصاف کو بروئے کار لا کر غور کیا جائے تو آخری دونوں الزامات ایک دوسرے سے متضاد ہیں کیونکہ حسد کا شکار تب ہونگے جب وہ خمس اور زکوۃ کو اپنے ذاتی اور ناجائز تصرف میں نہ لا سکتے ہوں بلکہ صحیح مصرف پر خرچ کرتے ہوں یعنی وہ سمجھتے ہوں کہ ذاکر اور واعظ لوگ تو مجالس کے ذریعہ مقدور بھر قوم وصول کرتے ہیں۔ اور ہمیں مدرسہ سے صرف معمولی تنخواہ ملتی ہے یہ تھی انکے حسد کی صورت مگر جب بقول آپ کے وہ حضرات خمس اور زکوۃ کی رقم وصول کر کے ہضم کر رہے ہیں تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ واعظین اور ذاکرین

حضرات کی خوشامد کریں تا کہ وہ انکے اجتہاد اور علمیت کا پرچار کریں اور خمس وزکوۃ کی رقوم زیادہ وصول ہوں۔ چہ جائیکہ وہ ان سے ٹکر لیکر اور حسد کر کے اپنی آمدنی کو خطرہ میں ڈالیں۔ کیا وہ حضرات نعوذ باللہ عقل سے اتنے عاری ہیں کہ اتنی معمولی بات بھی سمجھ میں نہیں آئی؟

فریق ثانی کے علمائے کرام جب اس طبقہ واعظین اور ذاکرین سے حسد کرینگے بلکہ حق بات کہنے میں باک نہیں کرینگے جبکہ وہ اپنے دامن کو ہر قسم کی آلودگی سے بچاتے ہونگے اور خود زکوۃ اور خمس کو درست مقام پر صرف فرمائینگے۔ تا کہ اس حسد یعنی حق گوئی کے بدلے وہ مورد الزام نہ ہوں۔ میری سمجھ میں تو آتا نہیں کہ فریق ثانی کیوں حاسد اور سابقہ واعظین وذاکرین کیوں محسود ہیں! اسکی تشریح جناب ہی فرمائیں۔ کافی سوچ بچار کے بعد میرے فہم میں یہ بات آئی ہے کہ

علامہ محمد حسین صاحب قبلہ نے اصلاح مجالس کی مقدس تحریک شروع فرمائی اور فیس طے کر کے مجلس پڑھنے کی مذمت فرمائی تھی۔ اور فلمی طرز میں قصائد پڑھنے کو حرام فرمایا تھا۔ شاید اسی چیز کو حسد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہو۔ آپ بھی عالم دین ہیں آپ خود انصاف فرمائیں کہ ان کا یہ فرمان غلط اور شریعت کے خلاف ہے!؟ یقیناً نہیں۔ تو پھر حسد کیسا؟! اسکے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ،،

غلام اللہی وہابیت حافظ سیف اللہ کی معرفت ہم میں آئی ہے۔ حضرت اسی لئے تو مجلس علمیہ کا انعقاد کیا جا رہا ہے تا کہ پتہ چلے کہ یہ واقعی وہابیت ہے یا شریعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (امی وابی لہ الفدا) کی صحیح صورت ہے؟ یہ تب ہی معلوم ہوگا جب چند اہل علم باہم بیٹھ کر خوشگوار علمی ماحول میں تبادلہ خیال کریں۔ اور قرآن، حدیث اور فرمائشات علمائے متقدمین کی روشنی میں مدلل فیصلہ کر پاسکیں کہ یہ وہابیت ہے یا درست دین! آپ نے تصفیہ کا جو طریق کار فرمایا ہے وہ یقیناً نامناسب ہے۔ اور ان نامساعد حالات کی اصلاح کی بجائے فساد کی تقویت کے مترادف ہے۔

کیونکہ ہمارے عوام کی اکثریت تعیش دماغی کا شکار ہے۔ اور وہ اس مناظرہ کو بھی تعیش دماغی سے زیادہ وقعت نہ دینگے۔ اور بے شعوری میں نعرہ ہائے تحسین بلند کر کے اصل مقصد کو فوت کر دینگے۔ ہاں اگر آپ لوگ صرف اسی وجہ سے اس طریق کار یعنی کھلے عام مناظرہ کو اپنا رہے ہیں کہ عوام کی اکثریت چونکہ بے شعور ہوتی ہے اور وہ ذاکرین حضرات کی ہر بات کو قرآن اور حدیث سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ اور قصائد کے دلدادہ ہیں۔ اور ذاکرین حضرات فریق ثانی کے علمائے کرام کے خلاف سب وشتم آمیز قصائد سنائینگے اور

عوام بے شعوری میں نعرہ ہائے تحسین بلند کرینگے اور اس طرح نعروں کی گونج میں فریق اول کی فتح کا اعلان ہو جائیگا۔ تو پھر اس مقصد کے لئے یہ طریق کار یقیناً کامیابی کا علمبردار ہے۔ مگر بندہ کو یقین ہے کہ آپ لوگوں کی منشاء ہرگز ہرگز یہ نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی منشاء وما ارید الا الاصلاح کی حامل ہے خدا کے لئے اس طریق کار کے تباہ کن نتائج سے بچیے ورنہ یہ نزاعی مسائل جوں کے توں تصفیہ طلب رہ جائینگے اور قوم شیعہ ہمیشہ کے لئے دو گروہوں میں تقسیم ہو کر رہ جائیگی۔ اور انکے درمیان سد سکندری کھڑی ہو جائیگی اور تا قیام قیامت قائم رہیگی۔ یہ ہے آپ کے پیش کردہ طریق تصفیہ کا انجام اور نتیجہ!

(خط کی تحریر کو آگے بڑھاتے ہوئے نمکسی صاحب، نجفی مدظلہ کی تجاویز کو ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں)

اب علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کی تجاویز پر منصفانہ غور فرما کر نتیجہ اخذ کریں اور اپنے خیالات سے نوازیں

علامہ صاحب اپنے والا نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"ہم نے ہمیشہ ہر سطح پر اور ہر میدان میں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کیا ہے اور آج ایک بار پھر اس کا اعادہ کئے دیتے ہیں کہ اگر یہ حضرات دیانتداری سے کوئی دینی اختلاف سمجھتے ہیں اور جن کے لئے یہ سب ہا ہو ہو رہی ہے (اور اس میں انکی کچھ مخصوص دنیوی مصلحتیں کار فرما نہیں ہیں) تو ان نزاعی مسائل کا وہ طریق کار یقیناً غیر مستحسن بلکہ قوم وملت کے لئے تباہ کن ہے۔ جسے یہ حضرات اپنا رہے ہیں۔ بلکہ اسکے صحیح حل دو ہی ہیں۔ پہلا اور سب سے اچھا حل تو یہ ہے کہ ان تمام اختلافی مسائل میں شیعیان جہان کے مرجع اکبر حضرت آیت اللہ آقائے السید محسن الطباطبائی الحکیم مدظلہ العالی علی رؤوس المومنین کو حکم تسلیم کر کے انکی طرف رجوع کیا جاوے اور وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جو مدلل فیصلہ صادر فرمائیں اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جاوے۔ اور

دوسرا حل وہی ہے جو آپ نے بھی پیش کیا ہے (یعنی وہ حل جو راقم کیطرف سے پیش کیا گیا تھا) کہ مجلس علمیہ کا انعقاد کیا جائے جسمیں فریقین کے پانچ پانچ اہل علم باہم بیٹھ کر علمی اور خوشگوار ماحول میں تمام نزاعی مسائل پر قرآن، حدیث اور تحقیقات علمائے متقدمین کی روشنی میں تبادلہ خیال کر کے کسی مرکزی نقطہ پر جمع ہو جائیں۔ تاکہ ہمیشہ کیلئے اس قیل وقال کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر اس تجویز میں اس قدر ترمیم ضروری ہے کہ ان اہل علم کے علاوہ قوم کے چند اکابرین جو دانش وبینش کے علاوہ قومی وملی درد بھی رکھتے ہوں اور غیر جانبدار ہوں جنکی تعداد پندرہ بیس سے کسی طرح زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس مجلس علمیہ میں موجود ہونے

چاہئیں۔ تاکہ فریقین کے رویہ ورفتار اور کردار وگفتار کا بچشم خود ملاحظہ کرسکیں۔ نیز ٹیپ ریکارڈ کا انتظام بھی لازمی ہے۔ تاکہ فریقین کی تمام گفتگو محفوظ ہوجائے اور بعد میں کوئی فریق غلط بیانی کی جرأت وجسارت نہ کرسکے۔ یہ ہیں علامہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ تفصیلی حل جو کہ نہایت مدلل اور نتیجہ خیز معلوم ہوتے ہیں۔ آخر انصاف بھی کوئی چیز ہے اب اگر تعصب کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو ایسی حق وانصاف سے لبریز تجویز وہ شخص ہرگز پیش نہیں کرسکتا جو حکومت سعودی عرب کی طرف سے معتد بہ رقم کے بدلے وہابیت پھیلانے پر مامور ہو۔ بقول آپ کے اگر علامہ صاحب حکومت مذکور کی جانب سے اس مذموم کام پر تعینات ہوتے تو انکو یہ خدشہ لاحق ہوتا کہ اگر قوم نے میرے پہلے حل کو اپنایا تو یقیناً مجتہد اعظم صاحب قبلہ دامت برکاتہ مجھے جھوٹا اور کذاب ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں گے

کیونکہ وہ اس ڈیوٹی یعنی ایجنٹی میں شریک نہیں ہیں بلکہ حق گو اور بے باک ہیں اور تقدس مآب ہیں اگر دوسرا حل اپنایا گیا تو نہ ٹیپ ریکارڈ میری حمایت کریگا اور نہ ہی عمائدین قوم بھی وہابیت پھیلانے میں علامہ صاحب کے شریک ہیں (نعوذ باللہ) بلکہ علامہ صاحب کا یہ خط اس قسم کے تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع کرنے کے لئے کافی ووافی ہے۔ یہ خط ثابت کرتا ہے کہ وہ حق کے حامی ہیں تاکہ حکومت مذکور کے ایجنٹ اور اجیر! آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ دو مرتبہ داخلی طور پر مناظرے ہوچکے ہیں

یہ درست ہوگا مگر اس وقت غیر جانبدار عمائدین قوم موجود نہ تھے۔ ٹیپ ریکارڈ کا انتظام نہ تھا اس لئے وہ بقول آپ کے شکست کھانے کے باوجود اپنی ضد پر قائم ہیں۔

اگر مجلس علیہ کے ذریعے بیس عمائدین قوم کے سامنے دس علمائے کرام کی موجودگی میں اور ٹیپ ریکارڈ کی موجودگی میں ان نزاعی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوجائے تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کوئی فریق بعد میں غلط بیانی سے کام لے سکے اور طے شدہ فیصلے سے منحرف ہوسکے اس کے برعکس مناظرہ عام میں یہ باوثوق طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مقصد حاصل نہ ہوگا بلکہ الٹا جلتی پر تیل کا کام ہوگا ہاں اگر آپ لوگ آپس میں کوئی تصفیہ بوجہ کم علمی یا ذاتی رنجش نہیں کرسکتے تو اعلم دوران حضرت آیت اللہ آقا والسید محسن الحکیم مدظلہ العالی رؤس المومنین کی طرف رجوع فرمائیں کیونکہ وہ حضرت اعلم ہیں اور آپ لوگ عالم ہیں۔ وہ حضرت حد ہا ایجنٹی، کذب اور افترا جیسی قبیح اور ایمان ضائع کرنے والی باتوں سے یقیناً منزہ ومبرا ہیں اگر آپ لوگ واقعی درد دین رکھتے ہیں اور اس تفریق کو برا سمجھتے ہیں تو میدان عمل میں تشریف لایئے اور باطل کو گھر ک

پہنچایئے ان لوگوں یعنی فریق ثانی کو آپ باطل ثابت کریں

اگر وہ حضرات راہ راست پر آگئے تو فھو المراد ورنہ آپ دیکھیں گے کہ قوم ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرتی ہے اور کیسے انکی باطل نواز کتب ضبط نہیں ہوتیں بشرطیکہ آپ لوگ مجلس علمیہ کے ذریعہ یا آقائے حکیم محسن مدظلہ العالی کی طرف راجع ہو کر ان سے ان کا بطلان ثابت کریں۔

آخر میں آپ نے اپنے ارسال کردہ رسالہ کے متعلق بندہ کو اپنے تاثرات کی اطلاع دینے کا حکم دیا ہے جہاں تک کمترین نے آپ کے رسالہ کے مطالعہ سے نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جناب نے کافی حد تک مبالغہ سے کام لیا ہے کیونکہ جو مطالب آپ نے کتاب اصول الشریعہ کے اخذ کیے ہیں انکا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے انکے رسالہ سواء السبیل (جسکا آپ نے اپنے اس رسالہ میں ذکر کیا) اور انکی تحریک اصلاح مجلس کے خلاف انتقامی کاروائی کرنے کے لئے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے تو بے جانہ ہوگا۔

اگر آپ اپنے ضمیر سے مخاطب ہو کر سوال کریں کہ جو مطالب میں نے اس رسالہ میں تحریر کیے ہیں کیا واقعی وہی مطالب کتاب اصول الشریعہ سے اخذ ہوتے ہیں ؟ تو یقیناً آپکا ضمیر آپ کو نفی میں جواب دیگا کیونکہ جو عالم قوم شیعہ کی نظروں میں مبلغ اعظم ہو اس سے یہ توقع کرنا بعید از قیاس ہے کہ وہ کتاب مذکورہ اردو کے صحیح مطالب سمجھنے سے قاصر رہا ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ آپ نے دانستہ طور پر غلط پہلو اختیار کیا ہے تو یہ بات آپ کے پیش کردہ دعویٰ و ما ارید الا الاصلاح کے منافی ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اصلاح کے خواہاں ہیں مگر کسی غلط فہمی کا شکار ہیں

آپ نے اپنے رسالہ کے ص ۲۶ پر لکھا ہے کہ حوالے نقل کرنے میں (اصول الشریعہ) میں قطع و برید سے اور خیانت سے کام لیا گیا ہے۔اس لئے بھی مجلس علمیہ کا انعقاد لازمی ہے تا کہ آپ مفصل حوالہ جات پیش کرکے ان کا بطلان ثابت کریں۔آپ ص ۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اگر

<u>اگر مولوی محمد حسین صاحب قبلہ فتنہ تفضیل کو ہوا نہ دیتے اور آل محمد علیہم السلام کی شان میں تقصیر نہ کرتے تو مرجع خلائق ہوتے اور مدرسہ محمدیہ پاکستان کا مرکزی مدرسہ ہوتا</u>

<u>آخر حق بات زبان پر آہی گئی حضور کی تحریر سے واضح طور پر عیاں ہوتا ہے کہ آپ</u> علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کو اتنا جید عالم فاضل اور مجتہد سمجھتے ہیں کہ وہ مرجع خلائق ہونے کی پوری اہلیت رکھتے ہیں۔اور

حضور بھی خلائق میں شمار ہیں۔ تاکہ مرجع خلائق! اور حضور بھی نزاعی اور اختلافی مسائل میں انکی طرف راجع ہوتے مگر انکو یہ درجہ صرف اس لئے حاصل نہ ہو سکا کہ انہوں نے اعتقادیہ حضرت شیخ صدوق کی مکمل اور واضح شرح قرآن وحدیث اور تحقیقات علمائے متقدمین کی روشنی میں فرمادی جو آپ لوگوں کے مزاج تقاریر اور مواعظ سے مختلف معلوم ہوئی اور اس طرح ایک محاذ قائم ہو گیا اگر حقیقت اور انصاف کو بروئے کار لایا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور آشکار ہو جاتی ہے کہ اگر وہ حضرت دنیا طلب ہوتے تو آپ لوگوں کی ہاں میں ہاں ملاتے اور آپ لوگوں کے پرچار سے مرجع خلائق بن کر دولت میں خوب ہاتھ رنگتے۔ مگر اس بات کے خلاف جھوٹی شہرت اور مردود دنیا کو لات مار کر حقائق کا اظہار فرمادیا اور اپنے خلاف کفر وارتداد کے فتویٰ کی بھی پرواہ نہ کی اور لاطاعت للمخلوق فی معصیت الخالق پر عمل پیرا ہوئے جن لوگوں نے آپ لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائی چاہے وہ ناخواندہ اور جاہل ہی کیوں نہ ہوں آپ نے ان کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیئے اور جو آپ کے مزاج گرامی کے خلاف ہوں چاہے عالم ازل ہوں مرقع انسانیت ہوں مرجع خلائق ہو نیکی اہلیت بدرجہ اتم رکھتے ہوں، مجتہدین عظام کی دعائیں انکے حق میں گونج رہی ہوں انکو وہابی اور مقصر کا نام دیکر انظار خلائق میں گرانے کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا افسوس بر حال قوم حالانکہ ہمیں حکم تو یہ ہے کہ جو حضرات آئمہ علیہم السلام کا محب اور دوست ہو چاہے آپ کے باپ کا قاتل ہو مگر اسکو اپنا دوست بنا کر رکھو اور جو ہمارا دشمن ہو چاہے آپ کے باپ کا بیٹا کیوں نہ ہو اسکو اپنا دشمن سمجھو۔ ہماری کسی سے دوستی یا دشمنی تو صرف محبت آئمہ علیہم السلام کے ماتحت ہونی چاہیے نہ کہ اپنی مرضی پر علامہ محمد حسین صاحب وغیرہ تو بقول آپکے حکومت سعودی عرب کے ایجنٹ ہیں اور انکی طرف سے وہابیت پھیلانے پر مامور اور اجیر ہیں۔ کیا مرجع اکبر تقلید شیعیان جہاں سرکار آیت اللہ السید محسن الحکیم قبلہ مدظلہ العالی علی رؤس المومنین کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے؟ سرکار استاذ العلماء حضرت مولانا محمد باقر صاحب مجتہد قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے متعلق حضور کا خیال مبارک کیا ہے۔؟ انہوں نے انکی کتاب مستطاب احسن الفوائد کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ "اس کتاب سے میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے" حالانکہ حضرت خود، بحر العلوم تھے اللہ اکبر! مجاہد ملت ضیغم پاکستان مناظر بے بدل حضرت مولانا مرزا احمد علی صاحب قبلہ جنہوں نے قبلہ محمد حسین صاحب کو دُرِّ بے بہا اور مدرسہ محمدیہ کو سرتاج المدارس لکھا ہے اور کتاب احسن الفوائد کے متعلق لکھا ہے کہ ایسی ضخیم شرح ایک ہزار سال میں نہیں لکھی گئی ان حضرات کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ مولانا سید کاظم رضا صاحب جعفری، حضرت علامہ السید محمد یار شاہ صاحب قبلہ اد

ملت والدین حضرت سید امداد حسین صاحب کاظمی، شمس الواعظین ادیب اعظم حضرت مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی (جو تقریباً دوصد ۲۰۰ کتب کے مصنف بھی ہیں) اور دیگر انکے ہم عقیدہ علمائے کرام کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟

حضرات بھی حکومت سعودی عرب کے اجارہ دار اور وہابیت پھیلانے میں ایجنٹ ہیں؟ یا غلام اللہ وہابی کے شاگرد ہیں؟ یا سابقہ واعظین وذاکرین کیخلاف حسد کا شکار ہیں؟ کیا آپ سے یا آپ کے ہم خیال علمائے کرام سے علم میں کم ہیں؟ یا آپ لوگوں جیسا فہم وادراک نہیں رکھتے؟ کیا حضرت سرکار علامہ محمد باقر مجلسیؒ جیسے مجتہدین عظام اور علمائے کرام بھی اس موذی مرض کا شکار ہی رہے ہیں؟۔

(نعوذ باللہ۔ استغفر اللہ۔ عیاذاً باللہ)

اگر خدانخواستہ یہ تمام حضرات علماء کرام مذہب شیعہ کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں تو پھر آپکے مذہب کا خدا حافظ! سچ ہے اس حالت ابتر میں قوم شیعہ کے سادہ لوح اور سیدھے سادے مومن کہاں جائیں؟ جہاں ئیں وہیں علمائے کرام پر سب وشتم کی بارش ہے۔ اگر قبلہ محمد حسین صاحب نے ذرا سخت کلامی سے کام لیا ہے تو آپ لوگ بھی ذاکرین حضرات کے ذریعہ مجالس میں روزانہ ان پر غیظ وغضب اور سب وشتم کا اظہار فرماتے ہیں۔ جو فریقین کے لئے تباہ کن ہے ان حالات کو مدنظر رکھ کر برائے خدا اپنا محاسبہ کیجئے اور اپنے نظریات پر نظر ثانی فرمایئے شاید کہیں مدح اہلبیتؑ کی بجائے قدح اہلبیتؑ تو نہیں کر رہے۔ ثواب کے امیدوار ہو کر عذاب ابدی کے مستحق تو نہیں ہو رہے یوم الحساب قریب ہے زندگی کا بھروسہ نہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ) سرکار قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ ہمیں اپنے سایہ عاطفت میں لینے کی بجائے اپنی زہر آلود تلوار سے واصل جہنم کریں (استغفر اللہ ربی واتوب الیہ) کیونکہ آپکو معلوم ہے کہ حضور اپنے نام لیواؤں کے کردار بد پر روزانہ اشک باری فرماتے ہیں کیا آپ کو علم نہیں کہ راگ اور غنا حرام ہے؟ حتیٰ کہ راگ میں قرآن مجید اور فضائل اہلبیت علیہم السلام پڑھنا بھی حرام ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فیس طے کر کے مجالس پڑھنا ثواب کو ضائع کر دیتا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ مجالس عزا میں ذاکرین حضرات کا بناؤ سنگار کر کے مجالس پڑھنا موجب گناہ ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں مجالس عزا میں من گھڑت اور اہل بیتؑ کی توہین آمیز اور غلط واقعات پڑھنا گناہ کبیرہ ہے؟ کیا یہ تمام باتیں بعض واعظین وذاکرین میں نہیں پائی جاتیں؟ کیا یہ تمیں خودی طور پر اصلاح طلب نہیں ہیں؟ اگر یہ سب کچھ درست ہے تو پھر اصلاح مجالس کے کوشاں علماء

کرام کو سابقہ واعظین وذاکرین کے خلاف حسد کا شکار ہیں کہنا چہ معنی دارد؟

یہ ہیں آپکے تحریر کردہ رسالہ کے اور ارسال کردہ خط کے تاثرات جنہوں نے بندہ کو اتنا لکھنے پر مجبور کیا۔ ورنہ اگر آپکا رسالہ موصول نہ ہوتا تو شاید یہ درہائے سربستہ نہ کھلتے اور بندہ اتنا دل برداشتہ نہ ہوتا افسوس اس بات کا ہے کہ دعویٰ تو ومااریدالا الاصلاح کا ہے مگر علمی مذاکرات سے نفرت ہے اتنا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ فریقین میں سے تمام علمائے کرام غیر معصوم ہیں لغزش عین ممکن ہے مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جائے اور الزامات تراشی کی جائے حالانکہ یہ بات فریقین کیلئے موجب تباہی ہے اس سے اجتناب لازمی ہے آپس میں علمائے کرام بیٹھ کر ایک دوسرے کی غلطی کی نشاندہی کریں۔ اس طرح فریقین اپنی غلطی کو دیانتداری سے تسلیم کریں اور اسکے ازالہ کی کوشش کریں اسکے بعد تمام علمائے کرام متحدہ طور پر اصلاح قوم میں کما حقہ حصہ لیں۔ اور اپنے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں مشغول ہو جائیں ورنہ اس باہمی چپقلش کا لازمی نتیجہ پوری قوم وملت کی تباہی و بربادی ہے

جس طرح فریق ثانی کے تمام علمائے کرام خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیالات کیلئے تیار ہیں آپ لوگ کیوں تیار نہیں ہوتے؟ کیوں علمی مذاکرات کی بجائے کھلے عام مناظرہ کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اسکے برے نتائج سے بندہ کی نسبت حضور زیادہ واقف ہیں

یہی وجہ ہے کہ جس نے بندہ کو اتنا لکھنے پر مجبور کر دیا ورنہ بندہ علمائے کرام کی کفش برداری کو فخر سمجھتا ہے۔ آخر میں ایک شبہہ کا ازالہ کئے دیتا ہوں۔ شاید حضور کو شبہ لاحق ہو کہ یہ تحریک بھی جناب بشیر حسین صاحب بخاری کی تحریک کی نقل ہے کیونکہ کافی حد تک دونوں تحریکوں کے مقاصد اور پروگرام مطابقت رکھتے ہیں اور شاید آپ سمجھیں کہ قبلہ محمد حسین صاحب کی ہمنشینی اور صحبت اور مواعظ کا اثر ہے۔ جیسے آپ نے بشیر حسین صاحب بخاری کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں میرا یہ بیان حلفی کافی ووافی ہے کہ یہ بندہ عاصی و ناچیز حلفیہ کہتا ہے کہ اگر ان دونوں تحریکوں میں کوئی مماثلت ہے تو وہ محض اتفاقی اور قدرتی ہے (یہ ہماری تحریک کے خالص اور صحیح ہونے کی دلیل ہے) قسم ہے اس پروردگار عالم کی جس نے حضرت محمد صلعم کو مبعوث بہ رسالت کیا اور آئمہ اثناعشر کو کل مخلوقات کا ہادی، پیشوا اور رہبر بنا کر بھیجا کہ مورخہ ۱۳/۱۱/۶۹ تک بندہ مکری بشیر حسین بخاری صاحب کی تحریک سے کلیتاً بے خبر تھا موجودہ تحریک اس بندہ اور دیگر اراکین انجمن کے خیالات کی پیداوار ہے جو حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر چلائی گئی ہے

جیسا کہ حضور کو انجمن کی طرف سے پہلا خط ارسال کیا گیا تھا ویسے ہی حرف بحرف خطوط تمام علماء کرام کو روانہ کیے گئے تھے اسکے جوابی خط میں پہلے علامہ حسین بخش صاحب قبلہ نے اس تحریک کا تذکرہ فرمایا اور رسالہ ایک مخلصانہ تحریک اور اسکا انجام سرگودھا سے منگوا کر پڑھنے کا مشورہ دیا۔ مورخہ ۱۸/۱۱/۶۹ کو علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کا جوابی خط بمعہ رسالہ مذکورہ موصول ہوا۔ جب اسکو پڑھا تو اتفاقاً ہماری موجودہ تحریک کے تقریباً مطابق تھا۔ یہ محض اتفاقی امر ہے باقی رہا قبلہ محمد حسین صاحب کی ہمنشینی اور مواعظ کا اثر تو اسکے متعلق بھی اسی خدائے واحد کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ آج مورخہ ۲۶/۱۲/۶۹ تک نہ علامہ صاحب کی صورت مبارکہ کی زیارت ہوئی ہے اور نہ انکی زبانی مجلس ان گنہگار کانوں سے سنی ہے میں نہیں جانتا کہ ان کا حلیہ مبارک کیسا ہے؟ اس بات میں شاید تقریباً ہماری انجمن کے تمام اراکین شامل ہونگے (واللہ اعلم بالصواب) میں حلفیہ کہتا ہوں کہ ۱۳/۱۱/۶۹ سے پہلے میں نے علامہ صاحب سے دینی یا دنیوی کسی قسم کی خط و کتابت بھی نہیں کی۔ جس سے یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ علامہ صاحب بھی بندہ سے قطعی ناواقف ہونگے یہ تحریر محض فریقین کی کتب کے مطالعہ اور اس تحریک کے ذریعے خط و کتابت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ہر انسان حق بات کہنے پر مجبور ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا ضمیر زندہ ہو۔ امید ہے کہ اس حلفیہ بیان سے آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی۔

اب بندہ نہایت عاجزانہ طور پر ملتجی ہے کہ ہماری اس پرخلوص آرزو کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے میدان عمل میں تشریف لائیں اور مجلس علمیہ کے ذریعے خوشگوار ماحول میں علمی گفتگو کریں۔ ایک مرکز پر قائم ہوکر احسان برقوم کریں۔ کیونکہ اسوقت تمام تر ذمہ داری فریق اول پر عائد ہوتی ہے۔ فریق ثانی چاہے غلطی پر ہو اس وقت بری الذمہ ہے کیونکہ وہ علمی مذاکرات کیلئے تیار ہیں خدا کیلئے اپنے دعویٰ و ما ارید الا الاصلاح پر عمل پیرا ہوں ورنہ قوم کی گمراہی اور غلط راہ روی کی تمام تر ذمہ داری آپ لوگوں پر عائد ہوگی اور ہم لوگ آپ کے اور آپکے ہم خیال علماء کرام کے دامن گیر ہو کر بارگاہ خداوند قہار و جبار میں فریادی ہونگے کہ ہم نے ان علماء کرام کو بار بار اصلاح احوال کی دعوت دی تھی مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور قوم تباہ و برباد ہو کر رہ گئی

آخر میں خدائے قدوس کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ ذات بطفیل چہاردہ معصومین علیہم السلام ہماری اس حقیر خدمت کو منظور فرمائے۔ آمین۔ اور تحریک کو کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین یا رب

العالمین۔ بحق آل طہ و یٰس۔ نیز بندہ حضور سے اور دیگر علمائے کرام سے دلی طور پر معافی کا خواستگار ہے۔ کیونکہ یہ سخت الفاظ دشمنی پر مبنی نہیں بلکہ جلے ہوئے دل کو پھپھولے ہیں کیا کروں فریقین کے علمائے کرام کے حق میں عوام الناس سے بیہودہ اور فحش گالیاں سننا برداشت نہیں کرسکتا۔ امید ہے کہ اس مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ رنجش محسوس نہ فرمائینگے اور مجلس علیہ کے انعقاد کا جلد ہی اعلان فرما کر مشکور فرمائینگے۔ اس خط کا جواب فوری طور پر ارسال فرما دیں تا کہ زیادہ دیر انتظار کی زحمت گوارا نہ کرنی پڑے خط ملتے ہی جواب تحریر فرمائیے۔

والسلام

خاکپائے علمائے کرام

محمد بشیر خان جعفری عفی عنہ

صاحبان بصیرت کے لیے نمسی صاحب کے اس خط میں کشف حقائق کی خاطر بہت کچھ مواد موجود ہے جسے ہم نے بلا تبصرہ من وعن قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے

اس تحریک کی ظاہری ناکامی کے بعد آیۃ... **محمد حسین نجفی** صاحب نے نمسی صاحب کو اس قسم کی تجاویز پر مشتمل خط لکھا کہ

"بہر حال اس فتنہ کو مٹانے اور اصلاح احوال کرنے کے لئے آپ نے جو بھرپور مخلصانہ کوشش کی ہے آپ بطفیل سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام بارگاہ رب العزت سے ضرور اسکی جزا ملے گی۔ اب آپکی ذمہ داری ہوگئی ماسوا اسکے کہ ان حقائق کو زیادہ سے زیادہ پبلک تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس تمام خط و کتابت کو سابقہ مخلصانہ تحریک کی طرح من وعن قوم کے سامنے پیش کر دیا جائے"۔ (۱۴/۱/۷۰ یہ خط باب المراسلات میں موجود ہے)

نمسی صاحب کی تحریک اور خطوط کے بعد قارئین پر کافی حد تک بات روشن ہو چکی ہوگی۔ مزید وضاحت کے لئے اس دور کی دیگر تحریکوں کی فعالیت کیطرف بھی قارئین کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں تا کہ حقیقت حال مزید روشن ہوسکے۔

آل پاکستان شیعہ انقلابی محاذ

بظاہر اگرچہ یہ تحریکیں عملی طور پر ناکام ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تحریکوں نے اپنا اثر

عایا ہے ان تحریکوں سے قبل شیخیت کے خلاف پمفلٹ بازی بھی بہت ہو چکی تھی اور علامہ محمد حسین نجفی مدظلہ نے اسی اثناء میں دو پمفلٹ بنام " مفارقات الشیعہ والشیخیہ " اور " عقائد الشیعہ " لکھ کر شائع بھی کیے

ان پمفلٹوں کی تشہیر اور دیگر کارہائے مہمہ کو شیخیت کے خلاف انجام دینے کے لئے اندرون موچی دروازہ لاہور سے ایک محاذ قائم ہو گیا جس کا نام انہوں نے آل پاکستان شیعہ انقلابی محاذ رکھا۔ اس انقلاب کے اساسی رکن طاہر حسین بٹ، علامہ نجفی کو ان الفاظ میں نامہ تحریر فرماتے ہیں

مت اقدس جناب صدر موتمر علماء شیعہ پاکستان جناب مولانا محمد حسین صاحب قبلہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اور احباب نے موتمر علماء شیعہ پاکستان جس مقصد کیلئے قائم کی ہے اللہ تعالیٰ آپکو اس میں کامیاب فرمائے اس دور میں ایسی تنظیم کا بننا وقت کی آواز تھی جو آپ نے پوری کر دی اور فرقہ شیعہ کے بارے میں جو آپ نے دو پمفلٹ بنام مفارقات الشیعہ و الشیخیہ اور عقائد الشیعہ لکھ کر قوم شیعہ اور مذہب حقہ اثنا عشریہ کی بہت بھاری خدمت کی ہے خداوند کریم دنیا و آخرت میں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے ہم بھی محاذ ہذا کی طرف سے عنقریب مذکورہ باطلہ فرقہ سے متعلق ایک بہت بڑا اشتہار شائع کر رہے ہیں جو مولوی محمد اسماعیل دیوبندی کے اجلاس سے پہلے لائل پور (فیصل آباد) اور دیگر شہروں میں مومنین کو (عبارت مٹی ہوئی ہے) شیخیہ میں داخل کرنے کی سازش جو مولوی محمد اسماعیل کر رہا ہے اسے آگاہ کرنے کے لئے چسپاں کیا جائے گا آدم برسر مطلب ہمیں آپ کے چند پمفلٹ جناب صادق علی شاہ صاحب نجفی خطیب جامع مسجد گلبرگ لاہور اور مولانا صفدر حسین صاحب نجفی پرنسپل جامعۃ المنتظر سے ملے تھے۔ مومنین لاہور برابر ہم سے مانگ رہے ہیں۔ لہذا برائے مہربانی آپ یہ مذکورہ دونوں پمفلٹ جتنی تعداد میں زیادہ سے زیادہ ارسال کر سکیں مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون نوازش ہو گی۔ ہم عنقریب مومنین لاہور کو فرقہ شیخیہ باطلہ کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے محاذ ہذا کے اہتمام جلسہ بھی منعقد کر رہے ہیں۔ جس کی تاریخ و جگہ کا اعلان عنقریب کیا جائے گا۔ اطلاع دیجئے گا کہ آپ بھی اس میں شمولیت فرما کر مومنین لاہور کو مذکورہ فرقہ کے باطل عقائد سے آگاہ فرمائیں گے

فقط

خادم طاہر حسین بٹ رکن شیعہ انقلابی محاذ پاکستان لاہور

(اس خط کا عکس ملاحظہ فرمائیں)

قارئین محترم آپ نے مولانا محمد اسماعیل مرحوم کے جلسے کے بارے میں انکی اپنی تحریر سے آگاہی پہلے سے

حاصل کرلی ہے جسمیں جلسے کے اشتہار کی پیشانی پر سید امجد رشتی اور شیخ احمد احسائی کے نام لکھے ہوئے تھے مومنین پاکستان کو اسی جلسے کی سازش سے مومنین لاہور نے آگاہ کیا خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس محاذ کے ذریعہ سے بہت بڑے فتنہ سے مومنین کو آگاہ کیا۔ کاش آج بھی ایسے مومن پیدا ہوتے اور غالیوں جمن شاہیوں، انحرافی تقریریں کرنے والوں کی سازشوں سے مومنین کو آگاہ کرتے اگرچہ کافی حد تک بات روشن ہو چکی ہے اور اگر اب بھی کوئی اندھیرے میں رہے اور حق وحقیقت کو نہ سمجھ سکے تو اسکی قسمت لیکن پھر بھی مزید حقائق معلوم کرنے کیلئے یہ بھی پڑھیں۔

حق کی فتح شیخیت کے مبلغین کا شیخیت سے اعلان برائت

بالآخر علماء حق کی شب و روز کی محنتوں اور مخلص مومنین کی کوششوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ باطل کے طرف داروں کو اب منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تھی ایک دوسرے پر کیچڑ اور گندگی اچھال رہے تھے اور علمائے حق کی للکار کے سامنے دم دبائے بھاگ رہے تھے اور جگہ جگہ شیخیت سے برائت کا اعلان کر رہے تھے ۔ اسکی کچھ اور جھلکیاں مولانا حسین عارف نقوی کی کتاب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان اور ماہ نامہ دقائق اسلام نومبر ۱۹۹۹ء بعنوان انکشاف حقیقت از قلم سید ممتاز حسین نقوی آف ہیڑ ھ، سیالکوٹ میں دیکھی جا سکتی ہیں ہم یہاں پر مولانا بشیر انصاری صاحب کا خط کہ جو انہوں نے جناب سعادت مآب سید ممتاز حسین شاہ کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا یہاں درج کرتے ہیں۔

جناب مستطاب سعادت مآب سید ممتاز حسین شاہ صاحب دامت اقبالکم

سلام جمیل

مکتوب گرامی پیش نگاہ ہے آپکی دعاؤں کا متشکر ہوں اب الحمدللہ زخم مندمل ہو رہے ہیں۔ ٹیکوں کا کورس ختم ہو گیا ہے دعاؤں کا متمنی ہوں میں فرقہ شیخیہ سے برأت کا اظہار قومی اخبارات میں کر چکا ہوں۔ میں نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اس کی حمایت سے شدت کے ساتھ رد کا تھا جس کا جواب انہوں نے ایک پمفلٹ میں دیا جو میرے نام کے ساتھ میرے خط کا جواب ہے۔ اس کے آخری صفحہ میں میرے خط کا مضمون قبول کرلیا ہے۔ میں نے اب اسی ہفتے ایک بیان دیا ہے

جس میں صاف طور پر فرقہ شیخیہ سے اظہار بیزاری کیا گیا ہے جبکہ ہم نے فرقہ اثنا عشریہ کو حق تسلیم کرلیا ہے تو اس کے علاوہ تمام فرقوں سے برائت ضروری ہے میں نے مولانا حسین بخش صاحب کو لکھا تھا کہ وہ مولا

سے اظہار برائت کرالیں جس کا جواب مندرجہ ذیل جھنگ سے وصول ہوا محررہ (۱۰۱/۱۱/۷۵)

میں کوشش کروں گا کہ مولانا محمد اسماعیل مکمل طور پر شیخیت سے دستبردار ہو جائیں تا کہ یہ فتنہ ڈھکو کی ترویج کا باعث نہ بننے پائے۔ مجھے ابھی تک عقائد شیخ وسید کی مطبوعہ کتاب نہیں ملی انتہائی کوشش کر رہا ہوں تا کہ مطالعہ کے بعد استدلالی بیان دے سکوں آپ نے مولانا محمد حسین صاحب اور میرے درمیان گفتگو مسئلہ نوع پر تجویز پیش کی ہے مجھے اس میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ اگر وہ پہلے ہی مجھ سے گفتگو کر لیتے تو یہ فتنہ ختم ہو گیا ہوتا۔ انہوں نے اپنی کتب میں جا بجا اس کا اظہار کیا ہے کہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کی خلقت اولیہ روحانیہ و نورانیہ تمام کائنات و مخلوقات سے اول ہے۔ جبکہ کوئی شئی مرحلہ وجود میں نہیں آئی تھی نہ عرش کرسی نہ لوح نہ قلم نہ آسمان نہ زمین نہ آدم نہ حوا وغیرہ اس اقرار و اظہار کے بعد نوع جداگانہ خود بخود قہراً ثابت ہے اگر تسلیم کر لیں تو میں گلے لگانے کو تیار ہوں۔ کیوں کہ باقی مسائل اسی پر متفرع ہیں مولانا حسین بخش نے جو اعتقادیہ شائع کیا ہے مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے۔

قارئین کرام اس نامہ کا عکس آپ باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں

یہاں پر ہم جناب سید ممتاز حسین شاہ صاحب کی تحریر سے جو انہوں نے دقائق الاسلام کے مذکورہ شمارہ میں لکھی ہے کا ایک اقتباس یہاں نقل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ

مولانا سید آغا مہدی صاحب مرحوم لکھنوی بھائی میگزین کراچی کالم سطر ۵ مئی ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں لکھتے ہیں کہ

ایک طبقہ اثنا عشری کا دعویدار ہو کر شیعی نظریہ کے خلاف مولوی محمد حسین ڈھکو کی رد پر تلا ہوا ہے یکھنے والے یہ سمجھیں کہ یقیناً ہمارا جوشیلا شیعہ ہے مگر تحریروں کے پس منظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ سید کاظم رشتی اور انکے استاد شیخ احمد احسائی سے ان کے زمانے کے تمام علماء بیزار تھے جو طبقہ اس وقت لاتعداد مرتبہ اپنے شیعہ ہونے کا ثبوت دے کر رشتی اور احسائی کو آیۃ اللہ العظمیٰ کہتا ہے اور اپنی شیعیت اور جوش مذہبی کے اثبات میں علامہ محمد حسین ڈھکو کی رد پر تلا ہوا ہے وہ اس عقیدہ کی استقامت کا ثبوت پختہ او رشیعیت پر دلیل قوی نہیں ہو سکتا ملک میں آئے دن ایسے واقعات ہوا کرتے ہیں کہ قاتل خود رپورٹ کرتا ہے قتل کر کے مقتول کے دفن کفن میں عملاً حصہ لیتا ہے مقدمہ قتل کی پیروی کرتا ہے مگر مجسٹریٹ واقعات کھلنے پر اسے قاتل قرار دیتا ہے۔ میں پہلی فرصت میں اس جماعت کا پہلا سیاسی نامہ رشتی

اور احسائی کی غیر مقدس روحوں کی خدمتیں دیکھ کر طے کر چکا تھا کہ مدح خوان کون ہے)

(شیعہ اخبارات)

اس ضمن میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس زمانے میں چند شیعہ اخبارات نے بھی خوب اثر دکھایا تھا چنانچہ اخبار رضا کار جو تقریباً علماء حق کے بیانات نشر کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے دوسرے گروپ کے علماء اسے وہابی افکار کا ناشر اخبار کے عنوان سے یاد کرتے تھے (حوالہ کے لئے ضمیر الحسن صاحب کی کتاب انتباہ المومنین کی طرف رجوع فرمائیں)

اور اخبار در نجف نسبتاً شیخی مبلغین کی گرفت میں آ گیا تھا۔

اخبار در نجف کے حوالہ سے شیخی مبلغ کاظم علی رسا، علوی صاحب کو تحریر کرتے ہیں جس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ (مولانا بشیر انصاری۔ مولوی اسماعیل صاحب کے ساتھ رہ کر جو وقت مولوی بشیر صاحب صرف کرتے تھے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اخبار در نجف کی اعانت کروں تاکہ وہ رضا کار کے مقابلہ پر ہمارا ساتھ دے چنانچہ فوراً سو روپیہ کے دس خریدار بنا کر چندہ بھیج دیا گیا اور ان سے پوچھا کہ اخبار کو پابندی کے ساتھ نکالنے کے لئے انہیں کس قدر مالی امداد کی ضرورت ہے۔ انہوں نے جواباً لکھا کہ ۳۵۰ روپے ماہوار مہیا کرنے کا مولوی بشیر صاحب نے وعدہ کیا تھا، لیکن وہ خاموش ہو گئے۔ آپ اگر امداد کر سکتے ہیں تو میں اخبار پابندی سے نکالنے کا وعدہ کرتا ہوں اس دوران میں مولوی بشیر صاحب نے اسماعیل صاحب کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جس کی بنا پر میں نے در نجف سے پوچھا کہ اگر وہ حق (یعنی شیخیت) کا ساتھ دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے اور اسماعیل صاحب کے مضامین پابندی سے شائع کرتے رہیں گے تو میں مطلوبہ رقم بھیج سکتا ہوں......الخ

(اس خط کا عکس باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں)

فصل دوم

﴿بمقام جھنگ شیعہ علماء کا باہمی معاہدہ﴾

بالآخر خدا خدا کر کے چند دردِ دل رکھنے والے مخلص وخداترس علماء کرام نے دونوں گروپ کے علماء کو جمع کرنے کی کوشش کی جو بحمد اللہ کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اس معاہدہ کی کارکردگی کا سہرا محسن ملت حضرت علامہ السید صفدر حسین نجفی مرحوم اور جناب مولانا شبیر الحسنین محمدی صاحب مرحوم کے سر ہے اس معاہدہ کی تحریر اس طرح ہے۔

۲۰ مئی ۱۹۷۶ء کو جھنگ شہر میں افہام وتفہیم کے بعد شیعہ علماء کا حسب ذیل معاہدہ پر اتفاق ہوا۔ شق نمبر ۳ اس معاہدہ کا اہم ترین نکتہ ہے۔ یعنی اختلاف صرف تعبیر میں ہے حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں

عالیجناب مولانا سید صفدر حسین صاحب کی تحریک اور عالیجناب مولانا شبیر الحسنین صاحب محمدی کی تائید کے مطابق بالاتفاق آراء طے کیا گیا کہ

(۱): تمام شیعہ علماء کرام آج کے بعد مذہبی اور قومی امور میں متحد ومتفق ہو کر باہمی تعاون فرمائیں گے۔

(۲) ایک دوسرے کے خلاف تحریر وتقریر کے ذریعے کسی قسم کا پروپیگنڈا نہیں کریں گے۔

(۳) اگر بعض نظریات کی تعبیر میں کچھ باہمی اختلاف ہے تو اس کو صرف مثبت اور مہذب پیرائے میں پیش کریں گے۔

(۴) اس معاہدہ کے بعد اگر بعض اختلافی امور کے متعلق طرفین کوئی باہمی گفتگو کرنا چاہیں گے تو دوستانہ اور علمی سطح پر کر سکیں گے۔

(۵) آج کے بعد سے باہمی دوستانہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری کر دیں گے اور اسے جاری رکھیں گے اور ایسے مواقع ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ انشاء اللہ

۲۰ مئی ۱۹۷۶ء اس معاہدہ پر حسب ذیل علماء کرام نے دستخط ثبت فرمائے تھے

(۱)۔ مولانا سید محمد عارف صاحب آف لاہور

(۲)۔ مولانا محمد بشیر صاحب آف ٹیکسلا

(۳)۔ مولانا سید صفدر حسین صاحب (۴) مولانا شبیہ الحسنین محمدی

(۵)۔ مولانا اختر عباس صاحب کوٹ ادو (۶) مولانا محمد حسین ڈھکو آف سرگودھا

(۷)۔ مولانا مرزا یوسف حسین صاحب لاہور

(۸)۔ مولانا ملک اعجاز حسین خوشاب

(۹)۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب لائل پور

(۱۰)۔ مولانا آغا سید ضمیر الحسن صاحب احمد پور سیال

(۱۱)۔ مولانا الشیخ جواد حسین صاحب ہنگو

(۱۲)۔ مولانا کاظم حسین صاحب اثیر جاڑوی جامعہ حسینیہ جھنگ

(۱۳)۔ مولانا غلام قاسم خان صاحب کورائی دریا خان

(۱۴۔) مولانا حافظ سید ریاض حسین صاحب لاہور

(۱۵)۔ مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل لاہور

(۱۶)۔ مولانا تاج الدین حیدری صاحب گوجرانوالہ

(اس معاہدہ کا عکس باب المراسلات میں ملاحظہ فرمائیں)

اس صلح سے مولانا بشیر انصاری صاحب کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ جب یہ معاہدہ وصلحنامہ شائع ہوا تو انصاری صاحب شبیہ الحسنین محمدی سے ناراض ہو گئے اس بارے میں ہم محمدی صاحب رضوان کے اپنے الفاظ سے آپکو مطلع کرتے ہیں چنانچہ اس سلسلہ محمدی صاحب مرحوم لکھتے ہیں ,, جھنگ کی صلح سے مولانا انصاری کو بڑا نقصان پہنچا ہے اسلئے مجھ سے ناراض ہیں (کیوں کہ صلح کرانے میں محمدی صاحب پیش پیش تھے) بھلا مجھے کیا پتہ تھا کہ مولانا نے شیخیوں سے اندرونی روابط قائم کر رکھے ہیں اور صلح نامہ کی اشاعت ان کے زیاں مالی کا باعث ہوگی۔ مجھ سے فرمادیتے کہ اسے شائع نہ کرو مجھے نقصان ہوگا تو شائد میں نہ شائع کرتا۔ شیخیوں سے ناجائز رقم وصول کرنے کے مقابلہ میں مجھ سے جائز رقم وصول کر لیتے 12-1-1977 جب انصاری صاحب نے اخباری بیان دے کر شیخیت سے برائت کا

اعلان کر دیا اور مولوی اسماعیل صاحب بھی پیچھے ہٹنا شروع ہوئے تو ڈاکٹر کاظم علی رسا نے جو خط لکھا وہ کچھ اس طرح سے تھا

ڈاکٹر کاظم علی رسا کے خطوط کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

"بھائی جان کیا عرض کروں ان دونوں ایمان فروشوں (اسماعیل اور بشیر صاحبان) نے مجھے خواہ مخواہ ہی الجھا لیا اور میں علماء کرمان کے پاس روسیاہ ہو گیا۔ مولوی اسماعیل روپیہ کھاتے رہے اور منافقانہ انداز میں لڑاتے رہے۔ مجھے لکھتے رہے کہ مدرسہ میں شرح زیارت جامعہ اور الفطرہ السلیمہ درس میں داخل کر دی گئی ہیں۔ ادھر سے روپیہ کھایا اور مجھے بے وقوف بنایا اظہار بیزاری فرما رہے ہیں وہ ایمان فروش فاتح انصاری صاحب انہوں نے بھی اقرار کیا تھا کہ وہ آقائے شیخ کی شرح زیارت جامعہ سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔"

فصل سوم

اس معاہدہ کی نظم کی صورت میں منظر کشی

اس معاہدہ سے قبل کی صورتحال کا نقشہ جناب سید محمد علی شاہ صاحب بخاری آف فروکہ ضلع سرگودھا نے بہت عمدہ پیرائے میں شاعری کے انداز میں کھینچا تھا جسے ہم قارئین محترم کی جلا ایمانی اور انکی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

علماء کرام کی باہمی چپقلش سے قومی زبوں حالی

وہ بارہ سالوں کی تلخیوں سے — وہ نخوتوں سے کدورتوں سے
نفاق ملت میں پڑ چکا تھا — فراق ملت میں پڑ چکا تھا
خطیب ملت کو کوستے تھے — ادیب ملت کو کوستے تھے
نہ فکرِ ملت تھا عالموں کو — نہ درد ملت تھا عاملوں کو
نہ کوئی مرکز تھا قومیت کا — ہر ایک پجاری تھا مادیت کا
نفاق ملت کو کھا رہا تھا — مفاد دشمن ابھار رہا تھا
تھا کتنا تاریک اپنا ماضی — کہ جس میں ملت کی تھی تباہی
یہ قوم منزل سے ہٹ چکی تھی — فضول طبقوں میں بٹ چکی تھی
تھا ایک طبقہ غالیوں کا — تو دوسرا تھا وہابیوں کا
یا ایک طبقہ تھا مومنوں کا — تو دوسرا تھا مقصروں کا
غرض یہ دونوں عظیم طبقے — فضول بحثوں میں پڑ چکے تھے
انہی دو طبقوں کے واعظوں کا — بنا تھا محور مباحثوں کا
قرینہ بدلا تھا زندگی کا — شعور کس کو تھا آگہی کا
نہ شرف کوئی تھا سادگی کا — نہ وصف کوئی تھا آدمی کا
نہ درد ملت رہا کسی کو — نہ خوف عقبیٰ کا تھا کسی کو
نہ کوئی کردار ذاکروں کا — نہ کوئی کردار واعظوں کا

کہیں سیاسی فریب کاری
خوشی سے بغلیں بجا رہی تھی
کہیں ڈرامے تھے نقویوں کے
کہیں بہانے تھے شمسیوں کے
کہیں تھے مشتاق لیڈری کے
کہیں تھے مجاور قلندری کے
ہوا بھیانک تھا یہ نظارہ
کہ ایک طوفان اٹھ رہا تھا
نظر نظر میں فریب دھوکا
نگر نگر میں فساد برپا
زباں زباں پر تبرا بازی
ادا ادا میں تھی حیلہ سازی
تھے مولوی اور خطیب ذاکر
بنے تھے ملت میں فتنہ پرور
نہ کوئی منزل نہ کوئی رہبر
نہ کوئی مرکز نہ قومی لیڈر
کوئی صدائے حسین بن کے
کوئی گدائے حسین بن کے
کوئی بشیر و نذیر ہو کے
تو کوئی شبر و شبیر ہو کے
کہیں مولانے فقیہ بن کے
کہیں پہ قومی ضمیر بن کے
متاعِ ملت کو لوٹتے تھے
لہو غریبوں کا چوستے تھے
نہ پریس تھا قومی کوئی ہمارا
نہ سیاست میں کوئی یارا
نہ کوئی تنظیم کارگر تھی
اگر تھی کوئی تو بے اثر تھی
غرض کہ ایسے میں قوم ساری
گڑھے میں ذلت کے جا رہی تھی

چند ہمدردانِ ملت کی عملی کوششیں

مگر تھے مومن خدا رسیدہ
ہے جن کا راسخ ہوا عقیدہ
ہیں مذہب و ملت سے پیار کرتے
ہیں دین پر جانیں نثار کرتے
انہیں یہ صورت نہ تھی گوارا
کہ قوم و ملت کو ہو خسارا
انہیں تھا مقصود قومیت کا
رہے ہمیشہ وقار اونچا
اٹھے وہ عزم و عمل کے پیکر
وہ مرد مومن عظیم لیڈر
تمام شیعہ اکابریں کو
تمام قومی مجاہدوں کو
تھا شہر جھنگ میں کیا اکٹھا
جہاں پہ ہونا تھا ایک جلسہ

کہ جسمیں علماء دین سارے   تھے پیار والفت میں مل کے بیٹھے
وہ دن مبارک تھا ۲۰ مئی کا   بڑا کٹھن دن تھا زندگی کا
غرض یہ وحدت نواز مجمع   سعید گھڑیوں کا منتظر تھا
طرح طرح کے خیال آئے   ہزاروں رنج وملال آئے
ہزاروں راہ میں رکاوٹیں تھیں   نفاق پرور منافقوں کی
تمام علمی مباحثوں کا   وہ اختلافی عقائدوں کا
جادلوں کا حقیقتوں کا   وہ قوم وملت کی عظمتوں کا
خلوص دل سے کیا گیا تھا   کمال فکر ونظر سے جائزہ

علماء دین کے روح پرور مناظر

سماں مبارک تھا روح پرور   زمیں معطر فضا معطر
تھیں نیک گھڑیاں سعید لمحے   برائے ملت مفید لمحے
تھے سارے دانشوران ملت   وہ جان ملت زبان ملت
ہزاروں مومن بھی راہنما بھی   سفینۂ ملتؑ کے ناخدا بھی
رئیس ملت، نواب ملت   کثیر عزت مآب ملت
کنارے جوئے چناب آئے   فضا نے خوشیوں سے گیت گائے
فلک نے شوق نگاہ سے دیکھا   قمر نے چہرہ چھپا کے دیکھا
وہ شہر جھنگ کی گلی گلی میں   گلوں گلوں میں کلی کلی میں
جلوس عشرت کا تھا تلاطم   خلوص والفت کا تھا تلاطم
نظر نظر سے چھلک رہے تھے   ہزار چشمے مسرتوں کے
دیار جھنگ کی حسین وادی   وہ رشک خلد برین وادی
نگارشوں کی امین وادی   بحسن زہرا جبین وادی
ترانے عشرت کے گا رہی تھی   نکھار اپنا دکھا رہی تھی
وہ کالی کالی حسین قبائیں   وہ شان صدق وصفا عبائیں

وہ نورِ ملت طراز شملے
جلال و عظمت نشانِ عمامے

تھے محوِ عشرت نگار بن کر
مثالِ فصلِ بہار بن کر

وہ کہکشاں کے حسین نظارے
وہ ننھے ننھے فلک کے تارے

بشوقِ شرکت مچل رہے تھے
ادائیں اپنی بدل رہے تھے

تھا عزمِ علم و عمل نمایاں
حسین تکلم بیاں فروزاں

مزاجِ محفل تھا یوں درخشاں
فلک پہ جیسے ماہِ تاباں

غرض کہ ایسا عظیم منظر
نہ دیکھا تھا میں نے زندگی بھر

سرور ملتا تھا زندگی کو
شعور ملتا تھا آگہی کو

علماء دین اور زعماء قوم

کہیں مولانا محمدی (۱) کی
عظیم کوشش کی عرق ریزی

کمال اپنا دکھا رہی تھی
جلال اپنا دکھا رہی تھی

جواں نوازش علی (۲) کی ہمت
نشاط بن کے برائے ملت

شمیم گل کی طرح فضا میں
غزل سرا تھی ادا ادا میں

کہیں پہ صفدر حسین نجفی (۳)
وجودِ ملت کا حسین نجفی

نجابتوں کے شرافتوں کے
عظیم لنگر سخاوتوں کے

جلال و عزم و عمل کے رستم
مثالِ کوہِ گراں مجسم

برنگ ساون کے بادلوں کے
خلوص بن کے برس رہے تھے

کہیں پہ قبلہ تھے مرتضیٰ (۴)
اپنی وہ جن کی ہر اک ادا مثالی

مزاج جن کا ہے لکھنویانہ
بیان جن کا ہے عالمانہ

نحیف پیکر مگر ارادہ
مثلِ ہمالیہ بلند و بالا

کمال شعلہ بیانیوں سے
نگارشوں سے عبارتوں سے

حسینیت کو ابھارتے تھے
یزیدیت کو پچھاڑتے تھے

جنابِ صادق علی معظم (۵)
شرافتوں کا بیاض محکم

تقدسوں کی کرن کرن سے　　مثال انجم چمک رہے تھے
کسی جگہ پر بشیر(۶) صاحب　　مجاہدوں کی نظیر صاحب
عظیم فاتح جو ٹیکسلا ہیں　　بلند ہمت و حوصلہ ہیں
نشاط محفل کا بانکپن تھے　　وجود ملت کا چلن تھے
وجود جن کا، ورود جن کا　　فضا میں لہرا دکھا رہا تھا
کہیں تھے محمد حسین ڈھکو(۷)　　جلال و عظمت کے دین ڈھکو
زمانے بھر میں ہے جن کا شہرہ　　صداقتوں کا شرافتوں کا
کمال علمی نگارشوں کا　　اہل اصولی مباحثوں کا
نوائے ملت کی جان بن کر　　وقار قومی کی شان بن کر
بساط محفل پہ جلوہ گر تھے　　نشاط و عشرت کی اک نوا تھے
کسی جگہ پر ضمیر نجفی(۸)　　مثال بدر منیر نجفی
فن خطابت کی جان ہو کر　　سیادتوں کی زبان ہو کر
سراپا حسن خلوص بن کے　　فروغ حسن جلوس بن کے
بصد مسرت و شادمانی　　بصد نوازش و مہربانی
عروس محفل بنے ہوئے تھے　　مزاج ملت سنوارتے تھے
جناب اختر عباس صاحب(۹)　　فروغ ملت کی آس صاحب
تھے وہ بیٹھے کسی جگہ پر　　نجابتوں کا وقار بن کر
وہ جن کی علمی بلندیوں کی　　ہوگئی ہے قائل یہ قوم ساری
بڑی دیانت سے دھیرے دھیرے　　چراغ وحدت جلا رہے تھے
کہیں تھے بیٹھے محمد عارف(۱۰)　　وہ مرد مومن سید عارف
بزرگ ہستی عظیم ہستی　　آثار ملت قدیم ہستی
جلال و عظمت کے آسمان پر　　چمک رہے تھے مثال اختر
کہیں پہ حافظ ریاض شاہ(۱۱) کی　　وہ مخلصانہ تھیں کوششیں بھی
برنگ نیو سحر درخشاں　　بالطف ابر کرم برافشاں

جناب یوسف حسین قبلہ (۱۲) | مثال یوسف حسین قبلہ
پیرانہ سالی میں ہمتوں کے | انتھک یہ پیکر وہ عظمتوں کے
نقیب بن کر خطیب بن کر | بلندیوں کا نصیب بن کر
شباب حسن بہار بن کر | نگارشوں کا خمار بن کر
لطافتوں سے نفاستوں سے | وہ شانِ ملت بڑھا رہے تھے
کہیں سراپا خلوص بن کے | وہ (۱۳) جاڑا صاحب بھی جلوہ گر تھے
عقابی نظریں اٹھا اٹھا کے | نشانِ منزل کو دیکھتے تھے
کسی جگہ پر مبلغ اعظم (۱۴) | مناظرانہ ادا کے محرم
وہ سربستہ نڈر سپاہی | وہ حق کے حامی، وہ حق کے داعی
نفاق ملت کو ختم کرنے کے | پختہ وعدے کئے تھے بیٹھے
کہیں تاجدین (۱۵) دلبر مناظر | مناظروں کی سپاہ کے لیڈر
وہ مرد میدان، شجاع سپاہی | جسے ہے مطلوب خیر خواہی
نفاق ونفرت پہ ضرب کاری | لگا رہے تھے وہ حرّ و غازی
کسی جگہ پر اعجاز (۱۶) صاحب | فن خطابت کا راز صاحب
عظیم پیکر ایثار والفت | سدا حقیقت بیان خطابت
وہ جن کا کردار مخلصانہ | ہے جن کی سیرت مجاہدانہ
مفتیوں کی آواز بن کے | نفاذ وحدت کے ہمنوا بن کے
غرض کے ایسی حسین فضا میں | مسرتیں تھیں ادا ادا میں
کمال زہد و ورع کے چشمے | نظر نظر سے چھلک رہے تھے
ہزاروں علم وعمل کے سوتے | قدم قدم پہ تھے ہوئے نکلے
عجیب منظر، عجیب سماں تھا | کہ ذرہ ذرہ بھی ضوفشاں تھا
کہیں پہ عقل وخرد کے لہرے | کہیں پہ دانشوروں کے مجمعے
فصاحتوں کی زبان بن کے | سحر کی صورت امنڈ رہے تھے
یہ ساری جدوجہد کا سہرا | فلک کی نیلی فضا میں جھکا

کمال عشرت نواز لہرا
جمال اپنا دکھا رہا تھا

عظیم ثمر تھا یہ کوششوں کا
عباس نجفی (ر،ا) کے ساتھیوں کا

کہ جن کی ہمت مخلصانہ
بطرز شفقت مہربانہ

نوید صبح بہار بن کے
بلندیوں کا وقار بن کے

نفاق ونفرت کے حامیوں کو
وہ قومی وحدت کے دشمنوں کو

سلام الفت کا دے رہی تھی
پیغام وحدت کے دے رہی تھی

یہ اجتماع عظیم گویا
خدا کی عظمت کا معجزہ تھا

جو تھے متحارب دو قومی طبقے
گلے ملے ایک دوسرے کے

گھٹائیں نفرت کی ٹل چکی تھیں
ہوائیں الفت کی چل چکی تھیں

فساد نفرت کا زور ٹوٹا
نفاق ونخوت کا زور ٹوٹا

اب دور گزرا رقابتوں کا
وہ حاسدوں کا، عداوتوں کا

ہوا مرتب جو عہد نامہ
وہ بیج نکاتی تھا صلح نامہ

تمام علماء دین نے مل کے
کیے تھے دستخط خلوص دل سے

وہ اختلافی جمیع مسائل
تھے جنکے دونوں یہ طبقے قائل

نہ بحث ان پر مزید ہوگی
نہ کوئی سازش جدید ہوگی

نہ کوئی واعظ، نہ کوئی ذاکر
نہ کوئی لیڈر، نہ قومی ورکر

کریگا کوئی نہ فتوی سازی
نہ ہوگی کوئی تبرا بازی

نہ افتراء کے بیان ہونگے
نہ انتقامی اعلان ہونگے

نہ ہوگی کوشش منافرانہ
نہ کوئی سازش منافقانہ

نہ کوئی تقریر جاہلانہ
نہ کوئی تحریر شومیانہ

ہر ایک کو مذہب کا پاس ہوگا
ہر اک کو قومی احساس ہوگا

اب اک فکری نظام ہوگا
اب اک وحدت میں کام ہوگا

جمود ٹوٹے گا بے حسی کا
شعور پھوٹے گا آگہی کا

وہ جذبہ علم وعمل بڑھے گا
وہ دینداری کا رنگ چڑھے گا

ادائیں بدلیں گی ذاکروں کی
انائیں بدلیں گی واعظوں کی
خدا نے چاہا تو دور ہوں گی
تمام عملی وہ بحثیں بھی
یہ ختم سارا فتور ہوگا
یہ معجزہ پھر ضرور ہوگا
یہ قوم میری جو سو چکی ہے
وقار اپنا جو کھو چکی ہے
صراط کامل کو ڈھونڈ لے گی
نشان منزل کو ڈھونڈ لے گی

(۱) جناب مولانا شبیر الحسنین صاحب محمدی، لاہور

(۲) جناب نوازش علی خان، جنرل سیکرٹری تحفظ تعلیمات آل محمد

(۳) جناب علامہ سید صفدر حسین نجفی، لاہور

(۴) جناب مولانا مرتضی حسین صدر الافاضل لکھنو، لاہور

۵) قبلہ مولانا صادق علی شاہ صاحب، لاہور

(۶) جناب مولانا محمد بشیر انصاری صاحب، ٹیکسلا

(۷) جناب علامہ محمد حسین ڈھکو، سرگودھا

(۸) جناب مولانا آغا ضمیر الحسن نجفی، احمد پور سیال

(۹) جناب علامہ اختر عباس صاحب، کوٹ ادو

۱۰) جناب مولانا سید محمد عارف، لاہور

(۱۱) جناب علامہ سید حافظ سید ریاض حسین نجفی، لاہور

(۱۲) جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب، لاہور

(۱۳) جناب مولانا کاظم حسین اثیر جاڑوی

(۱۴) جناب مولانا مبلغ اعظم محمد اسماعیل دیوبندی لائل پور

۱۵) مولانا تاج الدین حیدری، گوجرانوالہ

(۱۶) جناب مولانا ملک اعجاز حسین، خوشاب

(۱۷) جناب مولانا غلام عباس صاحب نجفی ایم اے، جھنگ

باب چہارم

آیۃ ا......لنجفی صاحب مدظلہ علماء اعلام کی نگاہ میں

فصل اول

اجازہ ہائے اجتہاد

فصل دوم

آیۃ......نجفی کے آثار خالدہ

فصل سوم

احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کے بارے میں علماء اعلام کے تاثرات

فصل چہارم

اصول الشریعہ کی رد میں لکھی جانے والی کتب کے مصنفین کے شیخی ہونے کا قطعی ثبوت

فصل پنجم

آیۃ......نجفی کی علم کلام و دیگر علوم سے متعلق دیگر کتب

فصل ششم

آیۃ......نجفی کے شاگرد

فصل اول

آیۃ ا......النجفی کے اجتہاد پر فقہاء عظام کی تصریحات

یہاں پر ہم اختصار کے ساتھ علماء اعلام کی تحریروں سے اقتباس کرتے ہوئے آیۃ ا...... محمد حسین نجفی صاحب کی ذات کے حوالہ سے چند تاثرات نقل کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علماء اعلام کی نگاہ میں آیۃ ا...... النجفی صاحب کا کیا مقام ہے۔

اس مقام پر ہم صرف علماء اعلام اور مجتہدین عظام کے ہاتھ سے تحریر شدہ ان عبارات کا اقتباس نقل کریں گے جن میں علامہ نجفی صاحب کو مختلف القاب سے یاد کیا گیا ہے اور ان کے اجتہاد پر تصریح کی گئی ہے لیکن علماء کے تمام خطوط اور اجازہ ہائے اجتہاد او رروایات، اثبات الامامت اور قوانین الشریعہ کے آخر میں موجود ہیں جنہیں دیکھا جا سکتا ہے اور بعض کو ہم باب مراسلات میں نقل کریں گے۔ انشاء اللہ!

علامہ صاحب کے اجتہاد پر علماء نجف اشرف کی تصریحات اور بیانات

(ا) استاد الفقہاء والمجتہدین حضرت آیۃ آ...... العظمیٰ السید محمد جواد الطباطبائی" (جو کہ علامہ صاحب کے نجف میں استاد بھی تھے) تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرة العلامه الحجةفخر الفقهاء والمجتهدين فضيلة الشيخ محمد حسين الباكستاني المحترم ...... اس نامہ کو باب المراسلات میں قارئین دیکھ سکتے ہیں۔ اور اجازہ اجتہاد دیتے وقت فرماتے ہیں کہ ...... **جناب العالم العامل العلام ...... محمد حسين الهندى...... حضر ابحاثناعند اقامته فى النجف الاشرف...... فبلغ بحمدالله فى الر سعيه مرتبه الاجتهاد بما ينبغى لجنابه (قوانين الشريعه ج ٢ ص ٣٥٦)**

۲) استاد المجتہدین آیۃ ا...... آقای السید ابو القاسم الرشتی النجفی" تحریر فرماتے ہیں۔

فان جناب العالم الفاضل ملاذ الانام مروج الاحكام، فخر الاعلام، صفوة العلماء العظام، ذوالفكر الصائب و النظر الثابت الشيخ محمد حسين البنجابى الباكستانى ......قد حضر ابحاثى الاصوليه والفقهيه حضور تدقيق وتحقيق حتى نال مناه وبلغ مبتغاه وفاز بحمدالله مرتبة من الاجتهاد بالصلاح و السداد ...... (اس مرتبہ اجتہاد پر پہنچے

کے بعد اب اسے چاہیے کہ) فله العمل بما يستنبطه من الادلة الشرعيه على النهج المالوف بين العلماء الاماميه......(قوانين الشرعيه ج ۲ ص ۳۵۷)

(۳) اعلم العلماء الکاملین سرکار آقائی میرزا عبدالکریم الزنجانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجازہ اجتہاد دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"العالم العامل والكامل الفاضل، فخر المحققين العظام، عمدة العلماء الاعلام، ركن الاسلام الشيخ محمد حسين البنجابى الباكستانى دامت توفيقاته وفقه الله تعالى للمهاجرة من تلك البلادوسهل له وسائل مجاورة النجف الاشرف فى سنين كثيره لتكميل العلوم الدينيه والمعارف اليقينيه فلم يزل كان يجدو يجتهد فى الترقى الى مدارج العلم والعمل مستمدامن بركات باب مدينة العلم ......حتى حاز قصب السبق من الاقران و سبقهم فى هذا الشان و بلغ بحمده تعالى مرتبه الاجتهاد ونال المراد (اب مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد انہیں چاہیے کہ) فليحمدالله تعالى على هذه النعمة العظمى و المنحة الكبرى......" (قوانين الشريعه ج ۲ ص ۳۵۷)

(۴) عماد المجتہدین سرکار آیۃ اللہ...... آقائی نجم الدین الشریف سامرائی اجازہ اجتہاد دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"المولى الاجل والعالم الفاضل التقى، عمدة الفضلاء المتقين و العلماء الصالحين مولانا الاكرم الامجد الشيخ محمد حسين ابن المغفور له العبد الصالح رانا تاج الدين البنجابى الباكستانى. قد صرف ايامه ولياليه فى تحصيل العلم والكمال و اكمل جده وجهده فى تكميل المنقول والمعقول حتى فاز درجة الاجتهاد (اب اجتہاد کے مقام پر پہنچنے کے بعد چاہیے کہ) فله يعمل بما يستنبط من الاحكام الشرعيه عن القواعد المرعيه ......" (قوانين ج ۲ ص ۳۶۰)

(۵) قدوۃ المجتہدین سرکار آیۃ اللہ آقائی السید محمد مہدی الکاظمینی اعلی اللہ مقامہ علامہ نجفی صاحب کو تفصیلی اجازہ اجتہاد میں کہ جو دو صفحات پر مشتمل ہے تحریر فرماتے ہیں کہ نجف کی طرف ہجرت کر کے علم دین حاصل کرنے والوں میں سے ایک

"العالم اللمعى والفاضل اليلمعى الاديب الاريب والوافر النصيب ......الفقيه النبيه

المحقق الوجیہ والثقۃ الامین والجوھر الثمین ......الشیخ محمد حسین البنجابی الباکستانی نزیل النجف الاشرف دار العلم ...... سنین عدیدہ (علم دین حاصل کرنے کے بعد)حتی بلغ درجۃ الاجتہاد و فاز ملکۃ الاستنباط ......و صارمن اھل الارشاد و عد فی عداد الفقھاء الامجا (فقیہ ہونے کے علاوہ انھوں نے چند کتب بھی قیام نجف کے دوران لکھیں)فالف و صنف کتباً جمۃ فی مواضیع مھمۃ و قد اطلعنی علی التحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین و کتاب اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل و الایات و الاخبار .(اور چونکہ یہ اردو میں تھی اسلیے اسکا خلاصہ عربی میں پڑھ کر سنایا اور ہم نے ان سے اجازہ اجتہاد دینے کے لیے امتحان بھی لیا اوران سے مباحثہ بھی کیا فرماتے ہیں)و نحن نتکلم معہ فی جملۃ من المسائل العقلیہ و النقلیہ و الفقھیہ و الاصولیہ (ان سارے موضوعات پر گفتگو کرنے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ)فرایتہ محیطا بذالک واقفا علی ماھنالک ......"

(قوانین الشرعیہ ج ۲ ص ۳۶۳)

تمام مجتہدین وعلماء اعلام اس بات پر متفق ہیں کہ کسی کے اجتہاد کے اثبات کے لیے دو اہل خبرہ کی گواہی کافی ہوتی ہے۔ہم نے توبیخ تن پاک کے ماننے والوں کے سامنے مذہب اہلبیت کے پانچ اساطین علماء اعلام و فقہاء عظام کی تصریحات اور واضح بیانات علامہ کے اجتہاد پر درج کر دیے ہیں اگر چہ انکے علاوہ دیگر فقہاء کرام کے بیانات بھی کتاب قوانین الشریعہ اور اثبات الامامت میں موجود ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ہم ان اعلام کی تصریحات پیش نہیں کرتے اور انہی پانچ عدد اسناد اجتہاد پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ

ع اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

فصل دوم

آیۃ اللہ...... شیخ محمد حسین النجفی صاحب کے آثار خالدہ

کسی پر یہ بات مخفی نہیں کہ علامہ بزرگوار ان خوش قسمت یگانہ روزگار بندوں میں شمار ہوتے ہیں جن پر مبداء فیض کی طرف سے بڑی فیاضی کی گئی ہے جہاں پر علوم ادبیہ وغیرہ کے منتخب زمانہ مدرس عالی ہیں وہاں پر معارف اسلامیہ کو سامعین کے ذہن میں مکمل اور مدلل انداز میں منتقل کرنے میں بھی مہارت تامہ رکھتے ہیں اور ان تمام خصوصیات کے علاوہ جو انکی امتیازی صفت ہے وہ انکے طاقتور قلم کی تحریر پر تاثیر ہے جس میں کم از کم پاکستان میں اس بزرگوار سے کوئی عالم و فاضل سبقت نہیں لے جاسکا اور یہی وہ خصوصیات ہیں کہ جو حاسدوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتی رہتی ہیں لہذا ہم یہاں اس مرد عظیم کے پر زور قلم سے تحریر شدہ تالیفات و تصنیفات کا تعارف کرانا چاہتے ہیں۔ ویسے تو علامہ صاحب کی تمام تصنیفات و تالیفات اور تراجم اپنے اپنے مقام پر اور اپنے اپنے موضوع کے اعتبار سے قابل تقدیر ہیں لیکن علامہ کی چند کتب بہت شہرت کی حامل ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرزمین پاکستان سے لے کر ایران وعراق کے شیعی مراکز تک کے بزرگ علماء اعلام سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں جس کی ایک جھلک آپ ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاءاللہ!

(۱) علم کلام سے متعلق کتب و آثار

(۱) انہیں عظیم کتب میں سے ایک کتاب (احسن الفوائد فی شرح العقائد) ہے کہ جو حضرت ابو جعفر شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے رسالہ "الاعتقادیہ" کی مفصل ترین و محکم ترین شرح ہے جو کتاب اس وقت بندہ کے سامنے ہے اسکے خاتمہ کے علاوہ اصل کتاب کے صفحات کی تعداد (۷۰۰) اور تقریباً (۱۷۰۰۰) سطور، ساڑھے تین لاکھ کے قریب الفاظ پر مشتمل یہ عظیم و بسیط شرح موافق و مخالف غرضیکہ ہر ذی عقل سے اپنی اہمیت کا لوہا منوا چکی ہے۔

(۲) دوسری عظیم کتاب (اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ) ہے جسکے وجود نے ہمیشہ کے لیے جناب مولانا حسین عارف نقوی مدظلہ صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان کے (سرزمین پاکستان میں شیعیت کی

بڑھتی ہوئی تبلیغ کے سامنے بند باندھ دیا ہے) جسکی وجہ سے انتقاما انھوں نے جو طوفان بدتمیزی مچایا اور اسکے لائق مصنف اور اسکے حامی علماء وغیر علماء پر جو تہمتیں لگائیں انہیں سن کر ملائکہ بھی شائد تڑپ گئے ہونگے مگر بفضلہ تعالیٰ الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ حسد نے کام کیا، مگر یہ کہ بالآخر تمام نجفی نوازوں نے مختلف انداز سے ظاہری طور پر شخصیت سے دست برداری کے بیانات دینا شروع کر دیئے۔ وللہ الحمد

اب ہم انہی دو کتابوں کے بارے میں بعض علماء اعلام کے تاثرات قارئین محترم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں لیکن علماء اعلام کے ان دو کتب کے بارے میں تائیدی بیانات سے قبل اب ہم یہاں پر تھوڑی دیر اپنے اصل موضوع سے ہٹ کر قارئین محترم کی توجہ برصغیر پاک و ہند کے عظیم عالم اور مجتہد جناب سید العلماء السید علی نقی نقن صاحب رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ﴿شہید انسانیت﴾ اور اسکے ساتھ ہونے والے سلوک کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں تاکہ قارئین محترم اور خصوصاً ہماری قوم کے نوجوان اور جدید نسل اس بات سے آگاہ ہو سکے کہ مفسدین اور معترضین اہل منبر اور مفاد پرست لوگ اپنے مخالفین مگر قوم کے مخلصین کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں چونکہ ان دونوں ملکوں کی معنوی آب و غذا تقریباً ایک جیسی ہے اور فکری مزاج بھی ملتا جلتا ہے اس لیے آیۃ...... نجفی صاحب کی کتب کے ساتھ ہونے والے سلوک سے قبل بطور تمہید شہید انسانیت کے قضیہ کو پیش کر رہے ہیں اس کے بعد یہ سمجھنا بھی آسان ہو جائے گا کہ کہیں ہم بھی تو ان مفاد پرست طبقہ کے ہاتھوں کھلونا تو نہیں بن رہے اس قضیہ شہید انسانیت کو ہم کتاب (سید العلماء، حیات وکارنامے) سے اختصار کے ساتھ نقل کر رہے ہیں، صاحب کتاب تحریر فرماتے ہیں کہ

﴿قضیہ کتاب شہید انسانیت﴾

﴿سیزدہ صد سالہ یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں منائی گئی تھی اس یادگار کے منانے کے مقاصد میں ایک مقصد بلکہ سب سے بڑا مقصد واقعہ کربلا پر ایک مبسوط کتاب کا شائع کرنا تھا۔ چنانچہ اس کتاب کی تدوین کے لیے ایک آڈیٹوریل بورڈ کی تشکیل کی گئی اس بورڈ کی متعدد میٹنگوں کا انعقاد کیا گیا مگر ممبر حضرات نے کبھی زحمت نہیں فرمائی بالآخر ایک میٹنگ میں مرحوم مولانا عدیل اختر صاحب نے جو اس وقت مدرسۃ الواعظین کے پرنسپل تھے یہی کہوں کہ اتفاقی طور پر آ گئے آڈیٹوریل بورڈ کے صاحبان علم کی بے توجہی کو دیکھتے ہوئے مولانا عدیل اختر صاحب نے سید العلماء سے فرمایا کہ آخر اس کے لیے کیا کرنا چاہیے اس پر سید العلماء نے فرمایا کہ صرف یہی ایک صورت ہے کہ میں کتاب لکھ کر بورڈ کی میٹنگ میں

استصواب رائے کے لئے پیش کردوں مولانا عدیل اختر صاحب مرحوم نے اس تجویز سے اتفاق فرمایا اور سید العلماء نے کتاب کو مرتب کرنا شروع کردیا تا کہ واقعہ کربلا کے متعلق جو کتاب وجود میں آئے وہ تاریخی اعتبار سے اتنی صحیح ہو کہ ہر مکتبہ خیال کے افراد اس سے اتفاق فرمائیں اور اس میں کسی طرح کی خامی اور کمی نہ رہنے پائے۔ اس بنیادی خیال کو پیش نظر رکھ کر جب مسودہ کتاب شہید انسانیت شائع ہوا تو ٹائٹل پیج کی پشت پر سب سے پہلے بیان حال کی سرخی کے نیچے حسب ذیل عبارت لکھی گئی۔ (حقیقت حال سے ناواقف حضرات کو انتہائی غور کے ساتھ اس عبارت کو پڑھنا چاہیے)

"یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ کے سلسلے میں واقعہ کربلا کے اسباب و حالات اور نتائج کے متعلق جس کتاب کا اعلان ہوا ہے اس کی ترتیب و تدوین کیلئے ایک آڈیٹوریل بورڈ کی تشکیل ہوئی تھی مگر عملی صورت سے یہ صورت غیر ممکن ثابت ہوئی کہ تمام ارکان مجتمع ہو کر اس کی ترتیب میں حصہ لیں۔ اس لئے تمام مضامین اور عناوین کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادارہ کی جانب سے اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔ اور اب اس کو طبع کرا کر تمام اڈیٹوریل بورڈ کے ارکان اور منتخب اہل قلم کے پاس بھیجا جاتا ہے ان حضرات سے گذارش ہے کہ اس کتاب کے تمام اجزاء کا نظر غائر سے مطالعہ کریں۔ اور جس مقام پر اضافہ کی ضرورت ہو یا کمی لازم ہو۔ یا ترتیب کا بدلنا مناسب معلوم ہو وہاں اپنا نوٹ تحریر فرمادیں اور اس کتاب کے ان کے پاس پہنچنے کے بعد ایک ماہ کے اندر اپنی زریں رائے سے ادارہ کو مستفید فرمائیں تا کہ ان کے آرا اور قیمتی مشوروں کی روشنی میں اس کتاب کی آخری تدوین و ترتیب کا کام انجام پائے اور پھر اس کتاب کی وسیع اشاعت کی جائے۔ والسلام"

مسودہ شہید انسانیت کے سرورق پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مسودہ مخصوص آڈیٹوریل کے ارکان اور منتخب اہل قلم کے لئے ہے اسکا مطلب کیا اسکے علاوہ کچھ اور ہے کہ یہ مسودہ ابھی ادارہ کی حدود میں مقید ہے ابھی عام نہیں کیا گیا ہے۔

یہ ٹائٹل پیج والی عبارت ڈھکے چھپے انداز سے خفی خط میں بال جتنی باریک نہیں ہے یہ اتنے جلی حروف میں لکھی ہوئی ہے کہ ضعف بصر والے حضرات کو بھی پڑھنے میں کوئی تکلف نہیں ہوگا۔

ادارہ اور ناظم شعبہ تصنیف تو یہ لکھ رہے ہیں۔ مگر جماعت شیعہ کے بڑی بڑی عباء و قباء والوں نے بجائے اسکے کہ ادارہ کو اپنے مفید مشورہ سے مطلع کرتے جنکے لیے انہیں مفت کتابیں بھیجی گئیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ

اس کے چھپنے کا مقصد کیا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے مسودہ کو فائنل کتاب قرار دے کر اس کے خلاف پروپیگنڈہ کر ڈالا۔ اس مقدس جماعت کے افراد جو اپنے کو نائب امام گردانتے ہیں، انکی نیک نفسی، پاک باطنی، راستگوئی، ایمانداری اور خوش نیتی کا کیسا عظیم مظاہرہ آنکھوں کے سامنے آیا ہے۔ کیا افراط تقدس کا تقاضا یہی ہے (چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی)

دل میں اگر بدی ہے تو اے شیخ و برہمن

یہ زحمت نماز و یہ پوجا فضول ہے

ادارہ یادگار حسینی کی مجلس عمل نے، ادارے کے صدر نے، ادارے کے سیکرٹری نے، ناظم شعبہ تصنیف نے، ادارے کے کسی ذمہ دار شخص نے، ادارہ کے کسی ممبر نے ارادتاً، سہواً، کنایتاً کسی اخبار کسی رسالہ، کسی ہینڈ بل، کسی پوسٹر یا خود مسودہ شہید انسانیت میں کہیں بھی لکھا ہے کہ یہ کتاب حرف آخر ہے۔ اس کا حرف حرف قرآن وحدیث ہے۔ یا یہ عام پبلک کے لیے شائع کی گئی ہے

ضمیر کی جو کثافت ہے اسکو دھو اے شیخ

وگرنہ مجھ کو بتا کہ مقصد وضو کیا ہے

ابھی تک حقیقتاً یہ بالکل پرائیویٹ اور نجی مسودہ تھا ادارہ کی منظوری کے بعد جب یہ تمام دنیا کیلئے شائع کی جاتی تو اس وقت ناقدین کو اس پر نقد کرنے کا پورا پورا حق ہوتا۔ اس بے محل تنقید سے عناد، کینہ، بغض، حسد، مخالفت بلکہ صاف صاف کہوں کہ دشمنی کا کھلا ہوا اظہار ہوتا ہے۔ جسے ظلم سے تعبیر کرنا بالکل صحیح ہوگا جب تک کوئی کتاب مسودہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ اس وقت تک وہ نظیر کے طور پر پیش نہیں کی جا سکتی۔ مخالفت برائے مخالفت کرنے والوں کے علاوہ ہر صاحب عقل ناظم شعبہ تصنیف کے بیان حال کی عبارت پڑھنے اور سننے کے بعد کبھی بھی اس کتاب کو مجوزہ کتاب کی آخری اور مستند شکل نہیں سمجھے گا۔ اس کو چھاپا ہی اس لیے گیا تھا کہ اس کی خامیوں سے ادارہ کو مطلع کیا جائے اس مسودہ کے جتنے جتنے جزو چھپتے جاتے وہ آڈیٹوریل بورڈ کے ممبران اور اہل بصیرت کی خدمت میں روانہ ہوتے رہتے تھے۔ اس مسودہ کے چھپنے میں کئی مہینے لگ گئے تھے۔ معترض اگر نیک نیت ہوتے تو جتنا جتنا مسودہ ان کے پاس پہنچا رہتا تھا وہ اپنی رائے سے ادارہ کو مطلع کرتے رہتے۔ مگر انہیں تو سید العلماء کے خلاف سازشی محاذ قائم کرنا تھا اسلئے سب چپ سادھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مسودہ کتابی شکل میں آ گیا تو اس وقت بہت ہی منظم طرح پر ہر گھاٹ سے چوکس ہو کر پروپیگنڈہ مشینری حرکت میں لائی گئی

مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مرحوم کا ہندوستان میں اثر تھا اس اثر سے کام لیا گیا مجالس عزا میں شیعہ روسا مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ مرحوم کے ذریعہ سے ذاکرین کو اپنے یہاں بلواتے تھے اس بنا پر ذاکروں کی تعداد کثیر اس خانوادہ سے منسلک تھی۔ ان ذاکروں کو آلہ کار بنایا گیا۔ شیعوں میں اخبار ہی کتنے ہیں۔ اس وقت کے جو چند اخبار تھے ان کے ایڈیٹروں کو رام کیا گیا۔ اب کیا تھا۔ تقریر و تحریر دونوں ذریعوں سے سید العلماء کے خلاف سارے ہندوستان میں آگ لگا دی گئی۔ جرمنی کے سب سے بڑے پروپیگنڈسٹ گوئبلز کے قول کے مطابق جھوٹی اور بے بنیاد باتوں کو اتنا دہرایا جائے کہ دنیا اسے سچ سمجھنے لگے۔ چنانچہ یہاں یہی کیا گیا عوام وخواص سب اس جال میں پھنس گئے۔ ان دنوں ایک انکشاف یہ بھی ہو رہا تھا کہ جسے دیکھئے وہ مفتی اعظم بنا ہوا ہے خود ساختہ عالموں، نام کے مولویوں، پیشہ ور ذاکروں، تاجروں، شاعروں، وکیلوں اور نامعلوم کس کس طرح کے لوگوں کے فتوے سرفراز اخبار، میں شائع ہو رہے تھے۔ ان میں بیشتر تو ایسے ہوں گے جن سے اہم مسائل علیہ تو درکنار بالکل ہی الف، ب، والی بات پوچھ لیجیے کہ واجبات وضو یا واجبات نماز کیا ہیں: تو بغلیں جھانکنے لگیں اور زبانیں گنگ ہو جائیں گے ہاتھوں اس گروہ کا ایک کارنامہ اور لکھ دوں۔ یہ وہ جتھا ہے جو بظاہر امام حسینؑ کی محبت کا دم بھرتا ہے اور اپنے کو حد درجہ مذہبی ظاہر کرتا ہے اس نے شیعوں کے ایک جلسہ عام میں جو امام باڑہ آصفی میں سید اصغر حسن جج کی صدارت میں ہوا تھا جسے نمائندہ جلسہ کہا گیا تھا۔ جس میں عوام کے ساتھ ساتھ خواص کی بھی اچھی خاصی تعداد جتائی گئی تھی۔ اس میں مسودہ شہید انسانیت پھاڑ کر اس کے کچھ پرزے ہوا میں منتشر کئے گئے تھے۔ کچھ کو جوتوں تلے روندا گیا تھا اور کچھ کو نذر آتش کیا گیا تھا۔

یہ خولی، شمر اور یزید والا کام اس کتاب کے ساتھ کیا گیا جس میں قرآنی آیتیں تحریر ہیں۔ جس میں خدا کے آخری رسولؐ اور ائمہ اہلبیت کے ناموں کے ساتھ ان کے اذکار بلند درج ہیں جس میں اہلبیت رسول کی مخدرات عصمت وطہارت کے محیر العقول کارناموں کا تذکرہ ہے۔ جس میں جاں نثاران حسین کی بلند کرداری اور ان کی عظیم الشان لاجواب قربانیاں منظر عام پر لائی گئی ہیں۔ جس میں امام حسینؑ کا حق بات پر قائم رہنے کا عدیم النظیر واقعہ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جس کی کوئی دوسری مثال صحن عالم میں نہیں دکھائی دیتی۔ خود مسودہ شہید انسانیت واقعہ کربلا پر ایک ایسی جید کتاب ہے۔ جیسی آج تک شاید ہی دنیا کی کسی زبان میں لکھی گئی ہو۔

جنوں کا یہ نہیں ایماں کہ گلشن ہی جلا ڈالو

محبانِ چمن دیوانگی کی بھی کوئی حد ہے۔

کیا ایسی کتاب کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیے تھا۔ کیا اختلاف ظاہر کرنے کا سب سے بہتر یہی طریقہ تھا؟ کیا رسولؐ اور آل رسول کے ساتھ محبت کے ظاہر کرنے کا یہی تقاضا تھا؟ کیا قرآنی آیتوں کا احترام اسی طرح کرنا چاہیے تھا؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عمل کے کرنے والے اور اس عمل سے اتفاق رکھنے والے مسلمان خصوصیت سے صحیح معنوں میں شیعہ کہے جاسکتے ہیں؟ کیا انسانیت آدمیت، تہذیب، اخلاق، مذہب او راحکام الٰہی اس عمل کو حق بجانب قرار دے سکتے ہیں؟ ایسوں پر خدا نفرین اور ایسوں کی خدا ملامت ضرور کرے گا۔

متعدد مرتبہ یہ بات منظر عام پر لائی گئی کہ ذمہ دار حضرات ایک ساتھ بیٹھ کر کافی فکر اور تجسس کے بعد یہ طے کرلیں کہ واقعہ کربلا سے متعلق کیا لکھا جائے اور کیا نہیں لکھنا چاہیے اس انتہائی مناسب بات پر مقدسین کے سرکندھوں کی جانب داہنے سے بائیں اور بائیں سے داہنی طرف گھومتے ہی رہے۔ واقعہ کربلا سے متعلق کیا لکھا جائے اور کیا نہ لکھا جائے اس کی فکر کس کو ہے فکر کا مرکز تو بس ایک ہی ہے کہ سید العلماء کے خلاف کیا کیا جائے کہ وہ ساری قوم میں باایں علم و دانش غیر ہر دل عزیز ہو جائیں۔

بہر حال انتہائی ہنگامی حالات اور حد کی مکدر فضا میں ۲۵ مارچ ۱۹۴۵ء کو ادارہ یادگار حسینی کی میٹنگ کا انعقاد محمود آباد ہاؤس قیصر باغ لکھنؤ میں کیا گیا۔ حالات پر ہول تھے، شدید ٹکراؤ کا یقین تھا۔ اس طوفان کو سکون میں بدلنے کیلئے سید العلماء نے مسودہ شہید انسانیت جس کو ادارے کیلئے مرتب کیا تھا۔ اسے واپس لے لیا۔ ادارے نے بھی اسے کالعدم قرار دے دیا۔ اس میٹنگ میں تکدر کی نوبت نہیں آئی۔ اب یہ مسودہ تنہا سید العلماء کی ملک ہو گیا۔

جیسا کہ مسودہ شہید انسانیت کے صفحہ دو پر تحریر ہے۔ اس کے مطابق مسودہ پر نظر ثانی کی گئی ملاحظہ ہو اصل کتاب شہید انسانیت کے سرورق کے پشت کا پیش لفظ۔

"بفضل الٰہی اب اس کی توفیق سے وہ ہنگام آ گیا کہ شہید انسانیت اصل کتاب کی شکل میں منظر عام پر لائی جائے گی کتاب کے مسودہ کی بغرض استصواب اشاعت کے بعد جن افراد نے نرم گرم مختلف لہجوں اور تعمیری و تخریبی صورتوں سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ وہ سب ہی شکریہ کے مستحق ہیں اور اس ایڈیشن میں اصل مقاصد کتاب اور نشر حسینیت کے اہم مفاد کا تحفظ کرتے ہوئے جہاں تک ممکن تھا ان سب کا لحاظ کیا گیا"

والسلام

علی نقی النقوی عفی عنہ

اس تحریر کو لکھنے کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ قارئین محترم یہ جان سکیں کہ اہل منبر حضرات اور مغرضین اور مفاد پرست عناصر نے ہر دور میں مصلحین ومخلصین کے ساتھ یہی برتاؤ برتا ہے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ جس طرح شہید انسانیت کے ساتھ برتاؤ ہوا بعینہ اسی طرح اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ کے ساتھ شیخی مبلغین نے کیا۔ اگرچہ کتاب کے لکھے جانے کے بعد آیۃ...... نجفی مدظلہ نے سب سے پہلے جید علماء کے علاوہ انصاری صاحب اور انکی پارٹی کو یہ کتاب ارسال کی تھی۔ اور انکی آراء مفیدہ کا ان سے تقاضا بھی کیا تھا لیکن انہوں نے الٹا محاذ کھڑا کر دیا، اور اصول الشریعہ واحسن الفوائد فی شرح العقائد کے خلاف وہ کاروائی کی جس اور مولویوں، ذاکروں، ملنگوں اور عوام کالانعام کے جاہل طبقہ سے وہ کاروائی کروائی کہ اس کے سامنے شہید انسانیت کے خلاف کی جانے والی کاروائی بھی ماند پڑ گئی حتی کہ احمد پور شرقیہ میں ایک اجتماع کے اندر اسے نذر آتش کیا گیا جس میں قرآنی آیات سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کے فرامین اور خدا اور رسولؐ ورآئمہ حدیؑ کے اسماء مبارکہ بھی تحریر تھے اور سونے پر سہاگا یہ کہ یہ سب کچھ ایک سید کہلانے والے نے کیا اور پھر اپنی اس قابل مذمت حرکت پر فخر کیا، اس سلسلہ میں مولانا سید ضمیر الحسن مرحوم کی کتاب انتباہ المومنین کا صفحہ ۱۲ مطالعہ فرمائیں۔ (یاد رہے کہ اس کتاب کو اور اس کے ساتھ مولانا اسماعیل صاحب مرحوم ومولانا محمد حسنین سابقی صاب مرحوم کی کتاب کو شیخیوں کی شاخ کرمانی گروپ کے ادارے کتبخانہ ابرھیمیہ کراچی نے ایک ہی جلد میں (جرس حق) کے نام سے چھاپ کیا ہے اس پر قوم کے سامنے دعوی یہ کہ ہمارا شیخیوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اب رہی یہ بات کہ آقائے نجفی مدظلہ نے یہ کتب ان لوگوں کو ان کی مفید آرا حاصل کرنے کے لئے بھیجی تھیں اس بات کے ثبوت کیلئے باب مراسلات میں انصاری صاحب کا خط آیۃ...... نجفی کے نام ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ جس میں انصاری صاحب مرحوم نے تحریر کیا تھا کہ کتاب اصول الشریعہ وصول ہو گئی ہے جگہ جگہ احسن الفوائد کا حوالہ ہے اسے بھی دیکھنا ضروری ہے...... اور جن باتوں کی طرف آپ نے متوجہ کیا ہے انکا خیال رہے گا...... الخ اب آئیں اور ان دونوں کتابوں کے بارے میں علماء اعلام کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں

فصل سوم

آیۃ ا...... نجفی مدظلہ کی دو عظیم کتب احسن الفوائد اور اصول الشریعہ پر علماء اعلام و مجتہدین عظام کی تقریظات اور ان کتب کے مطالب کی تائید

یہ بات اس وقت کی ہے کہ جن دنوں علامہ کی کتب احسن الفوائد فی شرح العقائد اور اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا تھا اور بار بار یہ کہا جا رہا تھا کہ اگر ہمارے بزرگ علماء کرام ان کتب کی تصدیق کر دیں تو ہم ہتھیار ڈال دیں گے۔ ان کے اس معقول بہانہ کی وجہ سے علماء حق اور مومنین نے علماء سے رابطے کیے جس کے جواب میں علماء اعلام نے یہ الفاظ تحریر کیے کہ

۱) استاد الفقہاء والمجتہدین سرکار آیۃ ا...... العظمی آقای سید ابوالاعلی سبزواری اعلی اللہ مقامہ تحریر فرماتے ہیں۔

جناب مستطاب فخر الاعلام وصدر الافاضل العظام وحجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج محمد حسین دامت تائیداتہ کئی سال تک نجف اشرف میں رہے اور علوم اسلام میں جدت تامہ و اجتہاد کامل کر کے مراتب شامخہ اور مقامات عالیہ تک جا پہنچے مومنین دامت توفیقاتہم (کو چاہیے کہ) وجود محترم معظم لہ اور ان جیسے دیگر (علماء حق) کو غنیمت سمجھیں اور آداب واحکام شرعیہ کے حوالہ سے ان سے استفادہ کریں اور ہر جہت سے انکی خدمات کی قدردانی کریں جو انہوں نے کتب کی نشر و اشاعت اور علوم اسلامی کے حوالے سے کی ہیں خصوصاً معظم لہ کی تالیفات شریفہ مثل اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ واحسن الفوائد فی شرح العقائد کے جو قدردانی کی لیاقت رکھتی ہیں......الخ

(اصل نامہ باب المراسلات میں ملاحظہ فرمائیں، یہ نامہ پہلی محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو لکھا گیا)

(۲) فخر الفقہاء والمجتہدین حضرت آیۃ ا...... الحاج السید ابوالقاسم الرشتی الحائری اعلی ا...... مقامہ تحریر فرماتے ہیں

جناب مستطاب مروج الاحکام عماد العلماء الاعلام فخر الانام آقای حاج شیخ محمد حسین دام عزہ نے اپنی عمر شریف کا ایک عرصہ علوم دینیہ کی تحصیل میں خرچ کر کے احکام شرعیہ حاصل کیے اور اس طرح مراتب

سامیہ تک پہنچ گئے۔ لہذا تمام مومنین کرام پر لازم ہے کہ انکی قدر کو جانیں اور احکام شرعیہ کو آنجناب سے حاصل کریں اور خصوصاً ان کی تالیفات شریفہ مثل اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ و احسن الفوائد فی شرح العقائد کہ جو بہت ہی مہذب اور منقح انداز میں لکھی گئی ہیں۔ (اصل نامہ باب المراسلات میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ نامہ ۳ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ کو لکھا گیا۔)

(۳) سید المحققین عماد الاسلام حضرت علامہ السید ظفر حسن نقوی الامروہی

قبلہ ظفر حسن صاحب باوجود عمر میں بڑے ہونے کے علامہ نجفی صاحب کے بہت معتقد تھے اور علامہ صاحب کی ہر جگہ ہر حوالے سے بہت تعریف کرتے تھے۔ احسن الفوائد، اصول الشریعہ اور سعادت الدارین کی لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر دل کھول کر تعریفیں کی ہیں اور انہیں بے نظیر کتب میں شمار کیا ہے بندہ کے پاس اس حوالہ سے بہت سے خطوط موجود ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر فقط چند ہی خطوط سے اقتباسات نقل کریں گے ادیب اعظم کی علامہ سے محبت اور لگاؤ دیکھنے کیلئے شائقین علامہ سید ظفر حسن امروہی کی عظیم تالیف و ترجمہ اصول کافی کی طرف رجوع فرمائیں جس میں اس عظیم کتاب کے لیے مفصل و ضروری مقدمہ لکھنے کے لیے علامہ نجفی صاحب سے خواہش کی تھی اور پھر علامہ نے بھی تعمیل امر کرتے ہوئے ایک مختصر مگر جامع مقدمہ اصول کافی اور علم حدیث کے حوالے سے تحریر کیا تھا جو آج بھی اصول کافی کے ساتھ بار بار چھپ رہا ہے علامہ سید ظفر حسن امروہی کہ جو سرزمین برصغیر کے وہ واحد عالم دین ہیں جن کی کثرت تالیفات کی حد یہ ہے کہ ۲۰۰ سو کتب فقط اس عظیم ہستی کے قلم سے مذہب اہلبیت کی سربلندی کیلئے معرض وجود میں آئی ہیں علاوہ دوسرے سینکڑوں مقالات کے ادیب اعظم علامہ سید ظفر حسن امروہی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۷ء کو ان الفاظ میں نامہ تحریر کرتے ہیں۔

سرکار محترم سلام علیکم

کتاب مع صحیفہ مل گئی بہت بہت شکر گزار ہوں کشف الحقائق کے مصنف صاحب اور اس کتاب پر تائیدی تبصرے کن احمقوں نے کیے ہیں۔ مجھے انکے نام ضرور معلوم ہونے چاہیں میں نے اصول الشریعہ کے ابھی کچھ ہی مقامات دیکھے ہیں آپکے تبحر علمی نے تو مسحور کر دیا ہے۔ اول تو احسن الفوائد ہی میں استدلالات نہایت قوی اور تسکین بخش تھے اور اس کتاب نے تو دلائل و براہین کے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں ہر ہر مسئلہ پر ایک سیر حاصل بحث ہے۔ آپ نے یہ دونوں کتابیں لکھ کر مذہب حقہ کی بہترین خدمت

کی ہے اور شیعوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ ایسے دقیق مسائل کو اس خوبی سے بیان کرنا آپ ہی کا کام ہے۔ اس زمانہ میں نام نہاد مولویوں نے کیچڑ اچھالنا اپنی زندگی کا محبوب مشغلہ بنا لیا ہے۔ وہ اسمیں اپنی شہرت و عزت سمجھتے ہیں۔ والسلام سید ظفر حسن

ہمارے خیال میں یہاں پر قوم کے سامنے یہ بات یا بہانہ نہیں چلے گا کہ علامہ سید ظفر حسن کو تو اردو آتی نہیں ان کتب کو کیسے سمجھا اور یہ تبصرہ تحریر کیا

ایک دوسرے خط میں کہ جو ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو لکھا تھا میں تحریر فرماتے ہیں کہ

یہ خط کافی طولانی ہے صرف یہ چند سطریں مطلب کے اثبات کیلئے تحریر کی جا رہی ہیں)

مجھے یقین ہے کہ اصول الشریعہ کا جواب ان سے بن ہی نہیں پائے گا بہر حال یہ میدان سرکار عالی کے ہاتھ رہا کشف الحقائق کی حقیقت دو لفظوں میں کھول دی ہے آپ جو بیش بہا خدمت دین فرما رہے ہیں واللہ آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اس زمانے میں عالم نما جاہل بہت پائے جاتے ہیں......الخ

دعا گو سید ظفر حسن ظفر منزل ناظم آباد نمبر ۲ کراچی اکتوبر ۱۹۶۷ء

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں

سرکار محترم دوامت برکاتہم، سلام علیکم،

معلوم ہوا ہے کہ اصول الشریعہ کی کچھ جلدیں غریب طلباء کیلئے وقف کی گئی ہیں لہذا عرض ہے کہ چند جلدیں طلاب جامعہ امامیہ کراچی کے لیے بھی مرحمت فرمائیں طلباء تو یہاں سب ہی غریب ہیں رئیس ہوتے تو مذہبی تعلیم کیلئے یہاں آتے ہی نہیں لہذا جتنی جلدیں آپ بھیج سکتے ہیں بھیجیں۔ اس میں شک نہیں کہ اصول الشریعہ بے نظیر کتاب ہے آپ نے بڑی تحقیق و تفتیش سے کام لیا ہے۔ اس محنت و جانکاہی کی داد نہیں دی جا سکتی۔ میں نے کشف الحقائق کو منگا کر بھی نہیں دیکھا۔ آپکا وجود اس زمانہ میں غنیمت ہے۔

دعا گو سید ظفر حسن

۴) قائد ملت جعفریہ علامہ سید محمد دہلوی صاحب احسن الفوائد فی شرح العقائد پر تقریظاً ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام نے اس مختصر عرصہ میں جو قلمی جہاد فرمایا ہے اور بلا خوف جس انداز سے مخالفین کے اعتراضات کو دفع فرمایا ہے وہ انہی جناب کا حصہ ہے۔ جن مومنین کے دل محبت مذہب حقیقی میں

سرشار ہیں جو معلومات مذہبی کو ذریعہ نجات تصور کرتے ہیں جو معصومین علیہم السلام کے بتلائے ہوئے مذہب کو عقل وعلم قرآن کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں ان پر اس کتاب کا مطالعہ واجب ہے۔ جن میں ہر ہر عقیدہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور عقائد کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو شمع تحقیق کی روشنی میں اجاگر نہ کیا ہو۔ شکر اللہ سعیہم (السید محمد دہلوی فردوس کالونی کراچی)

(۵) قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم احسن الفوائد پر ان الفاظ میں تقریظ تحریر فرماتے ہیں۔

(یہ تحریر بہت طولانی ہے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں)

الحمد للہ کہ العلامہ الحجہ جناب مولانا محمد حسین صاحب دامت برکاتہ صدر مدرس مدرسہ محمدیہ سرگودھا نے اسطرح تمام اصول دین اور اس سے متعلقہ امور پر تفصیلی بحث فرمائی ہے اور ہر مسئلہ کو متعدد دلائل وبراہین سے واضح کیا ہے خصوصاً غلو وتفویض کی رد احسن طریقے سے کی گئی ہے اور خطبہ البیان اور غالیوں کے دوسرے متمسکات کی پوری طرح تردید فرمائی ہے غرض یہ کتاب شیعی عقائد کی آئینہ دار ہے اور مذہب حقہ کی صداقت کی شاہکار ہے ہر پڑھے لکھے شیعہ کیلئے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنے معتقدات کو بدلائل جان سکے اور دوسرے طالبان حق کے لیے بھی اسکا مطالعہ ضروری ہے تاکہ تلاش منزل میں یہ صحیفہ ان کے لیے مشعل راہ ثابت ہو (قائد کے فرمان پر جان بھی قربان ہے کا کھوکھلا نعرہ لگانے والے قائد کے فرمان سے متمسک ہوں)

(۶) علامہ سید علی حائری فقیہ عظیم ومفسر قرآن کے عظیم المرتبہ شاگرد مناظر اسلام حضرت علامہ مرزا احمد علی صاحب مرحوم اپنے ترجمان حق قلم کی نوک سے اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ (خط کا ایک اقتباس)........سرتاج دارالعلوم محمدیہ سرگودھا ہے جسکی سرپرستی شروع ہی سے حضرات سادات عظام جہانیاں شاہ فرما رہے ہیں۔ انہی کی سرزمین سے یہ در بے بہا نکلا۔ جس نے یہاں اور مرکز علوم نجف اشرف سے فیوض علوم پا کر دارالعلوم محمدیہ کو چار چاند لگا دیئے حضرت شیخ الجامعہ محمدیہ سرگودھا ان قابل قدر لائق فخر وجودوں میں سے ہیں جن کے وجود ذی وجود پر موالیان اہلبیت جتنا فخر کریں کم ہے۔ آپ کے زیر سایہ کئی افاضل کرام جامعہ میں کام کر رہے ہیں اور آپ ان کے پرنسپل ہیں طلباء کی تعداد بہت کافی ہے حضرت شیخ الجامعہ نگرانی کے علاوہ خود بھی اہم علوم کے درس دیتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ

پ صرف زبان مبارک ہی سے علوم دینیہ وعربیہ کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ ترویج وتبلیغ دین حق میں آپ کا دست مبارک بھی چلتا رہتا ہے او رادارالعلوم محمدیہ کے ماہوار (عضو المبلغ) میں آپ کے علمی وتبلیغی شاہکار آتے رہتے ہیں۔اس پر مزید یہ ہے کہ اتنی مصروفیات کے باجود آپ نے حال ہی میں مذکورہ الصدر ضخیم کتاب شائع کی ہے۔جس کا حجم ۵۲۰ صفحات ہیں۔ابتداء میں ۸ صفحوں پر فہرست مضامین ہے۔ہر صفحہ قریباً ۵۸۴ الفاظ کل کتاب میں قریباً ۳ لاکھ ساڑھے چار ہزار الفاظ ہیں۔ترجمہ اعتقادیہ کا مل جناب مولانا سید منظور حسین صاحب بخاری نے کیا ہے اور مکمل شرح کیف المومنین،صدر المحققین،سلطان المتکلمین،زین المحدثین،حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد مدظلہ علی رؤس المومنین نے فرمائی ہے کتاب کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتاب کے مواد کو جمع کرنے اور کتاب کو تالیف کرنے میں اپنے آرام وراحت کو قربان کر کے اپنا کتنا قیمتی وقت صرف کیا ہوگا

ے زسر تابپا ہر کجا کے مے نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اقل خدام دین

مرزا احمد علی ۲۰ جولائی ۱۹۶۵ء

اختصار کی خاطر باقی مندرجہ ذیل علماء اعلام کے تاثرات نہیں لکھ سکتے فقط نام لکھنے پر اکتفا کیا جارہا ہے۔اور وہ بھی صرف چند افراد کے اسماء۔کیونکہ ان کی تائیدات اظہر من الشمس ہیں۔کیونکہ ان تمام افراد کو شیخی مبلغین ڈھکو پارٹی کا جز اور ڈھکو کے عقائد کے ناشر بتاتے تھے اور اکثر جگہ ان ناموں کو مقصرین کی فہرست میں پیش کرتے رہے ویسے ان حضرات میں سے اکثر کی تقریظات احسن الفوائد کے خاتمہ پر درج ہیں شائقین مراجعت فرما کر اطمینان حاصل کر سکتے ہیں۔اس سلسلہ میں استاد العلماء علامہ السید محمد باقر نقوی علیہ الرحمہ کا بیان پہلے گزر چکا ہے،

(۷) استاد العلماء علامہ السید محمد یار شاہ صاحب قبلہ مرحوم (آف علی پور)

(۸) استاد العلماء علامہ السید گلاب علی النقوی مرحوم (آف ملتان)۔آپ کی نگاہ میں اصول الشریعہ اس عظمت کی حامل تھی کہ بعض ثقہ افراد کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے مدرسہ کے طلاب اور مومنین کو اصول الشریعہ نماز صبح کے بعد درسی طور پر بنفس نفیس پڑھاتے تھے۔واللہ العالم

(۹) محسن ملت علامہ السید صفدر حسین نجفی صاحب قبلہ مرحوم (آف لاہور)

(۱۰) مفسر قرآن علامہ سید امداد حسین کاظمی صاحب مرحوم قبلہ (آف گجرات)
جناب سید امداد حسین کاظمی صاحب کتاب اور اسکی شرح کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ.....اس نادر روزگار کتاب کی بہت شرحیں لکھی جا چکی ہیں لیکن اردو میں کوئی شرح نہیں لکھی گئی اب جناب معلی الالقاب رئیس المتکلمین عمدۃ المحققین حضرت سرکار شریعت مدار علامہ محمد حسین مدظلہ العالی علی رؤوس الموالی پرنسپل مدرسہ محمدیہ سرگودہا نے......احسن الفوائد فی شرح العقائد تحریر فرما کر قوم شیعہ پر ایک احسان عظیم کیا ہے.....

(۱۱)۔ استاد العلماء شیخ الجامعہ علامہ اختر عباس صاحب قبلہ مرحوم ۔آف کوٹ ادو

(۱۲)۔ علامہ حافظ سیف اللہ جعفری صاحب مرحوم ۔(آف چونیاں ضلع قصور)

(۱۳)۔ علامہ سید محب حسین شاہ صاحب مرحوم (آف بہاول پور)

(۱۴)۔ بابائے صحافت مولانا سید عنایت علی شاہ صاحب مرحوم (آف سیالکوٹ)

(۱۵)۔ قدوۃ السالکین جناب پیر سید فضل حسین شاہ صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامھم اجمعین

ان مذکورہ علماء میں سے اکثر کے بیانات کتاب احسن الفوائد کے آخر میں کتاب کے خاتمہ کے طور پر ۸ صفحات پر درج ہیں ۔اوران کے علاوہ کئی دیگر علماء اعلام ان کتب کے اوران کے مطالب کے موید ہیں مثلاً

۱) مولانا سید ثقلین کاظمی صاحب مدظلہ آف اسلام آباد

۲) مولانا سید شمیم السبطین صاحب مدظلہ مقیم لندن

۳) مولانا سید حسین عارف نقوی صاحب مدظلہ (صاحب تذکرہ علماء امامیہ پاکستان وغیرہ)

۴) مولانا اختر نسیم صاحب مدظلہ آف ملتان

احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کی رد میں لکھی جانے والی بعض کتب کے نام

(۱) آئینہ حق نما (۲) تائید حق وتردید باطل (۳) تحفۃ الصیام

(۴) تحقیق حق (۵) تحقیق حق پر علماء حق کے تبصرے (۶) توضیح العقائد

(۷) حقائق العقائد (۸) حقائق الوسائط ۳ جلدیں (۹) دام ہم رنگ زمین

(۱۰) دعوت اتحاد (۱۱) صراط الایمان بضوء الحدیث والقرآن

(۱۲) موازنہ حق وباطل (۱۳) ہدیۃ المستبصرین فی رد شبہات المقصرین ۔وغیرہ وغیرہ

اصول الشریعہ اور احسن الفوائد فی شرح العقائد کے بعد والے ایڈیشنوں میں مندرجہ بالا کتب میں اٹھائے

جانے والے قابل ذکر سوالات کے محققانہ جوابات دیے گئے ہیں اوراس طرح الحمدللہ کوئی جوابی کتاب لاجواب نہیں رہی ہے بلکہ سب کے مختصر مگر دندان و ہمت شکن جوابات دے دیے گئے ہیں۔ فللہ الحمد ولہ الشکر

فصل چہارم

اصول الشریعہ کے مخالفین کا شیخی ہونے کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ اصول الشریعہ کی رد میں لکھی جانے والی کتابوں کے اکثر مصنفین شیخی العقیدہ اور پاکستان میں شیخیت کے مروجین تھے۔ ان مصنفین میں سے جنہوں نے اصول الشریعہ کے جوابات لکھے ہیں بعض نے شیخ احمد احسائی رئیس الشیخیہ کی حمایت میں نام لے کر قلم اٹھایا ہے جسکی تفصیل برصغیر کے امامیہ مصنفین کی مطبوعہ تصانیف ج نمبر ا کے باب العقائد کے مختلف صفحات پر موجود ہے۔

۱) مولانا حسنین ساقی مرحوم اصول الشریعہ کے جواب لکھنے میں پیش پیش رہے ہیں (جواہر الاسرار فی مناقب النبی والائمۃ الاطہار) جو کہ اصول الشریعہ کے جواب میں تحریر کی ہے۔ اگرچہ ساقی صاحب آیۃ ا...... النجفی کے شاگرد ہیں اور زمانہ طالبعلمی میں آیۃ ا...... نجفی مدظلہ کی مدح سرائی میں عربی میں کا قصیدہ بھی لکھا تھا جو ہم باب المراسلات میں پیش کریں گے ایک زمانہ تھا کہ وہ شیخیوں کے عقائد کے بارے میں اس نظریہ کے قائل تھے کہ۔

(۱) شیخیہ کے عقائد فاسدہ مومنین پر مخفی نہیں جو کہ امیر المومنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاد اور ان سے افضل مانتے ہیں۔

(۲) شیخیہ قرآن میں وارد ہونے والے لفظ اللہ سے حضرات آئمہ اطہار مراد لیتے ہیں۔

۳) شیخیہ آئمہ اطہار کو خالق ورازق ومحی وممیت سمجھتے ہیں۔

۴) شیخیہ کے نزدیک آئمہ اطہار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ہی عبادت کرتے تھے

۵) عقائد شیخیہ اور عقائد شیعیان میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔

بحوالہ (برصغیر کے امامیہ مصنفین ج ا ص ۱۴۵)

اور جب ان سے شیخیت کی حمایت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا (میں اس قدر کورانہ ذہن کا آدمی نہیں ہوں کہ کسی کے کہنے پر طوفان مجادوں اور قوم ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں مذموم کردار ادا کروں اگرچہ شیخیت پرستوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے مگر میں دین فروش نہیں ہوں۔

(خط محررہ ۲ فروری ۱۹۷۶ء بحوالہ دقائق الاسلام ص ۲۷)

لیکن دیکھتے ہی دیکھتے شیخی عقائد کو کفریہ عقائد لکھنے والا ایک دم اس طرح بدل جاتا ہے کہ اس کے قلم سے شیخ احمد احسائی بانی شیخیت کے بارے میں یہ الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

شیخ عارف الجلیل القدر آقائی احمد بن زین الدین احسائی......الخ

الغرض ساجی صاحب نے شیخیت کی حمایت میں مندرجہ ذیل کتب تحریر کیں۔

۱)۔احکام شیعیان: یہ کتاب سربراہ شیخیہ کویت مرزا حسن احقاقی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ بحوالہ امامیہ مصنفین ج ۱ ص ۱۲۲

۲) تبصرۃ الشیعہ من فوائد الرضویہ کے صرف اس حصہ کا ترجمہ ہے جس میں شیخ احمد احسائی اور ان کے گروں کا تذکرہ ہے۔ بحوالہ امامیہ مصنفین ج ۲ ص ۳۶۲

(۳) عبقریہ شیخ اوحد عربی میں شیخ احمد احسائی کے حالات زندگی یہ ساری تبدیلی کیوں آئی؟ اس سوال کے جواب میں شائد یہ جواب مناسب ہوگا کہ کیوں کہ فیصل آباد جڑانوالہ روڈ پر بڑی قیمتی زمین گیارہ کنال جو ساجی نے احقاقی کی دی ہوئی رقم سے خریدی ہے۔ اور اس کے عوض احقاقی کی یہ خدمت سرانجام دی ہے ۔اب ہم اپنے قارئین محترم کو مولانا محمد حسین اکبر کی کتاب ,,استعمار شیخیت کے روپ میں" سے پاکستان میں شیخیت کے دو بڑے اڈے دکھانا چاہتے ہیں۔(احقاقی کا خط ساجی کے نام) احقاقی کویتی کا خط حسنین ساجی کے نام کو ہم مولانا محمد حسین اکبر کی کتاب استعمار شیخیت کی روپ میں ص ۵۸ سے من وعن اصلی تعبیرات والفاظ کے ساتھ بغیر کمی اور زیادتی کے قارئین محترم کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تا کہ مومنین دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ زیر زمین کیسے سودا بازی ہو رہی تھی؟ مولانا محمد حسین اکبر اپنی کتاب ,,استعمار شیخیت کے روپ میں,, اس سرخی سے بات شروع کرتے ہیں۔

﴿پاکستان میں شیخیت کے دو بڑے اڈے مکتوب احقاقی بنام ساجی﴾

گرچہ اس وقت (جب کتاب لکھی گئی تھی) کی ترویج کے کئی اڈے قائم ہو چکے ہیں اور مزید قائم ہو رہے ہیں تاہم دو مشہور و معروف مرکزی اڈوں کے بارے میں آقائی احقاقی نے اپنے ایک ورکر شیخ محمد حسنین ساجی کو ایک مکتوب کے ذریعہ جو ہدایات جاری کی ہیں اس خط کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جس کے مطالعہ سے قارئین کو علم ہو جائے گا کہ وہ کون سے دو مرکزی اڈے ہیں جو پاکستان میں شیخیت کے لیے کام کر رہے ہیں۔ احقاقی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"برادر محترم و فاضل مکرم جناب مولوی الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی

فاضل عراق دامت توفیقاتہ العالیہ

السلام علیکم: عرض خدمت یہ ہے کہ جب چاہو اسی وقت تمہارا مقصود و مطلوب پورا کر دیا جائے گا اور وہ رقم جسکا تم نے اسلیے مطالبہ کیا تھا کہ اس سے اپنی سکونت کے لیے گھر خرید سکو وہ کویت میں مقیم احسائی برادران کے صندوق خیریہ سے حاصل کیا جائے گا اولا (تمہیں آرڈر دیا جاتا ہے کہ کتاب ہدیۃ المستبصرین (جو فارسی میں ہے اور محمد حسین ڈھکو صاحب کے جواب میں ہے اور اس کے اول صفحہ پر شیخ احمد احسائی کا فوٹو بھی لگا ہے) جو مرحوم مبلغ اعظم مولوی محمد اسمٰعیل نے لکھی ہے اور پھر کتاب ولایت از دیدگاہ قرآن کا عربی زبان میں ترجمہ کرو اور پھر ان پر اپنی طرف سے حاشیہ لکھو اور پھر ہمیں ارسال کرو اس کام کے کرنے سے گویا تم نے دوستوں کو بھی خوش کیا اور اپنے مطلب کو بھی حاصل کرلو گے۔ (کیسے انداز میں سودا بازی ہو رہی ہے قارئین بخوبی تجزیہ فرمائیں) اردو زبان میں کیا ہوا ترجمہ ہمارے کسی کام کا نہیں ہے یہ ترجمہ عربی دوستوں کو قانع کرنے سے قاصر ہے (یعنی ایسے عرب جو استعمار کی طرف سے خود احقاقی پر متعین کیے گئے ہیں جب تک وہ لوگ قانع نہیں ہوں گے تو ظاہر ہے کہ وہ کیوں سرمایہ خرچ کریں گے) ہاں البتہ اردو دان شیعوں کیلئے ضروری ہے اور لازمی ہے لہذا میں اجازہ دیتا ہوں کہ وہاں کے دولت مند حضرات سے سہم امام علیہ السلام سے رقم خرچ کر کے چھپوا دیں ...... سید خادم رضا رضوی کا کہنا ہے کہ پاکستان میں بنام شیخی ہمارے بہت مرید ہیں اسی طرح مرحوم مبلغ اعظم کے بھی جن کا مرکز درس آل محمد ہے (اور آج بھی شیخیوں کا مرکز ہے) آپ نے اور مولوی ناصر حسین ناصر نے ہم سے ملاقات کی تھی بتایا تھا کہ سید خادم حسین رضوی منافق ہے اور ہمارے اسرار (خطرناک خفیہ پروگرام) کو لوگوں کے سامنے فاش کرتا ہے۔ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ آقائی رضوی اور ناصر حسین ناصر (مولوی اسمٰعیل کے شاگرد خاص جو اسوقت درس آل محمد میں ہیں) کی آپس میں چپقلش جاری ہے اور قم کے طلاب کے سامنے ایک دوسرے کو شیخی بیان کرتے ہیں اور آقائی رضوی برائت اور دوری کا اعلان کرتا ہے۔ جواپنے خط میں تم اسکے کہنے کا انتظار کر رہے ہو۔ بہر حال جو بھی ہو بیتیوں کے نزدیک تمہاری سرخروی اور کامیابی اس بات میں ہے کہ تم ان دونوں کتابوں کا فصیح عربی زبان میں ترجمہ کر کے اس پر ایسے حاشیہ لکھو کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ تم مولفین کتاب اور ان کتابوں کو حد سے زیادہ چاہتے ہو (ہدایت سے واضح ہو رہا ہے کہ خود احقاقی صاحب بھی ان نگرانوں کے سامنے مجبور ہیں جب تک ان کے اشارے پر نہ چلے اسی طرح چلے)

بھی ہدایت جاری فرمائی ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ کویت اور احساء وعطاء کے احسائی مرحوم کرمانی اور اس کے اخلاف کو شیخ کا مخالف خیال کرتے ہیں (کرمانی سے مراد محمد خان کرمانی ہے جو شیخ احمد احسائی کی خلافت کی دوسری کڑی کا فرد اعلیٰ تھا) (جسکی شاخ کراچی میں تھی اور کاظم علی رساء اسکی نمائندگی کر رہا تھا اور عبدالرضا ابراہیمی کرمانی کی طرف سے ان لوگوں کے روابط ان کرمانیوں کے ساتھ تھے اور گلدستہ مودت نامی کتاب اس بات کا ثبوت ہے) احقر

لہٰذا اسی لیے (احقاق حق) کتاب میں اس مخالفت کو واضح کیا گیا ہے۔

اور درس آلِ محمد کے بہت سے ارکان سے مل کر مشورہ سے جو دو جگہ پر کرمانیوں کا نام آیا ہے اس کو مٹا دیا جائے یعنی کتاب ہدیۃ المستبصرین میں سے (احقاقی کے اس اعتراف سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایک تو کرمانی بھی شیخ کی خلافت کے دعویدار ہیں اور خود احقاقی بھی دوسرا ان کے درمیان اختلاف موجود ہے اور یہ خود شیخ احمد احسائی کے صحیح اور حقدار خلیفہ خیال کرتے ہیں قارئین انصاف کرتے جائیں (اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ کاظم رسا مولوی اسماعیل کو یہ حکم دیتے تھے کہ کویتیوں کے گیت گاتا کریں) مرحوم مبلغ نے اس نکتہ کو بے توجہ سے بھلا دیا تھا جبکہ مرحوم اسمٰعیل صاحب کے خطوط جو میرے پاس محفوظ ہیں وہ کرمانیوں پر تنقید پر مبنی ہیں لیکن اس (محمد خان کرمانی) کے نام کو غفلت کی بنا پر جوڑ کر بیٹھے تھے مجھے اس پر افسوس ہے حالانکہ اس کی خدمات ہمارے نزدیک قابلِ قدر رہوں گی لہٰذا مقصد یہ ہے کہ (آپ اس انداز سے کام کریں کہ کویت میں ہمارے نگران اور سرپرست) آپکو اپنے علماء (کارندوں) میں سے ایک جانیں جسطرح مولوی اسماعیل کو اپنے مددگاروں اور مخلص کارندوں اور اس سلسلہ جلیلہ (شیخیہ احقاقیہ) اور طائفہ مظلومہ کے محافظوں میں سے خیال کرتے ہیں اس لیے (مرحوم کی کارکردگیوں کے ثمرہ کے طور پر) یہ لوگ اس درس آلِ محمد کی طرف متوجہ ہیں

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ..... الحائری الاحقاقی ۱۴ شوال ۱۳۹۷ھ

اس کے بعد جناب اکبر صاحب تبصرہ لکھتے ہیں کہ یہ خط زیرزمین ہونے والی کاروائیوں کے لئے ایک قیمتی ثبوت ہے، ایک اڈا درس آلِ محمد کے نام پر فیصل آباد میں اور دوسرا جامعۃ الثقلین کے نام سے ملتان میں قائم ہے اور پھر انکی ذیلی شاخیں قائم کی جارہی ہیں..... قوم شیعہ کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

(استعمار شیخیت کے روپ میں ص ۵۸ تا ۶۰)

اس خط کا عکس باب المراسلات میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲) مولانا محمد بشیر انصاری مرحوم نے اصول الشریعہ کی رد میں بہت کردار ادا کیا تھا حقائق الوسائط ۳ جلدیں اصول الشریعہ کی رد میں تحریر کیں۔ انصاری صاحب چونکہ پاکستان میں پہلے شیخی مروج ہیں اور آیۃ ا...... نجفی صاحب قبلہ پاکستان میں پہلے شیخی عقائد کے مخالف ہیں اسلئے مقابلہ بہت سخت تھا۔ انصاری صاحب نے شیخیت کی ترویج کی تمام ممکنہ کوشش کی۔ جسکے ثبوت کے لیے گلدستہ مودت کے خطوط گواہ ہیں لیکن بمطابق الحق یعلو و لایعلی علیه بالاخر انصاری صاحب مرحوم نے اخباری بیان دے کر شیخیت سے برائت کا اعلان کیا اور سید ممتاز شاہ صاحب قبلہ کو خط لکھ کر اسکا اظہار بھی کر دیا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ انصاری صاحب مرحوم نے جو خط جناب سید ممتاز شاہ صاحب کو لکھا تھا اس میں تحریر تھا کہ میرے پاس شیخیت کی کوئی کتاب موجود نہیں ہے۔ لیکن اس سے پہلے جب کاظم علی رسا کو خط لکھا تو کہا کہ میرے پاس شرح زیارت جامعہ شیخ احمد احسائی اور انکے ایک شاگرد کی کتاب احقاق الحق موجود ہے۔ اس دوغلی پالیسی کی کیا وجہ تھی؟

﴿۳﴾ مولانا محمد اسماعیل دیوبندی مرحوم نے اصول الشریعہ اور دیگر علماء حقہ کے خلاف بہت زیادہ کام کیا جسکی وضاحت گذر چکی ہے۔ اصول الشریعہ کے جواب میں تحفہ علمیہ بجواب اصول الشریعہ اور علامہ حافظ سیف اللہ مرحوم اور قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم کے خلاف ایک کتاب بنام، (ظہور علی بمقام قاب قوسین دررد حافظ سیف اللہ و مفتی جعفر حسین) لکھی جس کا ناشر درس آل محمد ہے۔ البتہ مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم نے جتنی مخالفت علماء حقہ کی کی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ حمایت انصاری صاحب کے ایماء پر پاکستان میں شیخ احمد احسائی اور شیخیت کی ترویج کیلئے کی ہے۔ جسکے ثبوت کے لئے گلدستہ مودت کے خطوط اور مندرجہ ذیل کتب گواہ ہیں۔

1: مقصرین کا غلط پروپیگنڈہ اور اسکا جواب:۔ یہ کتاب شیخ احمد احسائی کی حمایت میں لکھی گئی ہے۔ امامیہ مصنفین ج ۲ ص ۴۹۹

2، ھدیۃ المستبصرین فی ردشبہات المقصرین فارسی زبان میں مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اس کتاب میں اصول الشریعہ کا جواب کم بلکہ نہ ہونے کے برابر اور احقاقیوں اور احسائیوں کی مدح وتعریف

کی ہے۔ مرحوم کتاب مذکورہ کے صفحہ ۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ (**کلمات چند در مدح قبیلہ احساء کہ مولد و منبع شیخ الاوحد است**) اور صفحہ ۳۸ پر تحریر کرتے ہیں کہ شیخ العارف الکامل الشیخ احمد احسائی قدس سرہ کہ در حق ایشان مقصر نغمہ تکفیر ہم می سرایند...... چنانکہ شیخ پیر و مرشد ما است بلکہ مجدد ما

است

۳: اطلاع المومنین مولانا محمد اسماعیل صاحب کی یہ تیسری کتاب ہے کہ جو شیخ احمد احسائی کی حمایت میں لکھی گئی ہے۔

۴: انتباہ المومنین عن شبہات المقصرین: اس کتاب میں شیخ احمد احسائی کی بھرپور حمایت کی گئی ہے اور پاکستانی علماء حقہ پر مختلف قسم کے الزامات اور انہیں عجیب و غریب القابات سے یاد کیا گیا ہے اس سلسلہ میں ہم چند اقتباسات اس کتاب سے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں مولانا اسماعیل صاحب اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ا۔ امام کی امامت کا ماننا اس قول کے لیے مستلزم ہے کہ ان کے پورے فضائل اور علوم مانے جائیں مگر یہ تقصیر تنقیص کر رہے ہیں اور علماء عارفین کی عیب چینی ان کا مشغلہ بن گیا ہے حالانکہ یہ خود جاہل ہیں۔

۲: مقصرین عند المعصوم شراب خوروں سے بھی بدتر ہیں (ص ۴۴)

اعمال ظاہریہ پر زور اور فضائل باطنیہ کا انکار عارفوں کی عیب جوئی ان کا کام ہے

حالانکہ عند المعصوم خود شراب خوروں سے بدتر ہیں (ص ۴۵)

۳: یہ مقصرین عند المعصوم لشکر یزید سے بھی بدتر ہیں (ص ۴۵)

امام نے جو صفت علماء سوء کی بیان کی ہے اس کو یہاں فٹ کیا جا رہا ہے اور مبلغ اعظم صاحب فرماتے ہیں کہ "پس وہ فقہاء خود بھی گمراہ ہو چکے ہیں اور ہمارے شیعوں پر یہ فقہاء ناصبی لشکر یزید سے بھی زیادہ نقصان دہ اور بدتر ہیں" (ص ۴۶)

۴: مقصرین بقول امیر المومنین مقصر سیدھے جہنم میں جائیں گے (ص ۴۷)

اس کے بعد مبلغ اعظم "لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے فرقہ شیخیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ (فرقہ شیخیہ نہ کوئی فرقہ ہے اور نہ میں مانتا ہوں اور نہ شیخی ہونے کا لیبل بنا کر مکمل قبول کرتا ہوں...... باقی

ڈھکو پارٹی ساری وہابی ہے ان کے ہم خیال ملاں سب وہابی ہیں۔ آپ کے پیڑھ کا وہابی شاہ بھی مقصر ہے۔ یہ لوگ اپنے خمس وزکاۃ کی خاطر عزاداری کی مخالفت کررہے ہیں۔ شیخ مرحوم کو نہ خود کافر کہیں اور نہ کہنے والوں کا ساتھ دیں۔ کیوں کہ ایک مومن کو بے تحقیق کافر کہنا معمولی بات نہیں ہے۔ شیخ مرحوم نے وہابیوں کے مقابلہ میں ایک سو پینتیس کتابیں آل محمد کی شان میں لکھیں ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا اس کے زمانے میں مقابلہ کیا ہے اور اپنے ملک کو وہابیت سے بچایا ہے اور شرح زیارت جامع آل محمد کے فضائل میں لکھی ہے۔) ص ۴۹

(حالانکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ شیخ احمد احسائی نے کوئی ایک کتاب بھی وہابیت کی رد میں نہیں لکھی اور نہ ہی اپنے ملک کو وہابیت سے بچایا ہے) ھا توا برھانکم ان کنتم صادقین

شیخ احمد یا شیخ صدوق یا شیخ طوسی اعلی اللہ مقامہم سب مذہب شیعہ کے علماء تھے (ص ۵۰)

رہا ان کے زمانے کے بعض علماء کا ان کو کافر کہنا سو وہ بھی ایسا ہے جیسا کہ مجھ کو یہ لوگ کئی سال سے کافر و بے دین بنا رہے ہیں۔

شیخ احمد احسائی بھی علما کے حسد کا شکار ہو گئے) (ص ۵۰)

یہاں تو مولانا اسماعیل صاحب شیخی فرقہ کو شیعیت سے جداگانہ اور اپنے لئے شیخی کا ٹائٹل قبول کرنے کے لے تیار نہیں ہیں لیکن جو خط کاظم علی رسا کو لکھا اس میں ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ (اس سال سالانہ جلسے کے بڑے اشتہار کی پیشانی پر شیخ الاوحد اور سید امجد کے اسماء گرامی لکھ دیے گئے ہیں اور شیخی کے مفہوم ہونے کا اعلان عنقریب شائع ہو رہا ہے...... کرمانیوں اور احقاقیوں میں چند مسائل میں اختلاف اور فی الحال ان مسائل کی معرفت نہیں لہذا فیصلہ مشکل ہے، اور دونوں شیخی ہیں) (خط ۱۵-۸-۷۵) بلا تبصرہ، (عکس باب مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں)

اب بھی اگر انہیں کوئی پاکستان میں شیخ اور شیخیت کا مروج نہ مانے تو اس کی مرضی، بقول شاعر اہل بیت جناب قیصر بارہوی کہ ع نکلا ہوا ہے چاند مگر مانتے نہیں

(۴) مولانا مرزا یوسف حسین صاحب مرحوم نے اصول الشریعہ کی رد میں حقائق العقائد نامی کتاب لکھی اور اس کتاب میں ان کے بقول سات عدد باطل عقیدہ کے حامل علماء کے اسماء بھی درج ہیں۔ جو گذر چکے ہیں۔ شیخیت کی حمایت میں انکے خطوط گلدستہ مودت میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اور انکے نام پر

احقاقی کی طرف سے آنیوالی رقم کا انکشاف انکے انٹرویو میں صفدر ڈوگر نے کیا ہے۔ حوالہ دیکھنے کے لئے (کتاب مرزا یوسف حسین سے ۳۰۰ تین سو سوالات) کی طرف رجوع کریں)۔

اور انکی اپنی یہ تحریر (کہ مقصرین کی رد میں مولانا اسماعیل صاحب اور میں ایک ساتھ رہتے ہیں ہم دونوں کا مشورہ یہی ہے کہ فی الحال بظاہر خاموش رہوں۔ لاہور فساد کا مرکز ہے۔ یہاں انکے خلاف سکیمیں بنتی رہتی ہیں۔ میں کسی تدبیر کو کامیاب نہیں ہونے دیتا ۲ فروری ۱۹۷۶) (بحوالہ دقائق الاسلام ص ۳۰) اور انصاری صاحب مرحوم نے کاظم علی رسا کو خط میں واضح الفاظ میں تحریر کیا تھا کہ مرزا یوسف صاحب مجھ سے جدا نہیں ہیں۔ (گلدستہ مؤدت)

۵) مولانا آغا ضمیر الحسن رضوی مرحوم نے اصول الشریعہ کے جواب میں معالم الشریعہ لکھی اس پر احقاقی کی تصویر چھپی ہوئی ہے اور شیخیوں کی حمایت میں انتباہ المومنین عن مکائد الموحدین کہ جو شیخ احمد احسائی کی حمایت اور شیخ محمد خالصی کی مخالفت میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ

(بہر حال علماء حق نے تقریر و تحریر کے ذریعے جب انکی وہابیت نوازی و خالصی پر چار تکبیر تحریر کا جنازہ نکال دیا اور احمد پور شرقیہ کے مومنین نے انکی ارتھی کو بھی جلا دیا اور اسکے مقابلہ میں مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم نے شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے زندہ باد نعرہ بذریعہ اشتہار بلند کر دیا تو مولوی محمد حسین کا دسواں باب در اثبات شیخی بودن اکثر مدعیان تشیع در پنجاب بم بن کر اک دم سے پھٹا.........اور ہر وہ شخص جس کو ذرا بھی مولوی محمد اسماعیل صاحب سے کدورت تھی بیان بازیوں پر اتر آیا جب مولوی محمد اسماعیل صاحب سے دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ نہ انہیں شیخیت کی کوئی معلومات ہیں اور نہ شیخ احمد احسائی کے بارے میں شیخ احمد احسائی عبد الوہاب نجدی کا قریب العہد اور قریب الوطن عالم تھا اس نے وہابیت کے خلاف جہاد کیا تھا۔ اس لیے خالصی وہابی کے مقابلہ میں یہ نعرہ بلند کیا گیا ہے

(شیخ کے بارے میں لکھتا ہے) شرح زیارت جامعہ.....آیات و روایات کے اعتبار سے اس کی شرح لکھی ایک متجر شیعہ عالم ہونے کی حیثیت سے اس میں شیعیت کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے جو قرآن و فرمان آئمہ معصومین کے خلاف ہو اب تک اس میں مجھے کوئی شے ایسی نظر نہیں آئی (ص ۱۳)

(نوٹ) اگر شیخ احمد احسائی خدا و رسول اور آئمہ معصومین کا فرمان مان کر ان ذوات مقدسہ کی نوع عام انسانوں سے الگ سمجھتا ہے تو اس کا عقیدہ فاسد اور آپ رام لچھمن کی نوع کا سمجھیں تو

آپ کا عقیدہ صحیح۔ (ص ۱۵)

(اب مولانا صاحب اسکے باوجود یہ بھی کہتے ہیں کہ) ہو سکتا ہے یہ میرے اس تحریری بیان سے مجھے مبلغ اعظم جناب محمد اسماعیل کی طرح شیخ احمد احسائی کا ہمنوا یا شیخیت کے جال میں پھنسانے کی سعی لاحاصل کی جائے۔ اس لیے میں نے حلفیہ بیان دے دیا ہے کہ اس کشمکش سے پہلے مجھے انکا تفصیلی علم نہ تھا۔ (ص ۳۶)

البتہ جس عالم کو بدنام کرنا ہو اس پر کفر و شرک کا فتویٰ لگانا ہو تو اسے کئی بھائی عبداللہ ابن سبا اور شیعہ علماء شیخی کر کے بدنام کرتے ہیں اور اس پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں ایران کے کوائف ان واقعات سے بے پرے ہیں۔ (ص ۳۶)

(اس کتاب کو کتابخانہ ابراہیمیہ کرمانی شاخ نے کراچی سے بنام چرخ حق چھاپ کیا ہے)

(۶) مولانا پروفیسر علی حسنین شیفتہ مرحوم نے اصول الشریعہ اور اسکے حامی علماء کی رد میں درج ذیل کتب تصنیف کیں۔

(۱)۔ تائید حق و تردید باطل: اس کتاب پر کسی وجہ سے نام پروفیسر تصدق حسین بخاری کا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب شیفتہ صاحب کی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب جناب شیفتہ صاحب اور پروفیسر عنایت حسین بخاری کے درمیان ماہنامہ پیام عمل لاہور میں بحث چلی تو آپ نے پروفیسر صاحب کو اپنی کتاب تائید حق و تردید باطل پڑھنے کا مشورہ دیا۔ (بحوالہ امامیہ مصنفین ج اص ۱۳۸)۔ اس کتاب کا دندان شکن جواب مولانا راجہ محسن علی صاحب نے توثیق حق نامی کتاب کی شکل میں دیا ہے۔

(۲) تحقیق حق۔ شیفتہ صاحب مرحوم بڑے خفیہ انداز میں شیخیہ کی کنال کرمان کے ساتھ وابستہ تھے لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ بالآخر راز فاش ہو گیا وہ اس طرح کہ شیفتہ صاحب نے اپنی یہ کتاب شیخیت کی شاخ کرمان کے رئیس و سربراہ عبدالرضا ابراہیمی کے پاس بھیج کر اپنے آپ کو شیخیہ کا مروج ہونا ثابت کیا تھا۔ اس حوالہ سے جناب سیادت مآب سید محمد حسین برقی صاحب مدظلہ اپنی کتاب "پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراؤ" کے صفحہ ۹۰ پر رقم طراز ہیں کہ۔

علی حسنین شیفتہ مؤلف تائید حق۔ پاکستان کے شیعوں میں دوسرے بزرگ مبلغین شیخیہ کی طرح خود کو پوشیدہ رکھ کر اور اپنا مذہب شیخیہ ظاہر کئے بغیر شیعہ مجلس خوان واعظ کے لباس میں عقائد مذہب شیخیہ کی

فضائل آل محمد کے نام سے تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اگر پاکستان کے بے خبر شیعوں کو ان کے شیخی ہونے اور ان کی کتاب، تائید حق، کے مذہب شیخیہ کے عقائد کی تائید میں لکھے جانے کا شبہ ہو تو وہ رئیس مذہب رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی کی کتاب علل اربعہ اور اصول دین کا مطالعہ کرے جنہیں علی حسین شیفتہ نے اپنی مذکورہ کتاب، تائید حق بھیج کر اس بات سے آگاہ اور مطلع کیا تھا کہ وہ نہ صرف تقریر کے ذریعہ بلکہ اپنی تحریر کے ذریعہ بھی عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اس بات کے ثبوت میں انہوں نے رئیس مذہب شیخیہ رکنیہ کرمان کے پاس اپنی کتاب تائید حق ارسال کی تھی۔ چنانچہ رئیس مذہب رکنیہ کرمان مرزا عبدالرضا ابراہیمی مذکورہ کتاب وصول کرنے کے بعد اپنی مذکورہ کتاب علل اربعہ اور اصول دین کے پہلے ہی صفحہ پر خطبہ کے بعد لکھتے ہیں کہ کتاب مذکورہ کی فارسی عبارت اور اس کا ترجمہ برقی صاحب مدظلہ نے تحریر کیا ہے شائقین برقی صاحب کی مذکورہ کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

۷) مولانا سید ابوالحسن موسوی المشہدی نے بھی خریداران یوسف میں نام لکھوانے کی کوشش کی اور آیۃ اللہ ...... نجفی مدظلہ اور دیگر علماء اعلام کے خلاف "برق طور اور احیاء الاموات" نامی دو عدد کتب تحریر کیں جو کہ فضولیات پر مشتمل ہونے کے علاوہ علمی لحاظ سے بہت بھی کم درجہ کی حامل ہیں انکا شیخی ہونا تو کسی پر مخفی نہیں ہے کہ اسلام آباد سے خرافات سے پر، ماہنامہ لسان الصدق کے سرورق پر اور اپنی کتب کی ابتداء میں احقاق کویتی کی تصویر لگانا اور کویتیوں کی مدح وثنا کرنا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

(۸) مولانا ضیاء حسین نے اصول الشریعہ کی رد میں هدیۃ المستبصرین کا ترجمہ کر کے پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں مسلک شیخ احمد احسائی کو برحق ثابت کیا گیا ہے مولانا اسماعیل مرحوم فرماتے ہیں کہ آفرین بر م احساء آفرین...... امامیہ مصنفین ج اص ۱۸۱

(۹) چوہدری طفیل حسین نے ایک تین حصوں پر مشتمل کتاب تحریر کی بنام مرگ بر مقصرین حصہ دوم کے دو عنوانات تھے۔ ا۔ محمد حسین ڈھکو کے فاسدانہ عقائد۔ ب۔ حسین بخش جاڑا کے عقائد باطلہ

ان مذکورہ افراد کے علاوہ جنہوں نے اصول الشریعہ اور اسکے فاضل مصنف اور انکے حامی علماء اعلام کے خلاف محاذ آرائی کی ہے ایک۔

۱۰) مولانا ناصر حسین نجفی و (۱۱) مولانا عبدالحسین مبین سرحدی ہیں، انہوں نے شیخیت کی ترویج کے لیے مندرجہ ذیل کتب تحریر کیں۔

۱: رسالہ مختصر الاحکام۔ مرزا حسن احقاقی کے فتووں کی روشنی میں۔

۲: جواب الاستفتاءات مترجم مولانا ناصر حسین نجفی اور مولانا عبدالحسین سرحدی۔ یہ کتاب مرزا حسن احقاقی کی کتاب الدین المبین بین السائل والمجیب کا ترجمہ ہے۔

۳: تذکرہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی مولانا عبدالحسین بیبن سرحدی نے کتاب کو مرزا حسن احقاقی کے نام معنون کیا ہے۔

۴: مسائل واحکام روزہ۔ مرزا حسن احقاقی کے فتووں کے مطابق مولانا ناصر حسین نجفی نے مرتب کے ہیں

۵: مصباح العقائد مولانا ناصر حسین یہ کتاب مرزا احقاقی کی کتاب نامہ شیعیان کا ترجمہ ہے۔

۶: مرزا حسن الحائری الاحقاقی سربراہ شیخیہ کویت کے حالات زندگی ان تمام مذکورہ کتب کو مبلغ اعظم اکیڈمی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ ان سب کتب کا ذکر برصغیر کے امامیہ مصنفین کی دونوں جلدوں میں موجود ہے۔

ان افراد کے علاوہ جن حضرات نے اس محاذ میں حصہ لیا یا تو وہ ذاکرین کرام تھے یا وہ مولوی صاحبان کہ جو بالواسطہ یا بلاواسطہ شیخیت کی اس شاخ سے وابستہ تھے۔ مرزا احقاقی کی طرف سے دی ہوئی رقم سے پاکستان میں تعمیر ہونے والے مدارس میں سے ۱۸ مدرسوں کا وجود اس بات کا زندہ ثبوت ہے البتہ یہ ضرور یاد رہے کہ یہ تمام کارستانی مولانا بشیر انصاری صاحب مرحوم اور مولانا محمد اسماعیل صاحب مرحوم اور جناب حسنین ساجقی صاحب مرحوم کے فرمان کے تحت کی گئی اور یہ مدارس بھی انہیں کے اشاروں پر اپنی اپنی فعالیت دکھا رہے تھے ان مدارس میں سے اکثر میں بڑی بڑی تختیاں لگی ہوئی ہیں اور احقاقی صاحب وساجقی صاحب کے اسماء درج ہیں۔ لیکن اختصار کے پیش نظر یہاں ان سب امور کی تفصیلات ذکر کرنے سے ہم معذور ہیں۔

بہر حال ہماری دعا ہے کہ ہم سب کو خداوند کریم بحق النبی وعترتہ الطاہرین حق کے سمجھنے اور حق کہنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق وجرائت عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین

فصل پنجم

آیۃ ا... نجفی مدظلہ کی علم کلام ومناظرہ سے متعلق اور دیگر موضوعات پر کتب

(۳) علامہ مجلسی کے رسالہ (اعتقادیہ لیلیہ) کا ترجمہ اور مختصر شرح بنام (اعتقادات امامیہ) جس کا مقدمہ مولانا حسین عارف نقوی مدظلہ نے تحریر کیا ہے۔

۴)(اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوٴ العقل والآیات والاخبار) تعداد صفحات ۴۵۲ علامہ بزرگوار نے اس عظیم کتاب کو نجف اشرف میں تحصیل کے دوران تصنیف کیا تھا۔ اس کتاب کا تذکرہ آقائی تہرانی نے (الذریعہ) میں کیا ہے۔ اس عظیم کتاب پر مندرجہ ذیل مراجع کرام اور مجتہدین عظام کی تقریظات موجود ہیں۔

(۱) آیۃ ا...... العظمی سید جواد تبریزی طباطبائیؒ

) آیۃ ا...... العظمی سید عبدالاعلی سبزواریؒ

(۳) آیۃ ا...... العظمی الشیخ محمد محسن المعروف آقای بزرگ تہرانیؒ

(۴) آیۃ ا...... العظمی الشیخ عبدالکریم زنجانیؒ

۵) آیۃ ا...... العظمی السید عبداللہ الشیرازیؒ

) آیۃ ا...... العظمی شیخ محمد رضا اصفہانیؒ

۵) تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین

یہ کتاب بھی آیۃ ا... نجفی مدظلہ نے دوران تحصیل نجف اشرف میں لکھی تھی۔ ۳۵ سال بعد اب شائع ہوئی ہے اس کتاب میں جو بعد میں اضافہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایک سنی عالم دین محمد نافع جھنگوی نے ایک کتاب لکھی بنام حدیث ثقلین جس میں اس نے بزعم خود جہان تشیع کی عالمی شہرت یافتہ کتاب عبقات الانوار جسے امام المتکلمین سلطان المحققین حضرت آیۃ...... العظمی میر حامد حسین لکھنوی (۱۲۴۶ھ۔۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۳۰ء۔۱۸۸۸ء) نے تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۵ھ کے باب امامت کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ جسکی تعداد تیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جسکا

حال ہی میں ایک جامع خلاصہ فقط احادیث سے مربوط جلدوں کا ۱۹ جلدوں میں عربی زبان میں آقای میلانی مدظلہ نے قم سے نشر کیا ہے۔ ہنوز آیات سے مربوط بحث والی جلدیں نہیں مل سکیں، ان دشمن علماء کوڑھ مغزوں کو کہ جو یہ کہتے ہیں کہ علماء نے کیا دین کی خدمت کی ہے، یہ بات یاد رہے کہ فقط اسی ایک انحرافی کتاب کے شیعہ علماء اعلام کی طرف سے ۵۰ سے زیادہ جوابات دیئے جا چکے ہیں، وللہ الحمد

الغرض اس عظیم کتاب کی دو ضخیم جلدیں حدیث ثقلین کے اثبات پر ہیں۔ اس سنی عالم نے انہیں رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے جواب الجواب کے عنوان سے آیۃ ا...... نجفی صاحب مدظلہ نے اپنے مخصوص انداز میں اس کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا ہے کہ باطل ہمیشہ کے لیے خاموش ہو کر رہ گیا ہے اس کتاب پر بھی مذکورہ مراجع کرام وفقہاء عظام کی تقریظات موجود ہیں اس کتاب کا تذکرہ بھی آقائی بزرگ تہرانیؒ نے الذریعہ میں کیا ہے۔ (الذریعہ ج ۲۶ ص ۸۷۲)

(۶) اقسام توحید

(۷) مختصر عقائد الشیعہ

(۸) تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت

دو ضخیم جلدیں جس نے شیعیت کا سر بلند کر دیا ہے یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کے جواب میں دشمن نے فقط آیۃ النجفی مدظلہ کا عظیم علمی کتابخانہ جلایا اور اسکے علاوہ دشمن کچھ جواب نہ دے سکا۔ آفتاب ہدایت کو ایک زمانہ تک مخالفین مناظرہ کی ایک لاجواب کتاب تصور کرتے تھے۔ لیکن آیۃ ا...... نجفی نے ۳۱۳ عنوانات پر مشتمل تجلیات صداقت لکھ کر ان کے تمام مزعومات کو باطل کر دیا اور ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ۳۵ سال گزرنے کے باوجود بھی تجلیات ابھی تک اپنی علمی تجلیوں کے ذریعے مخالفین کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے۔ لیکن ان سے اس عظیم کتاب کا جواب نہیں بن پایا۔ اس جلیل القدر کتاب میں مخالفین کی طرف سے مذہب شیعہ پر کیے جانے والے تمام اعتراضات کے مکمل ومدلل جوابات دیئے گئے ہیں۔

(۲) کتب فقہ

(۹) قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ

دو ضخیم جلدیں۔ فقہ اہلبیت کے حوالہ سے اس عظیم کتاب میں مسائل حلال وحرام سے متعلق بحث اور توضیح المسائل کی روش سے ہٹ کر اکثر مسائل کی علت بھی بیان کی گئی ہے۔ جلد اول تقلید سے امر بالمعروف تک ۵۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل ابحاث موجود ہیں۔ تقلید، باب الطہارۃ و نجاسات، باب الصلاۃ، باب الصوم، باب الزکواۃ، باب الخمس، باب الحج، باب الجہاد، باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اور جلد دوم جو کہ ۵۲۶ صفحات پر مشتمل ہے اس میں مندرجہ ذیل ابحاث تحریر کی گئی ہیں۔ باب التجارۃ، باب المضاربۃ، باب الشرکۃ، باب الشفعہ، باب القرض والدین، باب الرہن، باب الاجارہ، باب المزارعہ، باب الوکالۃ، باب النذر والیمین، باب الودیعہ والامانۃ، باب النکاح والطلاق، باب المیراث، باب الدیات وغیرہ۔

(۱۰) خلاصۃ الاحکام رسالہ عملیہ (یہ قوانین الشریعہ کا جامع خلاصہ ہے)

(۱۱) حرمت غنا اور اسلام

(۱۲) حرمت ریش تراشی

۱۳) نماز جمعہ اور اسلام (یہ کتاب نماز جمعہ کے وجوب پر لکھی گئی ہے جسے قائد ملت جعفریہ سید محمد دہلویؒ نے ایجوکیشنل پریس کراچی سے چھپوایا تھا۔

(۳) ﴿کتب احادیث﴾

(۱۴) مسائل الشریعہ ترجمہ وحواشی وسائل الشیعہ: حضرت شیخ حر عاملیؒ کی عالمی شہرت کتاب وسائل الشیعہ ۲۰ جلد کا شستہ وشائستہ ترجمہ ہے اور جگہ جگہ پر مفید حواشی لکھے گئے ہیں ۱۲ جلدوں کا ترجمہ ہو چکا ہے جن میں سے چھ چھپ چکی ہیں۔

ا..... نجفی صاحب سفر وحضر میں اسکے ترجمہ میں مشغول رہتے ہیں۔ حتی کہ ایک دفعہ کسی ضروری میٹنگ کی وجہ سے جامعۃ المنتظر گئے ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ آپ کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس جگہ پر صفدر ڈوگر نے لکھا ہے کہ آپ نے قومی مسائل کو ذاتی مسائل پر ترجیح دی اور جب تک میٹنگ شروع نہیں ہوئی وسائل الشیعہ کے ترجمہ میں مصروف رہے۔ ہم یہاں پر صفدر ڈوگر کے ہاتھ کی تحریر کو جو کہ القائم

فروری، مارچ ۱۹۹۳ء کے ص ۳۹ پر موجود ہے یہاں درج کرنا چاہتے ہیں۔

(آیہ...... نجفی نے ہمیشہ قومی مسائل کو ذاتی مسائل پر ترجیح دی ہے)

ڈوگر صاحب نے اس عنوان سے سرخی قائم کی۔

(حجۃ الاسلام مولانا محمد حسین ڈھکو کو صدمہ اور قومیات میں ان کے ایثار کی عظیم مثال)

"حجۃ الاسلام مولانا محمد حسین ڈھکو کے حقیقی بھائی غلام رضا کا انتقال ۱۹ دسمبر کو ہوا، وہ نوجوان تھے غیر شادی شدہ تھے، اچانک انتقال کر گئے...... بھائیوں کی موت کے اثرات سے وہی واقف ہوتا ہے جو اس سے دوچار ہو اور اسلام میں پیغمبر اکرمؐ نے حضرت امیر حمزہ کا مرثیہ کہہ کر اور حضرت امام حسینؑ نے حضرت عباس کا مرثیہ کہہ کر اس کے اثرات سے آگاہ کیا ہے۔ جب ڈھکو صاحب کے بھائی کا انتقال ہوا وہ بہاولپور میں تھے اور فون کرنے پر گھر والوں کو پتہ چلا کہ وہ بہاولپور سے بذریعہ بس لاہور روانہ ہو چکے ہیں، ۲۰ دسمبر کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ایک انتہائی اہم میٹنگ تھی جب مولانا محمد حسین ڈھکو صاحب لاہور پہنچے تو انہیں بھائی کی موت کی اطلاع دی گئی۔ سپریم کونسل کے کچھ ارکان حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر میں تشریف بھی لا چکے تھے۔ اور یہ میٹنگ قومی، مذہبی، ملی اور ملکی سیاست کیلئے تحریک کی ایک انتہائی اہم اور فیصلہ کن میٹنگ تھی تو انتہائی صدمے کی کیفیت میں تمام ارکان ڈھکو صاحب کو روک بھی نہیں سکتے تھے اور ان کی آراء اور تجاویز اس اجلاس میں انتہائی اہمیت کی حامل تھیں۔ قائد محترم نے خصوصی شرکت کرنا تھی ڈھکو صاحب نے کہا کہ میں نے اپنی ذات پر ہمیشہ قوم اور مذہب کو ترجیح دی ہے اسلیے میں اس اجلاس کے لیے ٹھہروں گا۔ سپریم کونسل کے ارکان اور دیگر احباب حیران ہوئے۔ یہ بات کہنا آسان ہے مگر عملی طور پر کر گزرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ انہوں نے عملی طور پر یہ مثال قائم کر دی کہ قوم اور مذہب کا مفاد کتنا عظیم ہوتا ہے۔ ہم اس غم میں ان کے برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بطفیل محمد و آل محمد ان کے بھائی کو جوار معصومین میں جگہ عنایت فرمائے اور انہیں صبر جمیل عنایت فرمائے۔ ایک علمی احساس اور عملی تحریری کام کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ڈھکو صاحب اپنے بھائی کی وفات کی خبر سننے کے بعد اور سپریم کونسل کے اجلاس کے جاری ہونے تک اداس اور مغموم حالت میں بھی وسائل الشیعہ کا ترجمہ کرتے رہے تھے۔"

......اس عبارت کو ہم خود ڈوگر صاحب اور انکے ان ساتھیوں سے کہ جن کے ساتھ مل کر آج کل وہ صاحب

کام کر رہے ہیں۔ بار بار پڑھنے کی اپیل کرتے ہیں۔ کہ آیا واقعاً ڈھکو صاحب قبلہ نے عملی طور پر یہ مثال قائم کردی ہے۔ کہ انہیں قوم اور مذہب کا مفاد بہت عظیم ہے۔ اور ڈوگر صاحب نے القائم میں مولانا اشیر جاڑوی صاحب کی شہادت کے بعد لکھا کہ (میں ندائے شیعہ کے دفتر میں جناب جعفر علی میر ایڈیٹر اخبار کے پاس بیٹھا ہوں اور میر صاحب مجھے ڈھکو صاحب کے خطوط دکھا کر رہے ہیں،......

میر صاحب نے زندگی بھر ڈھکو صاحب کے خلاف لکھا اور دل کھول کر لکھا جارحانہ انداز میں لکھا لیکن جب میر صاحب نے قوم کے اتحاد کی بات کی تو ڈھکو صاحب نے بلا قید وشرط سب سے پہلے جعفر علی میر کو ۴صفحات پر مشتمل خط لکھ کر اپنی ہر قسم کی حمایت کا یقین دلا کر حیران کر دیا۔

(بحوالہ القائم شمارہ ۵،۶ مئی، جون ۱۹۹۲ء اداریہ)

یہاں اپنے قارئین کو صفدر ڈوگر صاحب کا یہ جملہ سناتے چلیں کہ،

"جب بات حوالوں کی ہو تو القائم ہی ذہن میں آتا ہے"

ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ ڈوگر صاحب اپنے اس جملہ کو خود بھی یاد رکھیں اور اپنے حواریوں کو بھی سنائیں۔ ع ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(۱۵) کواکب مضیئہ ترجمہ وشرح الجواہر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ، محدث بزرگوار شیخ حر عاملی صاحب وسائل الشیعہ کی کتاب جواہر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ کا ترجمہ وشرح ہے جو دو مرتبہ اردو میں چھپ چکی ہے ایک دفعہ سرگودھا سے اور ایک دفعہ بغیر متن کے ادارہ منہاج الصالحین لاہور کی طرف سے۔

(۴) کتب تفسیر

(۱۶) فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن ۱۰ جلدیں مکمل ہو چکی ہے جو مکمل طور پر چھپ کر مارکیٹ میں آ گئی ہیں چونکہ آیۃ ا...... نجفی اس تفسیر لکھنے کے دوران بیمار ہو گئے تھے تو ان کے بقول اس عظیم تفسیر کی تکمیل کیلئے جو کہ درحقیقت خلاصۃ التفاسیر ہے اور عقلی ونقلی ہر لحاظ سے کم نظیر ہے اور اس میں نہ طول مخل ہے اور نہ اختصار مخل بلکہ ہر جگہ اعتدال کا دامن تھاما گیا ہے، اور متقدمین ومتاخرین کی تحقیقات کا نچوڑ

ہے، جس کیلئے اپنی زندگی کی خصوصی دعا بارگاہ رب العزت سے مانگی تھی جو کہ الحمدللہ پوری ہوگئی ہے، اس کے علاوہ کئی مقالات تفسیر کے حوالے سے مجلہ دقائق الاسلام میں چھپ چکے ہیں۔

(۱۷) آج کل قرآن مجید کے ترجمہ پر کام کر رہے ہیں جس کے حاشیہ پر مختصر مگر جامع تفسیر بھی ہے، جو کہ فیضان الرحمن کی دس جلدوں کا خلاصہ ہے۔

(۵) کتب ادعیہ وزیارات

(۱۸) **عقد الجمان فی ترجمہ مفاتیح الجنان** اس کا ترجمہ نجف اشرف میں تحصیل کے دوران کیا تھا لیکن بقول آیۃ ا...... نجفی صاحب لاہور سے اس کا ترجمہ چھپ جانے کی وجہ سے میں نے اسے درکوں کی طرح رکھ دیا۔ اس کا ذکر بھی آقائی بزرگ تہرانی نے الذریعہ میں اور آقائے حسینی صاحب نے کتاب زیارت میں کیا ہے۔

(۱۹) **زاد العباد لیوم المعاد**۔ یہ عظیم کتاب جو کہ شب وروز کے اور نماز ہائے پنجگانہ کے تعقیبات کے علاوہ سال بھر کے اعمال وعبادات اور زیارات پر بڑی جامع اور مکمل کتاب ہے جو کہ اس موضوع پر تمام متقدمین ومتاخرین علماء اعلام کی لکھی جانے والی کتابوں کو سامنے رکھ کر اور ارشاد معصومینؑ کی روشنی میں لکھی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ بڑی آب وتاب کے ساتھ اسلام آباد سے چھپ چکی ہے۔

(۶) کتب مقاتل واصلاح

(۲۰) سعادت الدارین فی مقتل الحسین

واقعات کربلا پر ۳۰ باب ۳۳۱ عنوانات اور ۶۱۶ صفحات پر مشتمل مقتل کی مفصل جامع ومستند ترین کتاب ہے ،جس پر بزرگ علماء کی تقاریظ ہیں جن میں ادیب اعظم علامہ سید ظفر حسن نقوی امروہی مرحوم اور علامہ میرزا صفدر حسین مشہدی مرحوم (۱۹۰۱ء تا ۱۹۸۰ء) وغیرہ پیش پیش ہیں ان تمام تہنیتی خطوط اور تقریظات کے عکس بندہ کے پاس موجود ہیں اگر فرصت ملی تو درج کریں گے ورنہ کسی اور موقع پر یا پھر باب المراسلات میں انشاء اللہ درج کیے جائیں گے، لیکن سر دست یہاں پر یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ اس کتاب سے اہل منبر حضرات اور ذاکرین حضرات کی ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ علامہ صاحب نے مجالس میں پڑھی جانے والی

بعض جعلی و وضعی روایات کی نشان دہی کی ہے اور یہ وہ کام ہے کہ جس کسی نے بھی مجالس میں اس قسم کی اصلاح کرنا چاہی معترضین و مفسدین اہل منبر کی طرف سے اسے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، جس کی بعض مثالیں اسی کتاب کے مقدمہ میں گزر چکی ہیں جیسے (۱) آیۃ اللہ العظمی سید محسن امین عاملیؒ (۲) خاتم المحدثین آیۃ اللہ العظمی آقائے میرزا حسین نوریؒ (۳) سید العلماء آیۃ اللہ سید علی نقی المعروف نقن صاحب قبلہؒ (۴) و شہید بزرگوار آیۃ اللہ شہید مرتضی مطہریؒ کہ جن کی عظیم کتاب حماسہ حسینی کی وجہ سے بعض ثقہ افراد کے بقول کہ ہندستان کے بعض عالم نما جاہلوں نے شہید بزرگوار کا پتلا جلایا تھا، اس قسم کی اور مثالیں بہت ہیں، الغرض آیۃ...... نجفی صاحب قبلہ نے اس کتاب میں مندرجہ ذیل چند مشہور روایات کو مورد خدشہ قرار دیا ہے اس پر مفصل گفتگو ہم انشاء اللہ اس کتاب کے حصہ دوم میں کریں گے لیکن یہاں پر قارئین محترم کی اس پریشانی کو ختم کرنے کے لیے کہ اس کتاب میں کن کن روایات کو مورد بحث و نقد قرار دیا گیا ہے، فہرست وار صرف چند مشہور روایات کو ذکر کیا جاتا ہے، علامہ صاحب نے واضح طور پر تحریر کیا ہے کہ

(۱) حضرت بی بی فاطمہ صغری بنت امام حسینؑ کا مدینہ میں رہ جانے والی روایت صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ امام کی دو ہی بیٹیاں تھیں کہ جو کربلاء میں موجود ہیں۔

(۲) یہ کہ حضرت قاسم بن امام حسنؑ کی شادی کربلا میں ہوئی تھی یہ روایت پڑھنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ فاطمہ کبری کا نکاح حسن مثنی سے ہو چکا تھا اور جناب سکینہ چھوٹی تھیں

(۳) حضرت بی بی شہر بانو کی طوس یا تہران میں آنے والی روایت غلط ہے۔

(۴) یہ کہ حضرت سکینہ بنت امام حسینؑ کی وفات تین سال کی عمر میں زندان شام میں ہوئی ہے ثابت نہیں ہے، وغیرہ

۲۱) فیض الرحمٰن ترجمہ لولو والمرجان، خطی

اس کا تذکرہ بھی الذریعہ میں آقائی بزرگ تہرانیؒ نے کیا ہے اور فرمایا ہے اس کا مقدمہ اور خاتمہ جو کہ حرمت غنا پر مشتمل ہے کافی مفید ہے۔

کتاب بھی نجف اشرف میں دوران تحصیل لکھی گئی تھی لیکن بقول آیۃ ا...... نجفی صاحب کے جب سرگودھا سے اس کا ترجمہ جواہر البیان ترجمہ لولو والمرجان کے نام سے چھپ گیا تو میں نے اسے رکھ دیا، قارئین یاد رہے کہ آقائے محدث نوری کی یہ کتاب فارسی میں تو بارہا چھپ چکی ہے۔ اور جسے آیۃ اللہ شہید مرتضی

مطہریؒ نے اپنے موضوع کی بینظیر کتاب قرار دیا ہے، اردو میں اس کے دو ترجمے موجود ہیں ایک یہی جواہر البیان کے نام سے اور ایک آداب اہل منبر کے نام سے چند سال ہوئے ہیں دارالثقافہ کراچی سے چھپ چکا ہے۔

(۲۲) آداب المفید والمستفید ترجمہ منیۃ المرید

عالم ربانی فقیہ صمدانی حضرت شہید ثانیؒ صاحب شرح لمعہ کی عظیم کتاب بنام منیۃ المرید کا مفید حواشی کے ساتھ ترجمہ ہے یہ کتاب بھی دوران تحصیل نجف اشرف میں لکھی گئی تھی لیکن مولانا مفتی عنایت علی شاہ صاحب کے قلم سے ملتان میں چھپنے کی وجہ سے علامہ بزرگوار نے اسے بھی درِ مکنون کی طرح طاق نسیان میں رکھ دیا۔

یہ تمام باتیں اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ آیۃ ا...... نجفی وقت کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر کوئی قدم اٹھاتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ معاشرہ اور قوم کی وہ ضرورت پوری ہو گئی ہے تو اپنی سالوں کی محنت کی پرواہ نہیں کرتے اگرچہ ہر پھول کی اپنی خوشبو ہوتی ہے۔ لیکن آیۃ ا...... نجفی صاحب اپنے کام کی نمائش نہیں کرانا چاہتے۔ بلکہ فی الجملہ اس ضرورت کے پورا ہو جانے کے بعد وہ اس سے زیادہ اہم کام کی انجام دہی میں مشغول ہو جاتے ہیں کیونکہ وقت کم ہے اور کام زیادہ ہے۔

ع　یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

ان سب باتوں اور خطی کتابوں کا ذکر صفدر ڈوگر کو دیئے گئے انٹرویو بنام مولانا محمد حسین ڈھکو نجفی سے ۱۵۰ سوالات میں اور تذکرہ علماء امامیہ پاکستان والذریعہ الی تصانیف شیعہ میں موجود ہے۔

(۲۳) ختم نبوت بر ختمی مرتبت: ادارہ تبلیغ شیعہ راولپنڈی نے شائع کیا ہے۔

(۲۴) شہداء خمسہ کے حالات زندگی کا مختصر مگر جامع مرقع، یعنی

(۱) شہید اول محمد جمال الدین مکی العاملیؒ صاحب اللمعۃ الدمشقیہ

(۲) شہید ثانی زین الدین عاملیؒ صاحب شرح لمعہ

(۳) شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستریؒ صاحب احقاق الحق (متوفی ۱۰۱۹ھ)

(۴) شہید رابع مرزا محمد کامل دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۵ھ) جنہوں نے سب سے پہلے تحفہ اثنا عشریہ کا ترکی بہ ترکی جواب مولف تحفہ اثنا عشریہ کی حیات میں دے دیا تھا کہ جو در حقیقت انکی شہادت کا سبب بنا۔

(۵) شہید خامس آیۃ اللہ العظمی سید محمد باقر الصدر جنہیں صدام ملعون نے عراق نجف اشرف میں بے دردی سے شہید کیا تھا۔

(۲۵) اصلاح المجالس والمحافل اور اسکا خلاصہ بنام مختصر اصلاح المحافل والمجالس جسے جناب شیخ طاہر حسین آف اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ اصلاح المحافل والمجالس کے وجود میں آنے کے بعد کیا ہوا اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

(۲۶) اصلاح الرسوم الظاہرہ بکلام العترۃ الطاہرہ: جسکے چھپتے ہی یار لوگوں کی باسی ہانڈی میں ایک بار پھر ابال آ گیا اور ایک بار پھر ۱۹۶۵ء تا ۱۹۸۰ء تک کے حالات تازہ ہو گئے ایک دفعہ تو کافی ہاہو ہوئی لیکن چونکہ ان میں کوئی عالم فاضل نہ ہونے کی وجہ سے اکثر شور مچانے والے اور کتاب کا جواب لکھنے والے یا طالبعلم تھے یا محض ذاکرین کہ جنکے مفاد کو خطرہ لاحق تھا بہر حال اسکے بھی کئی جواب ئے ہیں اور شائد ابھی اور بھی آئیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب کا جواب لکھنا اور ان ٹھوس حقائق کا جھٹلانا موجودہ شور مچانے والوں میں سے کسی کے بس کا روگ نہیں ہے، بر حال اس کتاب کے خلاف قلم اٹھانے والے اور سستی شہرت حاصل کرنے والے یا خریداران یوسف میں نام درج کرانے والے کچھ تو ایسے طالب علم تھے کہ جنہوں نے اپنے علم کی تشہیر ہی علامہ کی مخالفت سے کی اور ان میں ایک صاحب حقیر کے جاننے والوں میں سے ہیں ان کے اپنے بیان کے مطابق کہ نجفی صاحب کی مخالفت کے نتیجہ میں میرے تعلقات بہت بنے ہیں، اور یہی ان لوگوں کا مطلوب ہے نہ یہ کہ دین کا درد انہیں کھائے جا رہا ہے ،اور اگر ہم چاہیں کہ موجودہ دور کے معترضین ومفسدین کی اور علماء حقہ کے خلاف شور مچانے والوں کی کتاب زندگی کے چند اوراق پریشان قوم کے سامنے تحقیقی دستاویز کے ساتھ پیش کر دیں واللہ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو جائے گی لیکن بعض وجوہ سے ہم ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ الغرض ان قلم اٹھانے والوں میں سے بعض ایسے طالب علم ہیں کہ جن کا اس حوالہ سے مطالعہ بہت ہی محدود ہے، یا پھر تاجران خون امام حسینؑ وہ ذاکرین اور اہل منبر کہ جن کے مفاد کو بہت خطرہ لاحق ہوا، یا تقریر میں کچھ بیان کرنے کے لئے تازہ مواد ملا، اور کئی تو علامہ صاحب سے چوٹ کھائے ہوئے پکے شخی ہیں، چنانچہ اس کتاب کا ایک جواب

(۱) مولانا محمد حسنین ساجی صاحب مرحوم نے دیا جن کا شخی ہونا واضح ہو چکا ہے۔

اسی طرح اصلاح الرسوم کے جواب میں قلم اٹھانے والے ایک۔

(۲) ذاکر محمد عباس قمی صاحب ہیں جن کے علم کا حدود اربعہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ امام زمانہ عجل ا...... فرجہ الشریف کی دعا خاص سے متولد ہونے والے محسن تشیع جناب ابو جعفر شیخ الصدوق علیہ الرحمہ کو اپنی کتاب میں شیخ کذوب لکھنے والا یہ گستاخ (بحوالہ۔ کتاب سوچئے کل کیلئے آپ نے کیا بھیجا۔ مصنف مولانا سید محمد حسین برتی) اور خون امام حسین کی تجارت کرنے والا اور حقائق سے نا آشنا نے بھی سستی شہرت حاصل کرنے کے لے اس کتاب کے خلاف قلم اٹھایا ہے، اس بات کا ثبوت کہ یہ کتاب اس نے شیخیوں کے ایماء پر لکھی، یہ ہے کہ اس کتاب کی تقریظ انکے استاد اور شیخیت کے مروج جناب حسنین ساجی صاحب نے تحریر کی۔ اور کتاب (استعمار شیخیت کے روپ میں) کے لکھنے والے اور جیسا کہ قارئین محترم اپنے صفحات گذشتہ میں ملاحظہ کیا کہ پاکستان میں شیخیت کے دو بڑے اڈوں کی نشاندہی کرنے والے جناب مولانا محمد حسین اکبر ہیں، بالآخر انھوں نے بھی ۔ بیا کہ پیرانہ اختم۔

کہا اور ساجی صاحب کے ساتھ ساتھ محمد عباس قمی کی ایضاح الموہوم کا حرف اول انہی صاحب نے تحریر کر ڈالا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار، اب ہم مجبور ہیں کہ یہاں پر انہیں کا یہ جملہ دوبارہ انہیں کی کتاب سے صرف انہیں صاحب کے لیے نقل کرتے ہیں جناب اکبر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ (بزرگان قوم نوجوانان ملت، علماء عظام ذاکرین کرام اور قومی جرائد کے مسئولین حضرات سے اپیل ہے کہ قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے کام کیا جائے ...... ان حضرات کو برادرانہ مشورہ دوں گا کہ جو شیخیت میں پھنس چکے ہیں خواہ وہ اس کو غلطی سے یا حق وحقیقت جان کر یا صرف پیسہ کے لالچ میں اس کا پرچار کرنے پر مجبور ہیں اپنی آخرت کو دنیا کی قلیل وفانی دولت کے بدلے میں فروخت نہ کریں، کیوں کہ آپ کا یہ اقدام تعاون علی الاثم والعدوان کے مترادف ہے اور یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ باطل کو دوام نہیں...... پاکستان میں بھی شیخیت اور اس کے ہمنواؤں کی شکست یقینی ہے)

(بحوالہ استعمار شیخیت کے روپ میں صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

قمی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۲ پر چونکہ ان مندرجہ ذیل افراد کو علماء حقہ کی فہرست میں گنوایا ہے۔ جن کا شیخی ہونا ناقابل رد دلائل سے ہم ثابت کر چکے ہیں تو صاحبان بصیرت انکے بارے میں فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ قمی صاحب لکھتے ہیں کہ اصول الشریعہ جس کے کئی جوابات علماء حقہ نے تحریر فرمائے جن میں ثقۃ الاسلام علامہ محمد بشیر انصاری، مفسر قرآن علامہ مرزا یوسف حسین، استادی المکرم حجۃ الاسلام

مولانا محمد حسنین ساجی، علامہ آقا ضمیر الحسن نجفی اعلیٰ ا..... مقام ہم ہیں اسکے بعد قمی صاحب نے تحریر کیا کہ مولانا ڈھکو صاحب کی کتاب اصول الشریعہ نے نمایاں کام یہ کیا کہ ملت جعفریہ پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جس کا مولانا موصوف نے خود بار ہا اپنے حلقہ عقیدت مندان میں فخریہ اظہار فرمایا ہے، یہاں پر ہم قمی میاں سے صرف اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ ہر شخص اپنے ذہن کے مطابق ہر بات کا نتیجہ کرتا ہے۔ اچھے ذہن والے اچھا اور گندے ذہن والے گندہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کے کسی مجتہد کے سامنے ایک چور کا ذکر ہوا کہ فلاں شخص نے آدھی رات کے بعد چوری کی تو اس مجتہد نے یہ پوچھا کہ اگر آدھی رات کے بعد وہ چوری کرتا رہا تو اس نے نماز تہجد کب پڑھی ہوگی؟ محترم قمی صاحب اس بات کا ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے ہم خود بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ بلکہ آیۃ ا..... نجفی نے ایران کے دورہ میں علماء کے مجمع میں انٹرویو دیتے ہوئے بھی اس بات کا تکرار کیا ہے لیکن اس تعبیر کے ساتھ کہ اب قوم کے افراد دو حصوں میں بٹ چکے ہیں۔ ایک گروہ کا ملا یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ یہ باتیں جو ڈھکو صاحب نے لکھی ہیں عقل و نقل کے مطابق اور بالکل صحیح ہیں اور اگر یہ غلط ہیں تو انکے غلط ہونے کی دلیل کیا ہے؟ صاحبان عقل و بصیرت کے سامنے گالیاں اور علماء حقہ پر لعن وطعن کسی صورت میں علماء کے دلائل کا جواب نہیں ہیں۔

لیکن ایک گروہ ابھی تک آپ جیسے فنکاروں کی گرفت میں ہے اور اگر ڈھکو صاحب اصول الشریعہ یا دوسری کتب تحریر نہ کرتے تو آپ کے خود نوشت علماء حقہ کبھی بھی اخباری بیان دے کر شیخیت سے لاتعلق نہ ہوتے اور اس طرح وہ پاکستان میں شیخیت کی ترویج میں کامیاب ہو جاتے آیۃ ا..... نجفی کی بر وقت گرفت نے قوم کو بیدار کر دیا۔ اور قوم کے غیور نوجوانوں نے ان شیخی مبلغین کا گھیراؤ کیا جس کی بناء پر انہوں نے حالات کو اپنے خلاف محسوس کرتے ہوئے ظاہری طور پر شیخیت سے بیزاری ظاہر کی۔ جیسا کہ مرزا یوسف صاحب نے اپنے خط میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔ لہذا تیس تیس سال سے شیخیت کی ترویج کرنے والے اصول الشریعہ اور اس کی حمایت کرنے والے علماء کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور ہم بھی اس بات کو فخریہ طور پر لکھ رہے ہیں کہ آیۃ ا..... نجفی کی تحریر نے قوم کے نوجوانوں کو بیدار کیا، اور انہیں سیدھا راستہ دکھا دیا شیخیت اور شیعیت کی تفریق بتا دی مخلصین اور مغرضین و مفسدین کی نشان دہی کر دی۔ گالیاں کھا کر دین کی تبلیغ کرنے والوں اور لاکھوں میں چک چکاؤ مک مکا کر کے خون امام مظلوم کی تجارت کرنے والوں کی نشان دہی بھی کر دی ہاں یہ اور بات ہے کہ منبر پر قبضہ چونکہ ان مغرضین اور جاہل لوگوں کا ہے۔ وہ منبر

سے قوم کو آیۃ ا..... نجفی اور انکے حامی علماء کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہیں۔ اور حقائق سے ناواقف عوام کالانعام بھی اپنے مخلص علماء پر سب وشتم کرتے رہتے ہیں، لہذا اگر اصول الشریعہ نہ لکھی جاتی اور علماء بروقت گرفت نہ کرتے تو آج پاکستانی شیعہ قوم کا علمی مرکز نجف اور قم کے بجائے کویت ہوتا، اور اس مرکز میں موجود مراجعین کی تقلید کے بجائے احقاقی کی تقلید ہوتی۔ اصلاح الرسوم کے خلاف لکھنے والوں میں سے ایک جناب۔

(۳) مولانا سید افتخار حسین نقوی آف ماڑی انڈس ہیں۔ نقوی صاحب کی آیۃ ا..... نجفی کے ساتھ مخالفت کا پس منظر کچھ اسطرح ہے جیسا کہ قارئین محترم جانتے ہیں کہ سرزمین پاکستان میں شیعیت کو کمزور کرنے کیلئے مختلف قسم کے فرق ومذاہب استعمار کے اشاروں پر وجود میں لائے گئے اور لائے جارہے ہیں۔ اور دوسری طرف مخلص علماء اعلام ہمیشہ انحرافی عقائد کے حاملین افراد کے پیشواؤں سے نبرد آزماہوتے رہتے ہیں۔ اور حتی المقدور ان کے عزائم سے نوجوان نسل کو آگاہ کرتے رہتے انہی منحرف فرقوں میں سے ایک منحرف ترین فرقہ شیعیت کی تضعیف کے لیے پنجاب کے علاقہ جمن شاہ ضلع لیہ میں وجود میں آیا۔ اس فرقہ کو جمن شاہی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس کے بانی سید طالب حسین شاہ تھے اور باپ سے بھی کہیں زیادہ خطرناک انکے بیٹے سید جعفر زمان تھے۔ ان حضرات کے ہاں جہاں مال دنیا کی ریل پیل تھی وہاں عقائد کے حوالہ سے کجروی اور غلو میں آخری درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ انہی مولانا سید افتخار حسین نقوی صاحب بھی شعوری یا لاشعوری طور پر ان کے دام ہمرنگ زمین میں پھنس گئے اور ماڑی انڈس سے جعفر زمان شاہ کی کتب ضلال دھڑا دھڑ شائع کیں اور اسی طرح اس انحرافی فرقہ کی ترویج اس طرح بھی کی کہ اپنے ماہوار رسالہ پیام زینبؑ کو سید جعفر زمان کے انحرافی مقالات سے بھرا۔ اگر چہ خود مولانا نقوی صاحب کی تحریر کے مطابق جمن شاہی ایک گمراہ فرقہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس اقرار کے باوجود یہ کتب کیوں شائع کیں؟ بہر حال دوسری طرف آیۃ ا..... نجفی مدظلہ اور دیگر علماء حقہ کا کام اور ہدف ہی انحرافی عقائد کی ترویج کرنے والے افراد کو للکارنا اور انہیں ہر مقام پر شکست دینا ہے اس لئے وہ جمن شاہیوں کے سخت مخالف ہیں اور قوم کے غیور نوجوانوں کو جمن شاہیوں کے عزائم سے آگاہ کیا جس کی بناپر قوم کے بابصیرت افراد مولانا افتخار حسین نقوی سے جمن شاہیوں سے روابط کی بناپر تشویش کا اظہار کرنے لگے اور جب نقوی صاحب قبلہ نے دیکھا کہ کام خراب ہونے لگا ہے تو جہاں انہوں

کام لینے کی خاطر آیۃ ا...... نجفی مدظلہ کی مخالفت شروع کردی قومی اخبار رضا کار میں اخباری بیان دیدیا کہ جمن شاہیوں کو ایک گمراہ فرقہ سمجھتا ہوں میں تو پیرو خط امام خمینیؒ ہوں۔ ہم یہاں پر ثبوت کے طور مولانا کے دیئے ہوئے بیان کی عبارت تحریر کررہے ہیں۔ ۲۴، ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء ہفت روزہ اخبار رضا کار میں مولانا کا جمن شاہیوں سے اعلان لاتعلقی کے حوالہ سے یہ بیان چھپتا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ

نظام مرجعیت کو اہل بیت علیہم السلام کے خط کا تسلسل سمجھتا ہوں...... جمن شاہ کا سلسلہ بھی میرے نزدیک ان سلسلوں میں سے ایک ہے جو نظام مرجعیت اور ولایت فقیہ سے ہٹ کر ہیں، (اور جب یہی بیان ماہنامہ درس عمل لاہور سے نشر ہوا تو اس میں یہ عبارت اضافہ تھی کہ) انہوں نے (یعنی جمن شاہیوں نے) اپنے لئے اہل بیت علیہم السلام کے فرامین اور شرعی احکام وصول کرنے کے لئے غیبت کبریٰ کے دور نظام مرجعیت سے علیحدہ راستہ کا انتخاب کررکھا ہے) اس بیان کا مقصد چندہ دینے والے افراد کو یہ ظاہر کرانا تھا کہ میرا جمن شاہیوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ وہ تو ایک منحرف فرقہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم یہاں پر اسی بیان کی روشنی میں مولانا سے یہ عرض کرسکتے ہیں کہ"

(۱) آپ جس فرقہ کو نظام مرجعیت کا مخالف اور تعلیمات اہل بیت علیہم السلام سے ہٹا ہوا سمجھتے ہیں کیوں کہ آپ نے واضح تحریر فرمایا ہے کہ نظام مرجعیت ہی تعلیمات اہل بیتؑ ہیں ان کی کتب اپنے مدرسہ سے اور انکے مقالات اپنے ماہ نامہ میں کیوں چھاپے؟ کیا یہ بدعتی اور منحرف لوگوں کی ترویج اور انکی تشہیر کا سبب نہیں ہے؟

(۲) ہم مولانا صاحب سے یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ آیا ان جمن شاہیوں کا نظام مرجعیت اور تعلیمات اہل بیت علیہم السلام سے انحراف انکے مرنے کے بعد آپ پر واضح ہوا یا انکی زندگی میں ہی انکے عقائد و نظریات کو غلط و نظام مرجعیت و تعلیمات اہل بیتؑ سے ہٹا ہوا سمجھتے تھے؟

(۳) یہ بیان آپ نے انکی زندگی میں ہی کیوں نہ دیا؟ تاکہ آپ سے راہنمائی حاصل کرنے والے ان کے دام فریب میں نہ آتے اور آئے دن ہر لوفر، لفنگا، بدعمل، بے نمازی دشمن علماء ان جمن شاہیوں ہی کی تعلیمات اور آپ جیسوں کی تائیدات کی وجہ سے (قطب کون مکان حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری علیہما السلام کی ملاقات کا اور حضرت سے احکام وصول کرنے کا دعویٰ نہ کرتا

(۴) جمن شاہیوں کی غلط تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ لوگ اپنی مخصوص فکر کے مطابق خاندان عصمت وطہارتؑ کی مخدرات عصمت کے نام لینا تحریراً اور تقریراً کسی بھی صورت میں جائز نہیں سمجھتے اور آپ کا بھی اپنا ماہنامہ پیام زینبؑ کہ جو جمن شاہیوں کے اثر ورسوخ سے پہلے اسی نام کے ساتھ چھپتا تھا اور بعد میں انکی تعلیمات کی وجہ سے پیام زی ان ب، کے مخصوص انداز سے چھپنے لگا اور انکے مرتے ہی دوبارہ اپنے اصلی نام پیام زینبؑ کے نام سے چھپنے لگا، کیا یہ انکی فکر کی ترویج نہیں ہے؟

(۵) اور اسی طرح آپ نے اپنے مدرسہ اور دیگر مقامات پر جمن شاہیوں ہی کی اس فکر کی ترویج نہیں کی کہ ایک مخصوص انداز اور خاص وقت میں یہ فلاں عمل کرنے سے امام زمانہؑ کی زیارت نصیب ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے امام زمانہ سے احکام وصول کیے جاتے ہیں اور جیسا کہ خود آپ نے بھی اپنے بیان میں اس بات کی تصریح کی ہے (غیبت کبریٰ کے دور میں احکام وصول کرنے کیلئے انہوں نے نظام مرجعیت سے علیحدہ راستہ انتخاب کر رکھا ہے) لیکن آپ نے بتایا نہیں کہ وہ راستہ کیا ہے، شائد اس لے کہ شعوری یا لاشعوری طور پر آپ خود اس غلط فکر کی اپنے مدرسہ کے طلاب میں بھی ترویج کر رہے ہیں،، کیا ان باطل نظریات کی ترویج اس منحرف گروہ کی ترویج اور انکی تائید نہیں ہے؟ قبلہ اگر ہمیں یہ اطمینان ہوتا کہ آپ ان دو مظلوم طلبہ کی طرح کہ جنہیں فقط اس جرم میں مدرسہ سے نکالا جاتا ہے کہ انہوں نے کالا باغ جا کے آیۃ ..... نجفی مدظلہ کی تقریر میں شرکت کی تھی اور ان طلبہ کی یہ حرکت آپ کے اور آپ کی طبع کے خلاف تھی،،، اس خلاف عقل وخلاف شرافت حرکت کا اعادہ نہیں کریں گے تو ہم ان تمام افراد اور مدرسہ کے طلاب ومدرسین کے نام لکھتے کہ جنہیں آپ کے اس طریقہ سے اختلاف ہے، بہر حال ہماری تو خداوند کریم سے یہی دعا ہے کہ رب کریم ہمیں حق سمجھنے حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے،،، ہمیں چونکہ مولانا سے نیاز حاصل ہے اور ساتھ ہی مولانا کی دیگر بعض خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لیے ہر ہر جملہ بڑی احتیاط سے لکھا گیا ہے،،، بہر کیف آیۃ ا..... نجفی ودیگر علماء حقہ نے انہیں بھی شیخیوں کے مروجین کی طرح اس حد تک مجبور کر دیا کہ جس طرح شیخی مروجین ساری زندگی شیخیت کی ترویج کرتے رہے لیکن جب راز فاش ہوا تو بعد میں ساری زندگی جگہ جگہ محفلوں میں اور اخباری بیانات دے کر شیخیت سے برائت کا اعلان کرتے رہے اسی طرح جناب مولانا سید افتخار حسین نقوی صاحب نے بھی ایک عرصہ تک تو جمن شاہیوں سے ارتباط رکھا اور انکی کتب ومقالات خوب نشر کیے لیکن جب راز فاش ہوا تو انہوں نے بھی

ظاہری طور پر اخباری بیان دے کر جمن شاہیوں کو نظام مرجعیت کا مخالف اور تعلیمات اہل بیت سے ہٹا ہوا گروہ سے تعبیر کیا اور اپنے آپکو ان سے لاتعلق ظاہر کرنے کی کوشش کی ہمیں افسوس کے ساتھ ساتھ فکر اس بات کی ہے کہ یہ بیان انہوں نے انکی زندگی میں کیوں نہ دے دیا، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ ان کی گدی نشینی کے امیدوار تھے مگر جب جمن شاہی کی وفات کے بعد گدی کسی اور کو مل گئی اور آپ اس سے مایوس ہو گئے تو اب ان سے لاتعلقی کا بیان داغ دیا یعنی

ع جب رنج دیا بتوں نے تو خدا یاد آیا

بہر حال اب مولانا صاحب حقائق سے ناواقف لوگوں کو آیۃ ا...... نجفی کے خلاف بھڑکا رہے ہیں اور انکے چیلے چانٹے انکے سامنے آیۃ...... نجفی کی تصاویر لوگوں کے گھروں سے اتار کر پھاڑ دیتے ہیں، امید ہے مولانا کو پنجاب کے علاقہ سکندر آباد میں کی جانے والی اس گھٹیا حرکت سے رونما ہونے والے واقعہ کے تاثرات یاد ہوں گے، ہمارے پاس تفصیل میں جانے کا نہ وقت ہے اور نہ ہی گنجائش بہا صاحبان عقل و بصیرت کیلئے اشارہ کافی ہے، اور مزے کی بات یہ ہے کہ آجکل نقوی صاحب کے ساتھ وہ افراد کام کر رہے ہیں جنہوں نے تمام زندگی مولانا افتخار حسین نقوی صاحب اور جمن شاہیوں کی مخالفت کی ہے اور اس مخالفت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن خدا برا کرے تعصب و لالچ کا۔ یہ وہ بری بلا ہے کہ جو اچھے خاصے انسانوں کو انسانیت کے دائرے سے نکال دیتا ہے اور انسان کو اندھا و بہرہ بنا دیتا ہے، (یاد رہے کہ ہم نقوی صاحب کو شیخیوں کی فہرست میں شمار نہیں کرتے کیوں کہ شیخیت کی تردید میں نقوی صاحب کے بیانات تحفۂ شیخیہ میں چھپ چکے ہیں، اور ویسے بھی ہم قبلہ کو ان خرافات سے دور سمجھتے ہیں، لیکن جمن شاہیوں سے مولانا کا ارتباط اور انکی کتب و مقالات کی ترویج یہ آج بھی ہمارے لیے معمہ ہے)۔

۲) اصلاح الرسوم کا جواب لکھنے والوں میں سے ایک ابوالحسن مشہدی موسوی ہیں جو حال حاضر ساقی صاحب کے بعد شیخیت کے مروج اور جناب حامد علی موسوی آف راولپنڈی کے ساتھ ملکر شیخیت کے مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں۔ اور شیخیت کے ترجمان ماہنامہ لسان الصدق کہ جس کے سرورق پر احقاق کی تی کی تصویر ہوتی ہے، کے مدیر ہیں ان کا شیخی ہونا اور شیخی افکار کا مروج ہونا کسی پر مخفی نہیں لہذا اس بات کا ثبوت پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، لیکن یہ بات یاد رہے کہ انصاری صاحب مرحوم کے بعد خفیہ طور پر پاکستان میں شیخی نواؤں کے اصل سرپرست حکومت و استعمار کے بنائے ہوئے قائد مولانا سید حامد علی

موسوی ہیں کہ جو ابوموسیٰ اشعری کی طرح اپنے خشک تقویٰ سے لوگوں کو متاثر کیے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کا آیۃ...... نجفی مدظلہ کی مخالفت کا سبب شیخی ہونے کے علاوہ یہ بھی ہے کہ نجفی قبلہ نے ان کے اس جعلی قیادت کے خلاف کھل کر بعض جگہوں پر تقریریں کی ہیں اور قوم کو شیعیت کی حقیقی قیادت کی معرفی کرائی اور اس کی طرف راہنمائی کی۔

ان کے علاوہ جن صاحبان نے اصلاح الرسوم کے خلاف قلم اٹھایا ہے ان میں سے اکثر کئی وجوہات کی بنا پر مرفوع القلم ہیں۔ مثلاً ڈوگر صاحب سے کوئی پوچھے کہ جس زمانے میں آپ آیۃ...... نجفی مدظلہ کے گیت گا رہے تھے اور اپنے رسالہ القائم میں علامہ کے قصیدے پڑھ رہے تھے کیا وہ زمانہ اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ، احسن الفوائد فی شرح العقائد، قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ، اور سعادت الدارین فی مقتل الحسینؑ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تمام شیخیوں کی بھرپور مخالفت کے بعد کا زمانہ نہیں تھا، اور جب آپ نے علامہ نجفی کی حمایت سے دست برداری کی تو اس وقت تک ابھی اصلاح الرسوم لکھی نہیں گئی تھی، تو آپ کو علامہ سے کون سا اعتقادی و مذہبی اختلاف ہے، یہ وہ سوال ہے کہ جو ہر سوچنے والے ذہن میں آنا چاہیے، اور اگر ہم نے سابق کی طرح دستاویزی ثبوت کے ساتھ وجہ مخالفت لکھنا شروع کر دی تو کتاب کا حجم بڑھنے کا خطرہ ہے اور ویسے بھی ہم نے تمام رازوں سے پردہ اٹھانے کی ذمہ داری تو لے نہیں رکھی، کچھ تو آپ خود بھی سوچیں کہ آخر بات ہے کیا؟ اور ویسے بھی ڈوگر جیسے افراد کو علماء کی علمی ابحاث میں دخالت کا حق ہی کیا ہے؟ ہمارے خیال میں اکثر افراد کا اصلاح الرسوم کو بنیاد بنا کر اور اس کے خلاف شور مچانا در اصل اس پرانی عداوت کا نتیجہ تھا جو ان لوگوں کو آیۃ ا...... نجفی صاحب مدظلہ سے تھی چونکہ انہوں نے شیخیت کے خلاف تحریک چلا کر قوم کو بیدار کر دیا اور قوم کے غیور جوانوں نے بھی شیخیت کے مروجین کا گھیراؤ کر لیا تھا جس کی وجہ سے ساری زندگی شیخیت کی تبلیغ کرنے والے اور شیخ احمد احسائی کو آیۃ ا...... العظمیٰ فی العالمین اور انہیں پیرو مرشد کہنے والے اخباری بیان دے کر شیخ اور شیخیت سے لاتعلقی کا اظہار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور ایک دوسرے کو مجرم ثابت کرنے پر زور لگاتے تھے ان بڑے بڑے شیخی مبلغین کی زبان اور قلم سے نکلے ہوئے کلمات جو انہوں نے ایک دوسرے کے بارے میں کہے تھے وہ صاحبان بصیرت کے لیے مایہ عبرت ہیں ان القاب کو دیکھنے کیلئے شائقین سید ممتاز حسین شاہ کے مقالہ انکشاف حقیقت کی طرف رجوع فرمائیں۔ یہ مقالہ انکشاف حقیقت کے عنوان سے (نومبر ۱۹۹۹ء ماہنامہ دقائق اسلام میں ص ۲۳ تا ۳۳) چھپ چکا ہے بہت ہی تاریخی اور تحقیقی معلومات کا حامل ہے۔

لہٰذا اصلاح الرسوم کے خلاف بھی ہنگامہ کھڑا کرنا دراصل انہی پرانے شیخی مبلغین کے ایماء پر تھا لیکن چونکہ موجودہ نوجوان نسل ان حقائق سے پوری طرح آگاہ نہ تھی اور انکو اس مخالفت کا پس منظر معلوم نہ تھا اس لئے کچھ بھٹک گئی اور شیخی پروپیگنڈہ فیکٹری کی گرفت میں آگئی اور اس طرح لاشعوری طور پر اپنے ہی مخلص علماء پر سب وشتم کرنے لگی، مگر الحمدللہ کہ علماء حقہ کی شبانہ روز کی محنت سے اب سارے حقائق نکھر کر سامنے آرہے ہیں اور با بصیرت افراد جوق در جوق ان حقائق کو سمجھ کر حق وحقیقت کو قبول کر رہے ہیں، اور تمام تاجران خون امام حسینؑ اور دین فروش واعظین، حق اور علماء حق کی مخالفت کر کے کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچ رہے ہیں، اور ڈھکو پارٹی، ڈھکو گروپ اور ڈھکو ازم کا ہوا کھڑا کر کے لوگوں کو منحرف کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں تو ہم نے چاہا کہ قوم کے غیور جوانوں کو بتا دیا جائے کہ ڈھکو صاحب کا شیعیت سے علیحدہ کوئی گروپ نہیں ہے بلکہ ان چند مخلص علماء حقہ کے گروہ کا نام ہے جو قوم کی صحیح راہنمائی کرتے ہوئے اسے صحیح راستہ دکھانا چاہتے ہیں علماء حقہ کے اس گروہ میں قوم شیعہ کے چاروں قائدین شامل ہیں یعنی؛

قائد اول:۔ علامہ سید محمد دہلوی مرحوم

قائد دوم:۔ علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم

قائد سوم:۔ علامہ سید عارف حسین الحسینی شہید رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

قائد چہارم:۔ علامہ سید ساجد علی نقوی مدظلہ العالی علی رؤوس المومنین

اور انکے علاوہ اکثر دیگر بزرگ علماء اس میں شامل ہیں، جن میں سے بعض کے اسماء گرامی قبل ازیں گزر چکے ہیں انہیں الفاظ کیساتھ ہم یہ تحریر یہاں ختم کرتے ہیں، اور اب آیۃ...... نجفی مدظلہ کے بعض شاگردوں کے اسماء گرامی تحریر کرتے ہیں تا کہ موضوع کتاب ہر عنوان سے کامل ہو جائے۔

فصل ششم

آیۃ......نجفی مدظلہ کے شاگردوں کے اسماء گرامی

یوں تو آیۃ......نجفی مدظلہ کے شاگردوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن زمانے کی ستم ظریفی اور مصلحتوں کا شکار ہونے کی وجہ سے اکثر حضرات اپنے آپ کو علامہ کا شاگرد بتلاتے ہوئے خوف محسوس کرتے ہیں کہ کہیں ہماری روٹی پانی بند نہ ہو جائے، اور بعض اصلا مادی دنیا کے حصول کی خاطر راستہ ہی بدل چکے ہیں اور اس پر ہمارے پاس کئی شواہد موجود ہیں مثلا ساقی صاحب مرحوم علامہ صاحب کے شاگرد ہیں اور انہوں نے اپنے خط میں استاذی المکرم المحترم وغیرہ کے الفاظ لکھے ہیں لیکن تذکرہ میں ظاہر نہیں کیا۔

اور ان جیسے سبق حرام شاگردوں میں مولوی محمد عباس قمی، مولوی علی حسین قمی، مولوی اعجاز کاظمی اور مولوی اشیر جاڑوی وغیر وغیرہ۔اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۱ء تک علامہ نجفی صاحب دارالعلوم محمدیہ سرگودھا کے مدرس اعلی رہے، اور تذکرہ علماء امامیہ میں اس زمانے کے فارغ التحصیل حضرات کی فہرست لمبی ہے لیکن اکثر نے یہ بات ظاہر نہیں کی کہ ہم نجفی صاحب کے شاگرد ہیں۔لہذا ہم ان دو نوں گروہوں میں سے کسی کا نام نہیں لکھیں گے بلکہ اپنے موقف کے مطابق کہ جب تک بات پایہ ثبوت تک نہ پہنچ جائے ہم اسے قلمبند نہیں کرتے۔لہذا ہم یہاں پر صرف ان حضرات کے اسماء درج کریں گے کہ جنہوں نے ہر قسم کی مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر تذکرہ علماء امامیہ پاکستان میں ڈنکے کی چوٹ پر لکھا کہ ہم علامہ محمد حسین نجفی ڈھکو صاحب کے شاگرد ہیں، اور جن کے حالات تذکرہ میں موجود نہیں ہیں اور وہ علامہ کا شاگرد ہونا بھی قبول کرتے ہیں ان کے اسماء لکھنے سے ہم معذور ہیں کیونکہ انکی اطلاعات ہمارے پاس نہیں ہیں اور جن کو ہم جانتے ہیں اور ہمارے سامنے علامہ کے شاگرد ہونے پر فخر محسوس کیا ہے انکے اسماء ضرور تحریر کریں گے یہ ساری تمہید اس لئے لکھی گئی ہے کہ قارئین محترم یہ جان لیں کہ جھوٹے پروپیگنڈے کا کتنا اثر ہوتا ہے اور غلط مصلحت کے شکار افراد حقائق کو کس طرح چھپاتے ہیں

مخفی نہ رہے کہ اس سلسلہ میں آیت اللہ النجفی کے بعض شاگرد وہ ہیں جنہوں نے نجف اشرف کے قیام کے دوران آپ سے کسب فیض کیا اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے دارالعلوم محمدیہ سرگودھا کی پرنسپلی کے دور میں کیا اور بعض نے سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا میں آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا اور پھر ان

میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے تذکرہ علماء امامیہ میں پڑھا اور بعض کا اوروں سے سنا اور بعض کا تذکرہ خود یت اللہ النجفی نے کیا۔

(بعض شاگردوں کے اسماء)

حجۃ الاسلام مولانا سید صادق علی شاہ، خطیب دبئی عرب امارات

۲۔ حجۃ الاسلام مولانا ظہور حسین خان صاحب نجفی، خطیب بلاک نمبر ۷ سرگودھا

۳۔ حجۃ الاسلام مولانا سید شمیم السبطین الرضوی، مبلغ اسلام لندن برطانیہ

۴۔ حضرت مولانا سید غلام شبیر شاہ کاظمی، سابق خطیب قصر القائم سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

مولانا خادم حسین جاوید ولد غلام حسین مرحوم، خطیب جامع مسجد ۷ بلاک سرگودھا

مولانا راجہ ولدار حسین ولد راجہ محمد انعام، سکونت موضع دھراب تحصیل چکوال ضلع جہلم

مبلغ اسلام مولانا شمیم السبطین ولد غلام یسین، سکونت ماڑی شہر ضلع میانوالی

مولانا آغا سید حسن حیدر نقوی ولد مولانا سید آغا محسن شہید، ۱۹۵۰ خطیب بھکر

مولانا سید سجاد حسین نقوی آف گجرات حال مبلغ برمنگھم، برطانیہ

۱۰۔ مولانا سید غلام شبیر شیرازی، ریناله خورد موسس مدرسہ فاطمیہ

مولانا عبدالرزاق علوی سرگودھا مدرس عربیہ چونی ضلع قصور

۱۲۔ حجۃ الاسلام مولانا کاظم علی جھنگ آف مدرس جامعۃ الغدیر احمد پور سیال

۱۳۔ :مولانا ابوالعرفان عطاء محمد خان جتوئی ولد نبی بخش خاں خطیب جامع مسجد ڈیرہ غازیخان

۱۴۔ مولانا غلام جعفر نجفی ولد باز خان داماد علامہ اختر عباس مرحوم 310\c1 سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

۱۵۔ مولانا غلام حسین ولد ملک محمد بخش

۱۶۔ مولانا محمد امیر ادیب نجفی ولد شیر محمد، مدرس عربیہ چکوال

۱۷۔ مولانا نذر عباس اصغر خطیب، لاہور کچھ عرصہ مدرسہ محمدیہ بھلوال سرگودھا کے مدرس اعلیٰ رہے۔

۱۸۔ مولانا سید عباس علی شاہ نجفی، گلگت

۱۹۔ مولانا شیخ محمد علی طاہری ولد عبدالعلی، گلگت

شیخیت کی رد میں خوب حصہ لیا اور ایک دو دفعہ سید ضمیر الحسن سے بحثیں بھی کیں

۲۰۔ مولانا شیخ احمد علی ناصر ولد قیصر علی:

۲۱۔ مولانا نصرت حسین مدظلہ (داماد شیخ الجامعہ علامہ اختر عباس نجفی) مدرس سلطان المدارس سرگودہا

۲۲۔ مولانا سید قلب حسین نقوی صاحب، مقیم قم المقدسہ ایران

۲۳۔ مولانا اختر عباس صاحب، آف خوشاب

۲۴۔ مبلغ اسلام مولانا سید محمد شاہ ناصر صاحب، سرگودھا

۲۵۔ مولانا سید حسنین کاظمی، خطیب دبئی عرب امارات

۲۶۔ مولانا سید ابوالحسن نقوی، علی پور مقیم قم

۲۷۔ مولانا سید غلام حسنین شیرازی مرحوم، چک ۲۱ سرگودھا

۲۸۔ مبلغ اسلام مولانا حامد علی صاحب، چک نمبر 8 سرگودھا

۲۹۔ مولانا سید محمد حسین شیرازی مرحوم سابق خطیب جہانیاں شاہ وغیرہ وغیرہ

۳۰۔ حجۃ الاسلام مولانا منظور حسین صاحب، خطیب لندن برطانیہ

باب پنجم

آیۃ ا......النجفی صاحب مدظلہ کی تقریری، تدریسی اور قومی وملی خدمات

فصل اول

سرکار آیۃ اللہ النجفی کی تقریری خدمات

فصل دوم

سرکار آیۃ اللہ النجفی کی تدریسی خدمات

فصل سوم

قومی وملی خدمات

باب پنجم

آیۃ ا......النجفی صاحب مدظلہ کی تقریری، تدریسی اور قومی وملی خدمات

یہ سچ ہے کہ ان اللہ اذا اراد امرا ھیا لہ اسبابہ کہ جب خدا کوئی کام کرانا چاہتا ہے تو اس کے اسباب خود مہیا کر دیتا ہے۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اچھا مقرر ہوتا ہے مگر وہ اچھا مدرس نہیں ہوتا اور اس کے برعکس جو اچھا مدرس ہوتا ہے وہ اچھا مقرر نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک اچھا مقرر بھی ہوتا ہے اور اچھا مدرس بھی مگر وہ اچھا مصنف ومولف نہیں ہوتا۔

ع ومن ذالذی ترضی سجایاہ کلھا

مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب قادر مطلق کسی بندہ سے کوئی عظیم کام کرانا چاہے تو اسے بیک وقت ان تمام خوبیوں سے نواز دیتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آیت اللہ النجفی مدظلہ ان خوش قسمت منتخب روزگار بندوں میں سے ایک ہیں چونکہ خداوند عالم نے ان سے گوناگوں قسم کے کام لینا تھے اس لئے اس علیم وحکیم اور قادر مطلق نے بڑی فیاضی کے ساتھ مختلف النوع اور متعدد خوبیوں سے ان کو نوازا ہے۔ چنانچہ آپ بیک وقت ایک قادر الکلام، شیوہ شیریں بیان خطیب ومقرر، علوم مشرقیہ واسلامیہ کے منتخب روزگار مدرس ومعلم اور مدلل شائستہ وشگفتہ اور ایک خاص اسلوب کے مالک مصنف ومولف ہیں۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ چنانچہ وہ ۱۹۶۰ء سے لے کر آج ۲۰۰۶ء تک اپنے مخالفین سے چومکھی لڑ رہے ہیں اور وہ ہر میدان میں خواہ وہ تقریر کا میدان ہو یا تحریر کا، تعلیم کا ہو یا تدریس کا اپنے مخالفین کی گردنیں جھکا رہے ہیں اور حق وحقیقت کا پرچم بلند ـ ب ہیں اور آپ کے مخالفین بڑے بڑے متحدہ محاذ قائم کر کے بھی انہیں مات نہیں دے سکے بلکہ ہر میدان میں پسپائی اور رسوائی کی ذلت اٹھا رہے ہیں اور ان کے بلند سر کو جھکانے کی حسرت دل میں لے کر کئی سورما دارفانی سے انتقال کر چکے ہیں اور باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔ خالق قدیر نے ان کو تقریر کا وہ ملکہ عطا کیا ہے کہ وہ ہزاروں کے مجمع کو مٹھی میں کر لیتے ہیں جو فضائل میں نعرے لگاتا ہے اظہار حقائق پر عش عش کرتا ہے اور مصائب پر گریہ وبکا کرتا ہے۔ والحمدللہ

نیز یہ حقیقت بھی تاریخ وتجربہ سے ثابت ہے کہ ایک عالم دین اسلامی علوم وفنون میں سے کتنا

ایک علم میں زیادہ ماہر ہوتا ہے مثلاً کوئی تفسیر میں تو کوئی حدیث میں، کوئی فقہ میں تو کوئی تاریخ میں اور کوئی معقول میں تو کوئی معقول میں۔ مگر آیت اللہ النجفی مدظلہ کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ وہ ہر فن مولا ہیں جس موضوع پر اور جس فن پر ان سے گفتگو کی جائے وہ اس طرح اس موضوع پر حاصل گفتگو کرتے ہیں گویا اسی علم وفن میں متخصص ہیں جیسا کہ یہ حقیقت ان کی مجالس سے اور بالخصوص ان کے سینکڑوں علمی کروں سے روز روشن کی طرح واضح وعیاں ہے۔

الغرض واقفان حال جانتے ہیں کہ ملک پاکستان کی مذہبی ودینی فضا ایسی ہے کہ اگر ایران وعراق کا کوئی مرجع اعظم بھی وہاں آجائے تو اسے بھی منبر پر جا کر مجلس ضرور پڑھنی پڑے گی۔ چنانچہ ہمارے آیت النجفی مدظلہ کو بھی نہ چاہتے ہوئے اس میدان میں قدم رکھنا پڑا۔ ورنہ وہ طبعی طور پر بنیادی اور پائیدار خدمت دین تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف کو قرار دیتے ہیں۔

فصل اول

سرکار آیۃ اللہ النجفی کی تقریری خدمات

خالق مہربان نے ان کو تقریر اور بیان کی ان تمام خوبیوں سے نوازا ہے جو ایک اچھے مقرر میں ہونی چاہییں یہی وجہ ہے کہ وہ تھوڑے ہی وقت میں ایک شیوہ بیان، قادر الکلام اور طلیق اللسان مقرر اور خطیب کے رنگ میں افق خطابت پر چھا گئے اور باوجودیکہ ملک کے شیخی العقیدہ مقررین اور بے لگام ذاکرین نے ان کے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا کر رکھا تھا مگر وہ بموجب "سنار کی ٹھک ٹھک اور لوہار کی ایک ہی سٹ" وہ جہاں گئے حق وحقیقت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور باطل کے قلعے ڈھا دیئے۔

چنانچہ ۱۹۷۱ء تک مجالس کی اس قدر کثرت ہو گئی اور بار بار کے اس اعلان کے باوجود کہ مومنین کرام انہیں مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھانے دیں مگر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ اور اصلاحی مجالس کے پروگرام اس قدر بڑھ گئے کہ رفتہ رفتہ مدرسہ کے منتظمین سے اختلاف پیدا ہو گیا اور اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک جیسے ابوظہبی، دبئی، شارجہ عرب امارات اور لندن، مانچسٹر، برمنگھم اور نیو پورٹ برطانیہ وغیرہ میں اس قدر مجالس پڑھیں اس قدر تقاریر کیں، اس قدر علمی مذاکرے کئے اور اس قدر لوگوں سے سوال و جواب کئے کہ اب پوری دنیا میں ایک ذہنی وفکری انقلاب برپا ہو چکا ہے اور سابقہ جمود ٹوٹ چکا ہے۔ مذہبی بیداری کی لہر دوڑ چکی ہے ہر جگہ اور ہر گھر بحث وتکرار جاری ہے جہاں بھی دو آدمی رہتے ہیں یا جس گھر میں میاں بیوی ہی رہتے ہیں وہ بھی باہم بحث وتمحیص کر رہے ہیں کہ عقیدہ وہ درست ہے یا یہ درست ہے، عمل وہ صحیح ہے یا یہ صحیح ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کسی بھی داعی حق اور مبلغ حقیقت کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہوتی ہے کہ وہ دعوت فکر اس قدر عام کر دے اور اس موثر انداز میں پیش کرے کہ ہر شخص اس پر غور وفکر کرنے اور اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جائے اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور بفضلہ وہ اپنی کامیابی کے آثار ونتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

نیز واضح رہے کہ واقفان حال جانتے ہیں کہ آیت اللہ النجفی مدظلہ پامال راستوں پر چلنے کے عادی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کے عادی ہیں۔ لہذا انہوں نے جہاں تعلیم وتدریس میں

اور تصنیف وتالیف میں تنوع پیدا کیا وہاں مجالس ومحافل کی روش میں بھی بڑی خوشگوار تبدیلی لانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ عام روش یہ تھی اور اسی میں مجالس کی کامیابی سمجھی جاتی تھی کہ مولوی اور ذاکر پہلے چند جھوٹے یا سچے فضائل اہلبیت بیان کرے۔ جس پر چند نعرے لگ جائیں اور بعد ازاں گریز مار کر چند غلط یا صحیح مصائب اس رنگ میں پڑھے کہ کہرام ماتم برپا ہو جائے۔ یہ بیان کرنے والے کی بلا جانے کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے اور یہ کہ قوم وملت کی بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے اور ملک وملت کی ضرورت و تقاضا وقت کیا ہے اور اصلاح احوال کے تقاضے کیا ہیں۔ سرکار آیۃ اللہ مدظلہ نے اصلاح عقائد ونظریات، اصلاح اعمال اور اصلاح معاشرہ کو اپنا مطمع نظر اور اپنا مقصد تقریر وتحریر قرار دیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اس مقصد کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا۔ جس کی وجہ سے اب اندرون ملک اور بیرون ملک طرز کہن میں انقلاب برپا ہو چکا ہے اور مقررین اور خطباء آپ کے ہمنوا بن کر اس مشن کی تکمیل کی خاطر شب وروز کام کر رہے ہیں۔ روز بروز رقص منبری کرنے والے تفسیر بالرائے کرنے والے اور فلمی طرزوں کو منبر حسینی پر لانے والے اور لوگوں کے عقیدہ وعمل کو برباد کرنے والے تاجران خون حسین سے بیزار ہو رہے ہیں اس لئے اب سرکار علامہ مدظلہ اقبال کا یہ شعر گنگنایا کرتے ہیں۔

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں

یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

اب عقیدت مندوں اور حق پسندوں کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ سرکار علامہ کو ایک دن میں کئی کئی مجالس سے خطاب کرنا پڑتا ہے اور مبلغین کم پڑ رہے ہیں سرکار موصوف کی تقریروں میں کیا ہوتا ہے حق کی گھن گرج کے ساتھ قرآن کی آیات ہوتی ہیں، سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کی مستند روایات ہوتی ہیں، متقدمین ومتاخرین علماء اعلام کی تحقیقات ہوتی ہیں، اعمال شرعیہ کی اہمیت کا تذکرہ ہوتا ہے، صحیح فضائل ہوتے ہیں اور مستند مصائب ہوتے ہیں، موقع ومحل کی مناسبت سے عربی، فارسی اور اردو اشعار ہوتے ہیں جس سے بیان کے حسن کو چار چاند لگ جاتے ہیں مزید برآں حق کی پکار اور باطل اور اہل باطل کے خلاف للکار ہوتی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

فصل دوم

حضرت مدظلہ آیت اللہ النجفی کی تدریسی خدمات

چونکہ سرکار موصوف طبعی اور ذہنی طور پر ایک مدرس و معلم ہیں وہ جس حال میں رہتے ہیں اور جس طرح بھی کام میں مشغول رہتے ہیں وہ اپنے بنیادی ذہنی کام سے غافل نہیں رہتے کیونکہ وہ حق الیقین کے طور پر جانتے ہیں کہ جہالت کے ازالے سے اور زیور علم سے آراستہ ہونے سے ہی کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے تین ذرائع ہیں

ا۔ تدریس و تعلیم ۲۔ تصنیف و تالیف ۳۔ اور تقریر و خطابت

بنیادی اور محکم ذریعہ تعلیم و تدریس ہی ہے۔ یہی وجہ ہے جب وہ پاکستان بننے کے بعد یہاں خود بڑی کلاسوں میں پڑھتے تھے تو چھوٹی کلاسوں کو پڑھاتے بھی تھے اور جب مرکز علم و عمل نجف اشرف میں گئے تو وہاں بھی اپنے درس کے ساتھ ساتھ تدریس کا مشغلہ بھی برابر جاری و ساری رکھا اور جب بفضلہ فارغ التحصیل ہو کر واپس پاکستان تشریف لائے اور مدرسہ محمدیہ سرگودھا کی پرنسپلی سنبھالی تو برابر گیارہ سال تک انہیں ایتام آل محمد کی تعلیم و تربیت کا بڑا اچھا موقع ملا اور ملک کے کونہ کونہ سے آنے والے تشنگان علم کی علمی پیاس بجھائی اور درس نظامی کے ساتھ ساتھ تفسیر، حدیث اور فقہ کی بڑی کتابوں کی تدریس بھی فرمائی اور سلطان المدارس بننے کے بعد تو کچھ عرصہ تک کفایہ و رسائل اور مکاسب کی تدریس بھی فرمائی۔

محمدیہ مدرسہ سے علیحدگی اور سلطان المدارس الاسلامیہ کی تعمیر اور اس میں تدریس

جیسا کہ اوپر اجمالاً بیان کیا جا چکا ہے کہ رسالہ اصلاح المجالس والمحافل اور احسن الفوائد وغیرہ وغیرہ بعض کتب و رسائل کی تالیف اور ان کی نشر و اشاعت کے بعد ملک میں مقررین و ذاکرین کی غوغا آرائی سے مکدر شدہ فضا کی اصلاح کیلئے جب سرکار موصوف کو مجالس و محافل سے خطاب کر کے حقیقت حال کی وضاحت کرنا پڑی اور اس طرح ان کی تقریر کے جوہر کھلے اور لوگ اصل حقائق سے آگاہ ہوئے اور

روز بروز مجلس خوانی میں اضافہ ہونے لگا اب مدرسہ کے منتظمین کا اصرار تھا کہ آپ بیٹھ کر پوری دلجمعی کے سا تھ پڑھائیں اور پبلک کا اصرار تھا کہ مجالس کیلئے بھی ضرور وقت نکالیں ۔سرکار موصوف نے حتی الامکان جمع بین الحقین کی کوشش تو ضرور کی مگر جب مجالس کم ہونے کی بجائے الٹا بڑھتی گئیں جبکہ وقت کا تقاضا بھی یہی تھا تو انجام کار آپ کو مدرسہ چھوڑنا پڑا جس کا آپ کو بھی قلق ہوا اور ہمدردان قوم وملت کو بھی افسوس ہوا مگر بعض اوقات نہ چاہتے ہوئے بھی قوم وملت کے مفاد کی خاطر ایسے فیصلے بھی کرنے پڑتے ہیں ۔چنانچہ اس علیحدگی کے بعد جہاں بکثرت مجالس ومحافل پڑھنے کا بھرپور موقع ملا جس سے بڑی اصلاح احوال ہوئی وہاں قومی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا زریں موقع بھی ملا۔ چنانچہ شیعہ مطالبات کمیٹی کے نام پر تحریک جاری تھی جس کے سربراہ خطیب اعظم سید محمد دہلوی مرحوم تھے ان کا بھرپور ساتھ دیا تھا اور ان کی وفات کے بعد جب جناب جسٹس جمیل حسین رضوی مرحوم اس کے سربراہ مقرر ہوئے تو قومی مفاد کے تحت ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا اور جب ۱۹۷۹ء میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے نام سے تحریک قائم ہوئی اور اس کے سربراہ حضرت مفتی جعفر حسین مرحوم منتخب ہوئے تو ان کے انتخاب سے لے کر ان کی وفات تک ان کا بھرپور ساتھ دیا اور ان کے بعد قائد شہید حضرت سید عارف حسین الحسینی مرحوم کی شہادت تک ان کا بھرپور طریقے سے ساتھ دیا اور ان کی شہادت کے بعد قائد ملت حضرت مولانا ساجد علی النقوی مدظلہ کے انتخاب سے لے کر اب دم تحریر ان کا ساتھ نبھا رہے ہیں

ع اینہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

آپ کا مقولہ ہے ع وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے

اور ایک بے لوث ہمدرد قوم وملت کا یہی کردار ہوتا ہے اور یہی اس کی روش ورفتار ہوتی ہے۔

بہرحال اس اثنا میں جہاں مختلف اسلامی موضوعات پر کتابیں لکھیں وہاں اپنے اصلی میلان طبع اور بنیادی خدمت دین یعنی تعلیم وتدریس کے جذبہ سے کبھی غافل نہیں رہے۔ چنانچہ ۱۹۷۵ء میں جناب راجہ ممتاز علی خان سلطان مرحوم نے تین ایکڑ رقبہ مدرسہ کیلئے اصرار کر کے دیا اور آپ نے علماء اعلام اور زعما کی موجودگی میں جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ کے عقب جوہر کالونی میں سنگ بنیاد رکھا اور تعمیر کا سلسلہ شروع کیا اور اس سے اگلے سال اس میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع بھی ہو گیا جو برابر آج تک جاری ہے اور سرکار موصوف بھی اس میں وقتاً فوقتاً علم کلام فقہ اور اخلاق کا درس دیتے ہیں اور چار علماء کرام وفضلاء عظام تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا ظہور حسین خان ۲۔ حضرت مولانا رانا محمد نواز

۳۔ حضرت مولانا نصرت عباس خان ۴۔ اور حضرت مولانا چودھری نصرت حسین۔

جس میں مکمل عالم دین بننے کے آٹھ سالہ کورس کے ساتھ ساتھ چار سالہ مبلغین کا کورس ایک سالہ پیشنمازی کا کورس بھی شامل ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سرکار آیت اللہ مدظلہ چونکہ ایک بالغ النظر عالم دین ہیں جن کی قدیم وجدید پر نظر ہے اس لئے انہوں نے سو سال کے درس نظامی کے نظام والے نصاب میں ترامیم کر کے جدید تقاضوں کے مطابق ایک اعلیٰ قسم کا نصاب تعلیم مرتب کیا ہے۔ جس میں مصر و ایران وغیرہ کی جدید اور مفید کتابیں شامل ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ اب مزید برآں عصری تقاضوں کے مطابق دختران ملت کی دینی تعلیم و تربیت کی خاطر جامعہ عقیلہ بنی ہاشم کی تعمیر بھی چار کنال میں مکمل ہو چکی ہے اور عنقریب اس کا افتتاح ہو رہا ہے۔

بعض دینی مدارس کی علمی سرپرستی

سرکار علامہ نجفی مدظلہ نے صرف انہی اپنے تعمیر کردہ دو مدرسوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پاکستان میں واقع کئی دینی مدرسوں کی علمی و عملی سرپرستی بھی کرتے ہیں۔

۱۔ جیسے مدرسہ محمدیہ جلالپور جدید تنگیانہ ضلع سرگودھا۔

۲۔ مدرسہ احیاء العلوم حیدریہ موجیانوالہ ضلع منڈی بہاؤالدین۔

۳۔ مدرسہ باقر العلوم کوٹلہ جام ضلع بھکر۔

۴۔ مدرسہ ولی العصر چاہ مسن والا ضلع جھنگ۔

۵۔ مدرسہ حضرت امیر المومنین چوبی ضلع لیہ۔

۶۔ مدرسہ جامعۃ القائم لیہ شہر۔

۷۔ مدرسہ جعفریہ اچشریف۔

۸۔ مدرسہ باب الحسین پہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ وغیرہ۔

نیز وہ دل و جان سے چاہتے ہیں کہ ملک میں اور بھی دینی مدارس کا اجراء کیا جائے اور ان میں دینی دنیا کی تعلیم دی جائے۔

فصل سوم

سرکار آیۃ اللہ النجفی مدظلہ کے قومی وملی خدمات

جب سرکار آیۃ اللہ النجفی مدظلہ ۱۹۶۰ء میں مرکز علم وعمل نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہو کر سرزمین پاکستان میں تشریف لائے تو پاکستان ملکی وملی مسائل کا مسائلستان بنا ہوا تھا اور ہمارے شیعی افق پر دو جماعتیں چھائی ہوئی تھیں۔

۱۔ شیعہ کانفرنس لاہور ۲۔ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ لاہور

جبکہ ان کا نام زیادہ تھا اور کام کم لہذا قوم اپنے قومی وملی مسائل کے مکمل طور پر حل نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھی چونکہ سرکار موصوف کے پہلو میں دل اور دل میں ملک وملت کے سود وزیاں کا احساس تھا اس لئے انہوں نے جہاں تدریسی وتقریری خدمات کا آغاز کیا وہاں وہ قومی زبوں حالی پر بھی بار بار غور وفکر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۶۴ء میں ان کی اور دوسرے بہت سے قوم وملت کا درد رکھنے والے علماء کی کوشش وکاوش سے امام بارگاہ رضویہ کراچی پاکستان میں دواڑھائی سو علماء وزعماء اکٹھے ہوئے اور دو دن تک قومی مسائل اور ان کے حل پر غور وخوض کیا گیا اور بالآخر "شیعہ مطالبات کمیٹی" کے نام سے ایک جماعت تشکیل دی گئی جس کے سربراہ خطیب اعظم حضرت مولانا سید محمد دہلوی مرحوم کو منتخب کیا گیا جو اپنی وفات تک برابر دس سال اس کے صدر وسربراہ رہے اور عظیم قومی وملی خدمات انجام دیں اور حضرت علامہ نجفی مدظلہ نے ان کا بھرپور ساتھ دیا اور بڑھ چڑھ کر قومی معاملات میں حصہ لیا جس پر خطیب اعظم کے وہ خطوط شاہد عادل ہیں جو انہوں نے علامہ نجفی کو لکھے اور جب ان کی وفات کے بعد سید جمیل حسین رضوی مرحوم اس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے تو آپ نے کے ساتھ بھی مکمل تعاون کیا۔ بعدازاں ۱۹۷۸ء میں جب صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں فقہ حنفی رائج کرنے اور اس کے مطابق دستور تشکیل دینے کا اعلان کیا تو شیعہ قوم کے علماء وزعماء نے سرزمین بھکر میں عظیم اجتماع کیا اور دو دن مکمل غور وخوض کے بعد "تحریک نفاذ فقہ جعفریہ" پاکستان کے نام سے ایک نئی جماعت تشکیل دی اور اس کے سربراہ قائد ملت جعفریہ حضرت علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم کو منتخب کیا گیا جنہوں نے پورے ملک میں جلسے جلوس کر کے یہ مطالبہ کیا اور منوایا کہ اگر پاکستان میں اسلامی قانون فقہ رائج کرنا ہے تو پھر ہر مسلک

کے نظریہ کے مطابق نافذ کیا جائے۔ لہذا شیعہ قوم کیلئے فقہ جعفریہ نافذ کیا جائے۔ سرکار علامہ نجفی اس جماعت کی تشکیل دینے اور مفتی صاحب کو صدر منتخب کرنے والوں میں سرفہرست تھے اور پھر مفتی صاحب کی وفات تک اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور ان کی سپریم کونسل کے روح رواں رہے اور جب ان کی وفات کے بعد پھر سرزمین بھکر میں ۱۹۸۲ء کو قوم جمع ہوئی اور قائد شہید علامہ سید عارف الحسینی کو اس جماعت کا سربراہ بنایا گیا اس میں بھی سرکار علامہ نے کلیدی کردار ادا کیا اور پھر قائد شہید کی شہادت تک برابر ان کے ساتھ مثالی تعاون کیا اور پھر ان کی شہادت کے بعد جب قوم ایک بار پھر ابتلاء کا شکار ہوئی تو سرزمین پشاور میں جمع ہوئی اور بڑے غور و فکر کے بعد اس تحریک کا سربراہ علامہ سید ساجد علی نقوی کو منتخب کیا تو ان کے انتخاب میں بھی سرکار علامہ نجفی نے مثالی کردار ادا کیا اور آج تک برابر قائد محترم کا ساتھ نبھا رہے ہیں اگرچہ تحریک پر پابندی لگ چکی ہے کیونکہ ان کا مقولہ ہے اور اسی پر عمل ہے۔

ع وفاداری بشرطِ استواری اصل ایمان ہے

آیت اللہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ فرنٹ لائن پر آنے کی بجائے پیچھے پیچھے رہ کر خدمت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ ۱۹۶۳ء میں کربلا گامے شاہ لاہور میں شیعی مدارس کے سربراہوں کا ایک اجلاس ہوا جس میں شیعی مدارس کو منظم اور باہم مربوط کرنے کیلئے ایک تنظیم بنام " تنظیم مدارس عربیہ شیعہ پاکستان" بنائی گئی جس کا سربراہ حضرت آیت اللہ النجفی مدظلہ کو منتخب کیا گیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۵ء میں چند چیدہ چیدہ علماء اعلام نے باہم مشاورت کر کے خالص علمی عقائد و مسائل کے حل کیلئے اور قوم کی علمی و عملی زبوں حالی کے ازالہ کیلئے ایک انجمن تشکیل دی گئی بنام "مؤتمر علماء شیعہ پاکستان رجسٹرڈ" جس کا صدر حضرت آیت اللہ کو منتخب کیا گیا جب کہ اس کے سرپرست علامہ مفتی جعفر حسین اور ارکان حضرت علامہ سید گلاب علی شاہ مرحوم، حضرت علامہ اختر عباس مرحوم، حضرت علامہ حسین بخش جاڑا مرحوم، حضرت حافظ سیف اللہ مرحوم، حضرت علامہ سید صفدر حسین مرحوم، حضرت علامہ مفتی سید عنایت علی شاہ مرحوم، حضرت علامہ سید محبّ حسین مرحوم، علامہ حافظ سید ریاض حسین مدظلہ اور علامہ غلام حسن جاڑا مدظلہ امثالہم علماء کرام تھے۔ اسی طرح جب مقامی مسائل کے حل کیلئے سرگودھا میں ایک جماعت بنام "تحریک تحفظ تعلیمات آل محمد رجسٹرڈ" کی تشکیل کی گئی تو اس کے سرپرست اعلیٰ بھی موصوف منتخب ہوئے جو کہ تا حال اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ اسی طرح جب "وفاق علماء شیعہ" کے نام سے ایک تنظیم

معرض وجود میں آئی تو برابر اس کی علمی و عملی سرپرستی کا حق ادا کیا اور جب سنی و شیعہ علماء نے ملک و ملت کی بقا اور اس کی فوز و فلاح کیلئے پاکستان ملی یکجہتی کونسل، اسلام آباد میں تشکیل دی تو اس کی تشکیل و ترقی میں بھی سرکار علامہ النجفی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ الغرض ۱۹۶۰ء سے لے کر ۲۰۰۶ء تک وہ برابر ملکی و ملی اور قومی امور میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں اور ہمیشہ اجتماعی کاموں کی انجام دہی میں ہراول دستہ میں نظر آتے ہیں اور ہمیشہ ذاتی مفاد پر ملک و ملت کے مفاد کو مقدم جانتے ہیں۔

اللہ کرے جذبہ خدمت اور زیادہ

ع این دعا از من و از جملہ جہاں ۔ آمین

آمین یا رب العالمین بجاہ النبی و آلہ الطاہرین

سرکار آیۃ اللہ نجفی کے انہی گوناگوں خصائل وشمائل کی بنیاد پر شاعر اہلبیتؑ جناب سید وزیر حسین شاہ شیرازی مرحوم ومغفور نے ۱۹۷۰ء کے عشرہ میں آپکی خدمت میں اس طرح خراج تحسین وآفرین پیش کیا تھا۔

نذرانہ عقیدت

بخدمت جناب صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین

سرکار علامہ الشیخ محمد حسین مجتہد العصر مدظلہ العالی

مداح خاص فاتح بدر وحنین ہیں
سر چشمہ علوم محمد حسین ہیں

ہے ربط ان کے دل کو رسالتمآب سے
کرتے ہیں اکتساب ضیائے بوتراب سے

فضل خدا سے علم کے ہیں بحر بے کنار
ہیں رزم گاہ فن خطابت کے شہسوار

جو تشنگان علم بھی آتے ہیں ان کے پاس
کرتے ہیں ان کو علم رسالت سے روشناس

بخشا ہے ان کو ذات مقدس نے وہ مقام
کرتے ہیں خاص وعام تہہ دل سے احترام

پابند ہیں اصول کے اس میں نہیں کلام
طے کرکے فیس پڑھنا سمجھتے ہیں وہ حرام

منبر پہ بیٹھتے ہیں بڑی آن بان سے
کرتے ہیں ذکر آل محمدؐ کا شان سے

وقت خطاب شعر بھی پڑھتے ہیں برمحل
تقریر ان کی ہوتی ہے بس سربسر عمل

فن مناظرہ میں ہیں یکتائے روزگار
کرتے ہیں لاجواب حریفوں کو بار بار

ڈٹ جاتے ہیں وہ حق وصداقت پر اس طرح
دیوار کوئی سیسہ پلائی ہو جس طرح

لکھی ہیں آج تک جو کتابیں، ہیں لاجواب
تصنیف میں بفضل خدا ہیں وہ کامیاب

کرتے ہیں جو بھی بات وہ ہوتی ہے بادلیل
خوش پوش وخوش مزاج ہیں وہ فاضل جلیل

تصحیح مسودات میں کرتے ہیں اس قدر
ہوتے ہیں خوش نویس پریشان دیکھ کر

یارب وزیر عاصی کی منظور کر دعا
بہر ولائے حیدری فرزند کر عطا

باب ششم

شیخ احمد احسائی اور شیخیت کے بارے میں

فصل اول

شیخیت کی تاریخ

فصل دوم

علماء شیعہ کی طرف سے شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی (۱۱۰) کتب کے اسماء

فصل سوم

شیخیت کی رد میں علماء اعلام وفقہاء عظام کے فتاوے

فصل چہارم

شیخیوں کے بعض وہ عقائد فاسدہ جن کی بناء پر وہ کافر اور ضال ومضل قرار پائے ہیں

فصل اول

شیخ اور شیخیت کی تاریخ

چونکہ شیخیوں کے بارے میں اکثر گفتگو اس جلد میں ہو چکی ہے لہذا مناسب سمجھا گیا کہ شیخ اور شیخیت کے بارے میں سلسلہ گفتگو کو ہر حوالہ سے کامل کرنے کے لیے دوسری جلد کے بجائے اسی جلد میں کچھ لکھ دیا جائے تاکہ کے قارئین پر بات احسن طریقہ سے روشن ہو سکے: ہم اس سلسلے میں بہت اختصار کے ساتھ ان چند امور سے متعلق گفتگو کریں گے،

(۱) شیخ احمد احسائی کون تھا؟

اس سلسلے میں علماء کی تحریرات مختلف ہیں بعض اسے شیعہ عالم دین شمار کرتے ہیں، اور بعض استعمار کی جاسوس اور بعض شیعہ عالم کے لباس میں عیسائی پادری اور بعض اسے مذہب اہلبیت علیہم السلام یعنی مذہب شیعہ میں نئے فرقہ شیخیت کا بانی جو کہ شیعیت سے منحرف ہے، جیسے کہ محمد بن عبدالوہاب سنی مذہب میں نئے فرقہ وہابیت کا بانی ہے، ویسے ان دونوں میں وجہ مشترک یہ ہے کہ، دونوں فوق العادہ انسان ہونے کے مدعی تھے، دونوں سعودی عرب کے رہنے والے تھے اور دونوں ہم عصر بھی تھے، اور آخر میں یہ کہ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ سعودی حکومت محمد بن عبدالوہاب کی وہابی مذہب کے بانی ہونے کے عنوان سے اس کی معتقد تھی، لیکن شیعیت کی دشمن اور بارہا کربلاء پر حملہ کرنے والی حکومت ایک شیعہ عالم کی کیوں معتقد تھی اور اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کو سعودی حکومت کا حکمران کیوں عزت واحترام سے اٹھا کے جنت البقیع میں لے جا کے دفن کرتا ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اور محققین کے لیے ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی ہے۔

بہر حال ان سب حضرات نے اپنے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے مفصل ومختصر بحثیں کی ہیں اور بعض نے اس موضوع پر مستقل کتب تحریر کی ہیں لہذا ان سب کی گفتگو اور انکے دلائل کا ذکر کرنا نہ ہمارا موضوع ہے اور نہ ہی اس کا وقت ہے ہاں البتہ بات کو واضح کرنے کے لیے آخر میں شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب کی مختصر فہرست ہم قارئین محترم کی خدمت میں پیش کر دیں گے جن میں مذکورہ موضوعات پر کتب لکھی گئی ہیں۔ شائقین انہیں کتب کی طرف رجوع کر کے اطمینان حاصل کریں۔

(۲) شیخ احمد احسائی کی ولادت

شیخ احمد احسائی کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے حالات زندگی کے مطابق شیخ کی ولادت ماہ رجب ۱۱۶۶ھ میں ہوئی شیخ لکھتے ہیں کانت ولادتی فی سنۃ السادسۃ والستین بعد المائۃ والالف

۳) شیخ کا مبلغ علم اور اسکے حصول کے ذرائع

۵ سال کی عمر میں شیخ نے قرآن پڑھا۔ اور خود شیخ کی تحریر کے مطابق انہوں نے عوامل جرجانی، اور اجرومیہ جو قواعد عربی کی ابتدائی کتب ہیں کے چند سبقوں کے علاوہ مزید تعلیم حاصل نہیں کی اس سلسلہ کے حوالہ سے شیخ لکھتے ہیں کہ (...... عند الشیخ محمد، قرائت العوامل، و الاجرومیہ ورائیت فی المنام رجلا، کانہ من ابناء الخمس و العشرین سنہ ...... فا نتبھت، و انا منصرف الخاطر، عن الدنیاء وعن القراء ۃ التی یعلمنا ھا الشیخ لانہ انما یعلمنا، زید قائم، زید مبتداء قائم خبرہ ۔) رسالہ حالات زندگی شیخ ص ۳۔

اور پھر اس نے مزید علم خوابوں اور الہامات کے ذریعہ سے حاصل کیا جس کے بعد اس نے اس خصوصی عطائی علم کی نشرو اشاعت کے لئے آئمہ معصومین علیہم السلام سے اجازہ حاصل کیا، یہ سارے حقائق کھنے کے لئے شیخ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اپنی سوانح عمری اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اپنے والد کے حالات زندگی پر مشتمل رسالہ کی طرف رجوع فرمائیں، یہ رسالہ شیخ نے اپنے بیٹے علی نقی کی خواہش پر تحریر کیا اور چونکہ اس میں وہ باتیں شیخ نے لکھی تھیں کہ جسے کوئی بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے چاہے وہ شیخ کا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور شیخ کو بھی اس بات کا خطرہ تھا کہ میرے یہ دعوے قبول نہیں کیے جائیں گے تو اس نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ

(۴) شیخ کا حکماء اور متکلمین سے اختلاف

"اگر آپ میری ان باتوں کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو میری حکمت کی کتب کی طرف رجوع کرو جن میں میں نے اکثر بڑے بڑے حکماء اور علماء متکلمین سے اغلب مسائل میں اختلاف کیا ہے اور جب تم میرے کلام میں غور و فکر کرو گے تو تم دیکھو گے کہ میری یہ تحریرات آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی احادیث کے مطابق ہیں اور تم کوئی ایسی حدیث نہیں پاؤ گے جو میرے کلام کی مخالف ہو جبکہ ان حکماء اور متکلمین کی حالت

یہ ہے کہ ان کا بیان میرے اور آئمہ کی احادیث کے مخالف ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ان حکماء اور متکلمین میں سے اکثر آئمہ کے کلام کو سمجھتے ہی نہیں ہیں،

شیخ کی اصل عبارت یہ ہے:

(واذا اردت ان تعرف صدق کلامی فانظر فی کتب الحکمة فانی فی اکثرها وفی اغلب المسائل ،خالفت جل الحکماء و المتکلمین ، فاذا تأملت فی کلامی رایته مطابقا لاحادیث ائمة الهدی علیهم السلام . ولا تجد حدیثا ، یخالف شیئا من کلامی ، وتری کلام اکثر الحکماء و المتکلمین مخالفالکلامی ، ولاحادیث الائمة علیهم السلام حتی بلغ منهم الحال ، الی ان اکثر هم ما یعرفون کلام الامام

(رسالہ حالات زندگی خودنوشت شیخ احمد ص ۷، یہ رسالہ کئی بار جداگانہ چھاپ ہوا ہے اور ایک دفعہ حال ہی میں لبنان سے شمس الھجر کے نام سے مکتبہ احیاء التراث شیخ الاوحد سے شائع ہوا ہے)اس شمس الھجر میں مذکورہ دونوں رسالے ہیں یعنی ایک شیخ کے اپنے ہاتھ کا اور ایک شیخ کے بیٹے عبداللہ کا لکھا ہوا جس نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے باپ کے حالات زندگی درج کیے ہیں اور برقی صاحب مدظلہ نے بھی اپنی کتاب "ایک پراسرار جاسوسی کردار" کے ابتداء میں ان دونوں رسالوں کو من وعن چھاپ کیا ہے)

مزے کی بات یہ ہے کہ شیخ نے یہ لکھا ہے کہ میں نے اکثر حکماء اور متکلمین کے ساتھ اختلاف کیا ہے اور وجہ اختلاف یہ ہے کہ یہ حکماء آئمہ علیہم السلام کا فرمان نہیں سمجھ سکتے جبکہ شیخ اور شیخیت کے مروجین یہ لکھتے ہیں کہ شیخ نے چودہ سو سال کے شیعہ اعتقادات کو لکھا ہے اور کسی عالم سے اختلاف نہیں کیا ہے اور شیخ نے کہا کہ حکماء اور متکلمین آئمہ کی بات کو نہیں سمجھ سکتے انصاری صاحب کہتے ہیں کہ یہ مفتی ومجتہد شریعت ظاہرہ شیخ کی باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ...... اسی بنا پر شائد شیخ احمد بقول صاحب قصص العلماء ص ۵۳ کہ (آقائے ملا صدرا اور آقائے محسن فیض کاشانی کو کافر کہتا تھا،اور ساتھ ہی آقائے فیض کاشانی اور ابن عربی کو ان الفاظ سے یاد کرتا تھا(قال المسئی القاسانی تبعا لامامه ممیت الدین ابن العربی) قصص العلماء ص ۵۳۔

(۵) شیخ نے اپنے حالات پر مشتمل یہ رسالہ کب لکھا تھا؟

اگرچہ اس میں شیخ نے تاریخ نہیں لکھی کہ یہ رسالہ کب لکھا گیا ہے لیکن چونکہ شیخ نے بیٹے کو اپنی

حکمت کی کتب پڑھنے کا کہا ہے تو شیخ کی اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ رسالہ شیخ نے اپنی عمر کے آخری سالوں میں لکھا ہے کیونکہ حکمت کی عمدہ کتب شیخ نے ۱۲۳۰ھ سے ۱۲۳۶ھ تک لکھی تھیں اور شیخ کی وفات (۱۲۴۱ھ یا ۱۲۴۳ھ) میں ہے۔

(۶) شیخ احمد احسائی کے اساتذہ کون ہیں؟

شیخ نے اس پورے رسالہ میں کہیں پر بھی یہ نہیں لکھا کہ میں نے کس سے یہ تمام علوم حاصل کیے یا مجھے کس نے اجازہ اجتہاد دیا ہے؟ بلکہ شیخ نے تو یہ لکھا ہے کہ میں نے عوامل جرجانی اور اجرومیہ کے چند سبق پڑھے ہیں اور پھر خوابوں اور الہامات سے اور آئمہ معصومین کے خاص لطف سے مجھے یہ علوم حاصل ہو گئے اور چہاردہ معصومین نے اجازات مرحمت فرمائے تفصیل کے لیے شیخ کے رسالہ کی طرف رجوع کریں اور اس بات کو رئیس مذہب شیخیہ کرمانیہ مرزا ابوالقاسم خان نے اپنی کتاب فہرست کتب مشائخ عظام میں بصراحت لکھا ہے کہ اگر ہمیں شیخ احمد احسائی کے استادوں یا کسی خاص معین استاد کا علم ہوتا تو ہم ضرور اس کا اس رسالہ میں ذکر کرتے لیکن معتبر ترین مدرک یہی ہے جو شیخ احمد احسائی نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا ہے شیخ احمد احسائی نے مطلقاً اپنے کسی استاد کا ذکر نہیں کیا اگرچہ بعض نے شیخ کی تحریر کے حوالہ سے حاکم بصرہ کو فلسفہ میں شیخ کا استاد لکھا ہے (ایک پر اسرار جاسوسی کردار ص ۱۶۹) اس صورت میں یہ (۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ) کا زمانہ ہے کیوں کہ اس زمانے میں شیخ بصرہ میں تھا اور شیخ کی عمر اس صورت میں ۴۶ سال سے ۵۵ سال تک کی بنتی ہے۔

(۷) شیخ کے اجازوں کی حقیقت

جیسا کہ تحریر کیا گیا ہے کہ شیخ نے اپنی خودنوشت سوانح میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ اسے کسی عالم نے اجازہ دیا ہے بلکہ اس کے برعکس شیخ نے یہ لکھا ہے کہ مجھے یہ اجازہ جات فقط معصومین نے عنایت فرمائے ہیں اس حوالہ سے شیخ لکھتا ہے کہ (فلما جاء الليل رأيت مولاى على ابن محمد الهادى .....فشكوت اليه حال الناس ، فقال عليه السلام اتركهم وامض فيما انت فيه لم اخرج الى ارزاقاً على حجم الثمن ،وقال هذه اجازاتنا الاثناعشر فاخذتها ......)

جبکہ شیخ کے بیٹے نے لکھا ہے کہ شیخ کو آقائی سید مہدی بحرالعلوم متوفی (۱۲۱۲ھ) نے ۱۱۸۶ھ میں علامہ حلی کی

کتاب تبصرہ کی شرح کے چند اوراق دیکھ کر اجازہ تحریر فرمایا تھا جبکہ شیخ کی عمر اسوقت ۴۰ سال کی تھی۔ اور جب کربلاء معلی کے شیعہ علماء اعلام و مراجع عظام کی طرف سے شیخ کو کافر قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے شیخ کربلاء سے سعودی عرب کی طرف فرار ہو گیا اور راستہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا، تو جب شیخ کے اس ناگہانی فرار اور اسے فقہاء اور مراجع عظام شیعہ کی طرف سے کافر قرار دیے جانے کی شہرت ہندوستان تک پہنچ گئی تو کسی ہندوستانی نے ہندوستان سے شیخ کے شاگرد خاص اور اس کے علم وافکار کے وارث سید کاظم رشتی کو خط لکھ کر صورت حال معلوم کرنا چاہی (کیوں کہ آقائے مرزا حسن عظیم آبادی متوفی ۱۲۶۰ھ شاگرد شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کی وجہ سے ہندوستان میں بھی شیخیت وارد ہو چکی تھی) تو پہلی مرتبہ سید کاظم رشتی نے یہ بات تحریر کی کہ یہ فقہاء بلاوجہ شیخ کو کافر کہہ رہے ہیں جبکہ انکے بزرگوں نے اور دیگر بزرگ شیعہ مراجع نے شیخ کی کتب کو پڑھا ان کو تو کوئی ایسی بات ان کتب میں نظر نہیں آئی جو کفر اور طعن کا سبب بنے بلکہ انہوں نے تو شیخ کی حکمت اور فلسفہ کی کتب کو پڑھ کر شیخ کو اجازات دیئے...... اس حوالہ سے سید کاظم رشتی دلیل المتحیرین میں لکھتا ہے کہ

مع انتشار رسائله واشتهار كتبه ومصنفاته واجوبة مسائله و شرحه على الزيارة الجامعة وشرحه على الحكمة العرشيه للملا صدرا و شرحه على الحكمة العلمية للملامحسن و سائر مصنفاته كلها بل اغلبها وصلت الى هولاء الابرار و النجباء الاطهار، ولم يطعن فيه احد ولم يذكر بعيب ابدا،

دلیل المتحیرین ص ۵۶ بحوالہ (تحفہ شیخیہ ص ۳۸، و ایک پر اسرار جاسوسی کردار ص ۲۱۹)

(۸) رشتی اور شیخ کے بیٹے عبداللہ کے پیش کردہ یہ سارے اجازہ جات جعلی ہیں

کیوں کہ عبداللہ نے جو فقط ایک اجازہ پیش کیا اس میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ اجازہ ۱۱۸۶ھ میں آقائے مہدی بحر العلوم نے شیخ کو دیا تھا اور جو اجازات شیخ کے نام سے چھاپ ہوئے ہیں ان میں اجازہ پر تاریخ بروز جمعہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۰۹ھ ہے۔

(كتب ذالك فقير عفو ربه الغنى محمد بن مرتضى بن محمد المدعو بمهدى الحسنى الحسينى الطباطبائى ضحوه يوم الجمعه الثانى والعشرين من ذى الحجة الحرام من سنة

تسع و ماتين بعد الالف من هجرة سيد الانام)

لہٰذا اس اجازہ کا جعلی ہونا تو قارئین کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دونوں تاریخوں میں ۲۲ سال کا فرق ہے اس لئے کہتے ہیں کہ نقل کے لئے عقل کی ضرورت ہے۔ البتہ اس اجازہ میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ شرح تبصرہ دیکھ کر اجازہ دیا جا رہا ہے، بلکہ اس کے برعکس شیخ کے بیٹے عبداللہ کا یہ کہنا کہ ۱۱۸۶ھ میں (شیخ جعفر بن شیخ خضر و میر سید علی را چندان شہرت و ترقی نبود) تو جو اجازہ شیخ جعفر کبیر کا رشتی نے پیش کیا اس میں ہمیں یہ الفاظ لکھے ہوئے ملتے ہیں کہ،،

(لمعرض على نبذة من اوراق تعرض فيها لشرح بعض كتاب تبصره المتعلمين لحجة على العالمين) البتہ اس میں تاریخ موجود نہیں ہے

رشتی کے پیش کردہ اجازات تین وجوہ کی بنا پر جعلی ہیں

۱) اولاً اس لئے کہ اگر ان اجازات کی کوئی حقیقت ہوتی یا ان کا کوئی وجود ہوتا تو شیخ کا بیٹا عبداللہ کہ جس نے اپنے باپ کے حالات کو بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے انہیں بھی ضرور ذکر کرتا، بلکہ وہ تو ان بزرگوں کو اس پایہ کا عالم ہی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، لہٰذا عبداللہ کا ان اجازات کو ذکر نہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اس وقت نہ تو کوئی ان اجازات کا تذکرہ تھا اور نہ ہی ان کا کوئی وجود تھا۔ هو المطلوب.

۲) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو ان اجازہ جات کے جعلی ہونے پر اس سے بھی معتبر اور قوی دلیل ہے بلکہ یہ ان کے جعلی ہونے کی واضح و روشن دلیل ہے وہ یہ ہے کہ رشتی نے بصراحت لکھا ہے کہ ان مراجع عظام نے شیخ کی یہ کتب پڑھ کر یہ اجازات عنایت کئے تھے، لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی حکمت کی کتب کہ جن کا سید کاظم رشتی نے ذکر کیا ہے کہ انہیں بزرگ علماء اعلام نے پڑھا اور انہیں کوئی ایسی بات ان میں نظر نہیں آئی کہ جو مورد طعن بن سکتی، انکا سن تالیف ہی ان بزرگ مراجع کی وفات کے بعد ہے تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد ان بزرگوں نے یہ کتابیں پڑھیں کیسے؟

(شیخ احمد احسائی کی کتب حکمت کا سن تالیف)

آئیں اور پہلے یہ دیکھیں کہ ان مذکورہ کتب کا سن تالیف و تصنیف کیا ہے،

(۱) شرح الزیارت الجامعۃ الکبیرہ ۱۰ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ

(۲) شرح علی الرسالہ العلمیہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۳۰ھ

(۳) شرح الفوائد فی الحکمت ۹ شوال ۱۲۳۳ھ

(۴) شرح علی المشاعر در قواعد حکمت ۲۷ صفر ۱۲۳۴ھ

(۵) شرح الحکمۃ العرشیہ ۲۷ ربیع الاول ۱۲۳۶ھ

۱) شرح الزیارۃ الجامعہ چاپ جدید بیروت جلد چہارم کے آخر میں یہ عبارت موجود ہے

(وفرغ من تسویدہ مولفہ العبد المسکین احمد بن زین الدین فی اللیلۃ التاسعہ عشرۃ من شھر ربیع المولود صلی اللہ علیہ وآلہ سنہ ثلاثین ومائتین والف من الھجرۃ النبویۃ)

۲)۔ شرح رسالہ علمیہ چاپ جدید کے آخر میں یہ عبارت شیخ نے تحریر کی ہے۔

(وقع الفراغ من ھذہ الکلمات ضحی یوم الجمعہ الخامس من شھر ربیع الثانی سنہ الثلاثین والمائتین والالف من الھجرۃ النبویۃ ......العبد المسکین احمد بن زین الدین ......فی البلد المحروسہ کرمان شاہ......)(شرح رسالہ علمیہ ص ۱۴۳) یہ کتاب جناب ملا محسن فیض کاشانی کے رسالہ کی شرح ہے جس میں علم خداوندی سے بحث کی گئی ہے)

۳). شرح العرشیۃ یہ کتاب جناب ملا صدرا کی کتاب عرشیہ کی شرح ہے کہ جو شرح العرشیہ کے نام سے مشہور ہے کے آخر میں شیخ نے یہ تاریخ لکھی ہے۔

(وقع الفراغ ......العبد المسکین احمد بن زین الدین ......السابع والعشرین ربیع المولود سنۃ السادس والثلاثین بعد المائتین والالف من الھجرۃ النبویۃ ......بدار الامان کرمان شاہ......)(شرح العرشیہ چاپ رحلی تبریز ص ندارد) موضوع کتاب مبدا و معاد ہے، اختصار کے پیش نظر بقیہ کتب کی عبارات تحریر کرنے سے معذرت چاہتے ہیں، لیکن خصوصیت کے ساتھ جن کتب کا رشتی نے ذکر کیا ان کی شیخ کے ہاتھ کی اختتامی تاریخ لکھ دی گئی ہے۔

(شیخ کے مفروضہ مشائخ اجازات کے سن وفات)

اب آئیں اور یہ دیکھیں کہ جن علماء اعلام نے ان کتب کو پڑھ کر شیخ کو اجازہائے اجتہاد دیئے تھے انکی تاریخ وفات کیا ہے؟؟

۱) آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ احمد بن حسن دمستانی بحرانی متوفی ۱۲۰۵ھ
۲) آیۃ اللہ العظمیٰ سید مہدی بحر العلوم متوفی ۱۲۱۲ھ
آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا مہدی شہرستانی متوفی ۱۲۱۶ھ
آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ حسین آل عصفور متوفی ۱۲۱۶ھ
۵) آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ جعفر کبیر نجفی کاشف الغطاء متوفی ۱۲۲۷ھ
۶) آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی طباطبائی متوفی ۱۲۳۱ھ

قارئین ان مراجع عظام کی تاریخ وفات میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے حتی کہ ان اجازات کے مخترعین اور مروجین بھی ان تاریخوں کو قبول کرتے ہیں۔

۳) اور تیسری وجہ جو کہ ان اجازات کے جعلی ہونے پر پیش کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ان سب اجازات کی تاریخ شیخ کے سفروں اور اس کے حالات زندگی کے ساتھ جو کہ شیخ کے بیٹے نے اپنے والد کی زندگی کا سال سال لکھا ہے کہ اس سال جناب شیخ کہاں تھے اور اس سال کہاں، سازگار نہیں ہے، بات لمبی ہوتی جا رہی ہے اس لئے ہم صرف اشارہ کر کے گزر جائیں گے، شائقین تفصیل دیکھنے کے لئے مذکورہ کتاب اور شیخ کے اجازات کہ جو اردو اکٹھے چھپ چکے ہیں کی طرف رجوع فرمائیں،، شیخ کے سفروں کی یہ ساری تفصیلات کتاب کے باب دوم میں موجود ہیں۔

۱)۔ سید مہدی بحر العلوم ۱۲۱۲ھ کے اجازہ پر جیسا کہ عرض کیا ہے، ۱۲۰۹ھ درج ہے جب کہ کتاب میں لکھا ہے کہ شیخ ان دنوں یعنی ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۲ھ میں بحرین میں تھے،

۲)۔ مرزا مہدی شہرستانی ۱۲۱۶ھ، کے جازہ پر بھی یہی تاریخ یعنی ۱۲۰۹ھ درج ہے جس کا بطلان واضح کیا جا چکا ہے۔

۳)۔ شیخ احمد دمستانی،، ۱۲۰۵ھ،، کے اجازہ پر تاریخ محرم الحرام ۱۲۰۵ھ درج ہے جب کہ کتاب کے مطابق شیخ احمد احسائی ان دنوں اپنے وطن میں موجود تھے۔

۴)۔ شیخ حسین آل عصفور (۱۲۱۶ھ کے اجازہ پر ۱۲۱۳ھ درج ہے جب کہ کتاب میں صراحت موجود ہے کہ شیخ ان دنوں یعنی ۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ پورے ۹ سال بصرہ اور اس کے اطراف میں تھے اور اس پورے عرصہ میں کربلا نہیں گئے،، شیخ جعفر کبیر اور سید علی صاحب ریاض المسائل کے اجازہ پر تاریخیں موجود نہیں ہیں کہ

ع بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی

جو بجائے خود انکی روش تحریر کے خلاف ہے۔

لہذا اب ہم اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے یہ گڑبڑ کہاں سے اور کیوں شروع ہوئی ہے اس بارے میں قارئین خود جو نتیجہ نکالیں وہی انکے لیے حجت ہے ہم تو صرف یہ کہیں گے کہ نقل اور جعل کے لئے عقل کی ضرورت ہے ورنہ کسی دن اور کسی وقت بھی راز فاش ہوسکتا ہے۔

بہر حال شیخ احمد احسائی کی ۷۵ سالہ زندگی ان چند حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

(۱) شیخ کی زندگی کے پہلے ۴۲ سال یعنی ۱۱۶۶ھ تا ۱۲۰۸ھ تک کے حالات بالکل تاریکی میں ہیں یعنی بظاہر ان سالوں میں شیخ کی کسی قسم کی کوئی مصروفیت کسی نے نہیں لکھی، مگر یہ کہ انکے بیٹے نے ایک سفر ۱۱۸۶ھ میں کربلا کا لکھا ہے کہ جو تحقیق کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا اور بقول مولانا محمد حسین اکبر کہ :۔

(اگر اس کی زندگی کے اس حصے کی تفصیلات معلوم ہوجاتیں تو تمام حقائق مزید روشن ہوجاتے ہوسکتا ہے کہ جو کارنامے اس نے بعد میں انجام دیئے ان چند سالوں میں ان کارناموں کے پروگراموں کے بارے میں استعمار سے ہدایات حاصل کرتا رہا ہو ورنہ ایک شہرت یافتہ شیعہ عالم دین جس نے پچھتر سال تحصیل علم پر صرف کیے ہوں، ایسے خرافات ہرگز کہنے کو تیار نہیں ہوسکتا جو اس نے بیان کیے ہیں اس کے تمام خرافات ونظریات افراد شیعہ کو عمل سے دور کرنے پر منتج ہوتے ہیں۔ (استعمار شیخیت کے روپ میں ص ۴۱)

پس جو کچھ معلوم ہے وہ یہ کہ شیخ نے ۲۰ سال کی عمر میں پہلی شادی کی اور پھر یکے بعد دیگرے آٹھ شادیاں کیں اور ان سے شیخ کے ۲۹ بچے (۱۸ بیٹے اور ۱۱ بیٹیاں) پیدا ہوئے۔(اسے کہتے ہیں دنیا سے الگ تھلگ، خوف خداوندی میں غرق عارف) یہ ساری تفصیلات انکے بیٹے نے تحریر کی ہیں، فراجع

شیخ احمد احسائی کے پراسرار سفر

(۲) شیخ کی حکمت کی کتب کی تشہیر سے اور شہزادہ محمد علی کی وفات سے قبل کی زندگی یعنی ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۳۹ھ زمانہ شیخ کی انتہائی مصروفیت کا زمانہ ہے، آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ گدھے گھوڑے کے اس زمانہ میں شیخ نے، بحرین، سعودی عرب، ایران وعراق کے ۳۸ مختلف شہروں کے مختلف اوقات میں سفر کیے کہ جن کی تفصیل انکے بیٹے نے اپنی کتاب میں پیش کی ہے، شیخ (۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۲ھ) بحرین میں رہا اور پھر ۱۲۱۲ھ میں کربلا گیا اور پھر اسی سال کربلاء سے بحرین کے بجائے بصرہ کو اپنا مرکز بنایا اور (۱۲۱۲ھ تا ۱۲۲۱ھ) تک بصرہ

میں رہا اور پھر بصرہ میں رہتے ہوئے، ذروق، جبارات، تحویہ، نشویہ، صفاوہ، شطاکار، شیوخ، وغیرہ شہروں کی
گردش پر رہا، اور اس دوران اس نے نجف وکربلا کا سفر نہیں کیا، یاد رہے کہ تاریخ کی گواہی کے مطابق
انہی دنوں برطانیہ حکومت کا نمائندہ سر ہارفورڈ جونز Sir Harfordjones بصرہ میں مقیم تھا اور ہم سابق
میں عرض کر چکے ہیں کہ بعض حضرات نے حاکم بصرہ کو فلسفہ میں شیخ کا استاد لکھا ہے، اور ۱۲۳۱ھ
مطابق ۱۸۰۸ء سر ہارفورڈ جونز حکومت برطانیہ کی طرف سے نمائندہ مقرر ہو کر ایران میں آیا، اور اسی سال شیخ
کے بیٹے عبداللہ کی گواہی کے مطابق شیخ بھی ایران میں داخل ہوا، اور دوسری طرف ٹھیک اسی سال یعنی ۱۸۰۸ء
مطابق ۱۲۳۱ھ کے موسم گرما میں حکومت برطانیہ کی طرف سے کیپٹن جان میلکم نے ایک طاقت ور فوج کے
ساتھ ایران کے شہر بوشہر میں پڑاؤ ڈال دیا، اس طرح شیخ احمد احسائی، سر ہارفورڈ و جان میلکم نے ایک ساتھ
ایران میں وارد ہوئے، اور یہ وہی جان میلکم ہے کہ جس کے بارے میں شیخیت کی شاخ کویت کے رہبر جناب
علی احقاقی صاحب نے شیخیت کی شاخ کرمانیوں کے رہبر کریم خان کرمانی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کرمانی
نے جان میلکم کے افکار کی پیروی کی ہے،، اس اجمال سے تفصیل معلوم کی جاسکتی ہے، یہ اقتباسات ہم نے
تقی صاحب کی کتاب ایک پراسرار جاسوسی کردار سے اپنے الفاظ میں پیش کیے ہیں تفصیل کے شائقین کتاب
مذکور کے صفحہ ۴۷۵ تا ۴۸۵ کی طرف رجوع فرمائیں۔

شیخ احمد احسائی پر شیعہ مراجع کی طرف سے فتویٰ کفر

(۳) انہیں سفروں کے دوران جب شیخ کا قزوین سے گزر ہوا تو واقعہ تکفیر پیش آیا، جس کی تفصیل کا یہ وقت
نہیں ہے، خلاصہ یہ ہے کہ شیخ جب قزوین میں داخل ہوا تو قزوین میں موجود مرجع تقلید حضرت آیۃ العظمیٰ...... شیخ
شیخ محمد تقی برغانی المعروف بہ شہید ثالث جو کہ شیخ کے بعض عجیب وغریب نظریات سے پہلے سے آشنا تھے شیخ
کے ساتھ بحث ومباحثہ کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ شیخ کے نظریات شیعیت اور اسلامی تعلیمات کے ساتھ
سازگار نہیں ہیں۔ لہذا نتائج کی پرواہ کے بغیر شیخ کے کفر کا فتویٰ صادر کر دیا کہ جس کی وجہ سے شیخیوں کے
ہاتھوں جناب کو جام شہادت نوش فرمانا پڑا۔ اس طرح جان دے کر آقائے برغانی نے ثابت کر دیا کہ ہم مر سکتے
ہیں لیکن اسلامی تعلیمات کو مسخ ہوتا نہیں دیکھ سکتے بہرحال ایک دن انصاف کا ہے **وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون** "فتویٰ تکفیر کے بعد یہاں سے شیخ فرار ہو کر جب کربلا پہنچا اور شہید ثالث
کی طرف سے شیخ کو کافر قرار دیے جانے کی اطلاع جب وہاں پہنچی تو لوگوں نے مرجع دوران حضرت

آیۃ ...... العظمیٰ سید مہدی بن سید علی طباطبائیؒ کے پاس شیخ کے متبعین کے حوالہ سے اپنی تکلیف شرعی معلوم کرنا چاہی تو چونکہ جناب سید شدت تقوی کی بنا پر فتوی کفر صادر کرنے سے گھبراتے تھے۔ اس لئے چند علماء جمع فرمائے اور انہوں نے شیخ احسائی کے شاگرد سید کاظم رشتی سے گفتگو کی جس کے بعد انہوں نے شہید ثالث کے فتوی کفر کی توثیق کی ہم یہاں قصص العلماء کی عبارت نقل کرنا چاہتے ہیں جناب میرزا محمد سلیمان تنکابنی تحریر فرماتے ہیں کہ (مردم از او درخواست نمودند کہ شیخ را شہید ثالث تکفیر کردہ است اکنون تکلیف ما با تابعین شیخ چیست آقا سید مجلسی ترتیب داد و شریف العلماء (استاد شیخ مرتضی انصاریؒ) وحاجی ملا جعفر استر آبادی وحاجی سید کاظم (یعنی کاظم رشتی) را احضار نمود ایشان با سید کاظم مناظرہ نمودند) اس مناظرہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ ظاہر عبارت شیخ کفر آمیز ہیں، لیکن رشتی کہتا تھا کہ شیخ کی مراد کچھ اور ہے اگر چہ ظاہر عبارت کفر ہے، سید مہدی نے فرمایا کہ ہم ظاہر کے پابند ہیں، لہذا دو عادلوں کی گواہی پر فتوی کفر صادر فرمادیا اس کے بعد کی عبارت یہ ہے، (آقائے سید مہدی اگر چہ فتوی نمیگفت لیکن بشہادت این دو عادل کہ شریف العلماء وحاجی ملا محمد جعفر استر آبادی حکم بتکفیر شیخ وتابعین نمود وازاں پس بمسجد رفتہ ومردم را موعظہ نمود کہ دراین عصر گرگان چند بلباس میش درآمدہ ودین مردم را فاسد وکاسد ساختہ اند وایشان شیخ احمد احسائی ومتابعان او ہستند وایشان کافر مطلق پس تکفیر ایشان شیوع یافت،

وعلماء کہ شیخ احمد احسائی ومتبعان اورا تکفیر کردند

(۱) اول ایشان حاجی مجاہد محمد تقی قزوینی (۱۲۶۴ھ)

(۲) دوم آقا سید مہدی

(۳) وحاجی جعفر استر آبادی (۱۱۹۷ھ، ۱۲۶۳ھ)

(۴) وآخوند ملا آقا دربندی (صاحب اسرار الشہادہ)

(۵) وشریف العلماء

(۶) وآقا سید ابراہیم استاد حقیر (۱۲۶۲ھ)

(۷) وشیخ محمد حسین صاحب فصول

(۸) وشیخ محمد حسن نجفی صاحب جواہر الکلام) (۱۲۶۶)

بلکہ اکثر از فقہاء عصر ایشان (تکفیر نمودہ اند) (قصص العلماء کی عبارت ختم ہوئی)

ہم عبارت کا ترجمہ نہیں لکھتے کیوں کہ کتاب توقع سے زیادہ طویل ہو چکی ہے قارئین کی سہولت کے لیے اس مناظرہ کے بعد جن علماء اعلام و مراجع عظام نے شیخ اور شیخ کے متبعین کے کفر کا فتویٰ دیا تھا ان سب کے اسم شمارہ کے ساتھ ترتیب سے لکھ دیئے ہیں قارئین محترم اب آپ ان بزرگ مراجع اور اساطین تشیع کی عظمت کو بھی سامنے رکھیں اور مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیلؒ کے اس فرمان کو بھی بار بار ان علماء کے نام دیکھ کر پڑھیں کہ جس میں مولانا نے فرمایا تھا کہ شیخ کے ہمعصر فقہاء نے شیخ پر فتویٰ کفر حسد کی بنا پر لگایا تھا، لہذا جب ان حضرات کی تہمتوں سے ایسے اساطین مذہب اہل بیت نہیں بچ سکے تو دیگر علماء کو یہ حضرات تہمت وہابیت اور دشمن عزاداری جیسے اتہامات سے کیوں نہ نوازیں گے۔

ع بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

شیخ کا سفر آخرت

شیخ احمد احسائی کے لیے شیعہ مراجع کے فتویٰ کفر کے بعد چونکہ عراق کی زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو چکی تھی اور ویسے بھی شیخ کا مشن مکمل ہو چکا تھا لہذا شیخ کربلا سے فرار کر کے سعودی عرب چلا گیا اگر چہ شیخی حضرات یہ کہتے ہیں کہ چوں کہ شیخ کی کتاب شرح زیارت جامعہ کربلاء والوں نے بغداد کے والی داؤد پاشا کو دکھائی کہ دیکھیں شیخ احمد نے خلفاء کی اس کتاب میں کتنی توہین اور ان پر لعن طعن کی ہے جس کی بناء پر داؤد پاشانے کربلاء پر حملہ کر دیا اور شیخ اس وجہ سے کربلاء سے فرار ہوا لیکن سوال یہ ہے کہ خلفاء کی توہین کرنے والے کو شیعیت کے جانی دشمن مملکت عربیہ سعودیہ کہ جو شیعیان عراق پر مختلف اوقات میں کئی حملے کر چکی تھی، کیسے پناہ دی۔

کربلا ہے لہولہو۔ سعود بن عبدالعزیز کے عراق پر حملات

پہلا حملہ ماہ مبارک رمضان ۱۲۱۲ھ میں کیا اور بقول صاحب تاریخ المملکہ العربیہ السعودیہ ص ۶۹ کے کہ یہاں کے اتنے لوگوں کو قتل کیا کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا باقی ماندہ لوگ فرار ہو ۔ ۔ ۔ چھ دریا میں ڈوب کر مر گئے، یاد رہے کہ اسی سال شیخ احمد احسائی بحرین سے کربلاء آیا اور واپسی پر بصرہ چلا گیا تھا اور ۱۲۱۲ھ تک بصرہ اور اسکے اطراف میں رہا۔

دوسرا حملہ ابن سعود نے ماہ ذیقعدہ ۱۲۱۶ھ میں کربلاء پر کیا اور فصیل کی دیواروں کو توڑ کر قتل عام کیا اور کثیر تعداد

میں مال غنیمت لوٹ کرلے گیا۔

تیسرا حملہ ابن سعود نے ماہ جمادی الاول ۱۲۲۳ھ میں کیا،

لہٰذا پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعاً شیخ بغداد کی سنی العقیدہ حکومت کے ڈر سے کربلا سے فرار ہوا تھا تو پھر ایران کی شیعی حکومت کے پاس کیوں نہ گیا کہ جو شیخ کی معتقد بھی تھی لیکن شیخ کا سعودیہ کی طرف فرار یہ گواہی اس معاملہ کو مزید مشکوک بنادیتی ہے کہ جب والی بغداد نے شرح زیارت جامعہ کی وجہ سے حملہ کیا تو عثمانی حکومت نے اعلان کیا کہ جو شخص شیخ احمد احسائی کے شاگرد خاص یعنی سید کاظم رشتی کے گھر جاکے پناہ لے گا اسے تو امان ملے گی لیکن حرم امام حسینؑ یا حرم ابو الفضلؑ کے اندر پناہ گزینوں کو کوئی پناہ نہیں، دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے، بہر حال شیخ یہاں سے فرار تو ہوا۔ لیکن راستہ ہی میں فرشتہ اجل پہنچ گیا اور اس طرح شیخ راستہ میں ہی ۱۲۴۱ھ میں فوت ہو جاتا ہے اور شیخ کے جنازہ کو لینے کے لئے سعودی عرب کا حکمران فوجی دستہ کے ساتھ حاضر ہو جاتا ہے، اور شیعوں کی عزت و احترام کا یہ ازلی دشمن شیخ کے جنازہ کو بڑی عزت و احترام سے جنت البقیع میں دفن کرتا ہے۔

ع تو حدیث مفصل بخوان ازاین مجمل

ان حقائق کی تفصیل دیکھنے کے شائقین ان کتب کی طرف مراجعت فرمائیں، استعمار شیخیت کے روپ میں، ،ایک پر اسرار جاسوسی کردار، ،آیۃ اللہ ہاشمی رفسنجانی مدظلہ کی کتاب امیر کبیر اور آقای محمد باقر نجفی کی کتاب بہائیان کا مقدمہ، شائد یہ راز اہالی کربلا پر واضح ہو گیا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ جس کی گواہی رشتی نے اپنی کتاب دلیل المتحیرین میں ان الفاظ میں دی ہے رشتی لکھتا ہے کہ فاذا حضرنا مجلساً ھم فیتفرقون......الخ (یعنی ہمارے ساتھ ان کی معاشرت اور ان کے سلوک کا حال یہ ہو گیا تھا۔ جب ہم انکی مجلس میں چلے جاتے تو وہ ہمیں دیکھ کر سب اٹھ کر چل دیتے......وہ کافروں کے ساتھ، ناصبیوں کے ساتھ، فجار کے ساتھ اور اہل فسق و فجور کے ساتھ تو اٹھتے بیٹھتے تھے......لیکن اگر کوئی ہم سے ان کے پاس چلا جاتا تھا تو سب کے سب متفرق ہو جاتے تھے اور کوئی بھی بیٹھا نہیں رہتا تھا، اور اگر ان میں سے کوئی آدمی ہماری طرف سے گزرتا تھا تو منہ پھیر کر گزرتا تھا سلام نہیں کرتا تھا،)'' ایک پر اسرار جاسوسی کردار ص ۳۰۵'' اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ اہالی کربلاء نے یہ رویہ فقط ان لوگوں سے کہ جو شیخ احمد احسائی کے حلقہ مریدین میں شامل تھے ہی کیوں اپنایا تھا۔

نجیب پاشا نے کربلا پر حملہ کر دیا۔

بالآخر شیخیوں کے ساتھ اہالی کربلاء نے یہ سلوک تو اپنایا لیکن اس کی پاداش میں انہیں بڑی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی اس کی داستان شیخیت کی کرمانی شاخ کے سربراہ کریم خان کرمانی کی کتاب ھدایۃ الطالبین سے سنیں کہ جسے کرمانی بڑے فخریہ انداز میں پیش کرتا ہے، کرمانی کتاب مذکور کے صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۴ بڑی تفصیل کے ساتھ نجیب پاشا کے اس حملہ کے بارے میں تحریر کرتا ہے کہ جس کا خلاصہ ہم اختصار کے پیش نظر، کتاب ایک پراسرار جاسوسی کردار کے ص ۳۰۶ تا ۳۱۱ سے نقل کر رہے ہیں، اس کتاب میں کرمانی کی کتاب کی کامل عبارت درج ہے۔

(تا آنکہ یکسال قبل از وفات آں بزرگوار از بس بناہی بے انصافی و ہرزہ گی آں اعادی دین ہمیں گزاردند خداوند را بغضب در آوردند و رسول خدا را صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ بخشم در آوردند و آئمہ طاہرین را سلام اللہ علیہم بانتقام داشتند و حکم از مصدر قضاو قدر نزول بلا بر آں قوم پر شور و شر صادر شد و نجیب پاشائی انگیختہ شد و کربلا را محاصرہ محصارہ کرد و مدت قریب چہار ماہ و دہ روز آں بلد را محاصرہ کرد و واز قرار مزکور قریب بسی ہزار طوب بآں بلد زدند...... الخ ،، (کاظم رشتی) کی وفات سے ایک سال پہلے ان دشمنان دین نے ان بزرگوار کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ جس نے خداوند تعالیٰ کو غضب ناک کر دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خشم ناک بنا دیا اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کو ان سے انتقام لینے پر آمادہ کر دیا، اور اس قوم پر قضا و قدر سے نزول بلا کا حکم صادر ہو گیا اور نجیب پاشا والی بغداد کو برانگیختہ کیا گیا کہ جس نے کربلا کا محاصرہ کر لیا، اور تقریباً چار ماہ دس روز تک کربلاء کو محاصرہ میں رکھا اور تیس ہزار توپ سے کربلا پر گولہ باری کی اور اس شہر کے زیادہ حصہ کو تباہ و برباد کر دیا، اگرچہ سید کاظم رشتی نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح اس حملے کو ختم کرا دیں، لیکن حضرات معاندین نے کہا کہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ ہم قتل کر دیئے جائیں اور ہمارے زن و بچے رومیوں کے ہاتھ قیدی بنا لیے جائیں، لیکن تیرا احسان نہ اٹھانا پڑے خدا نے بھی اپنے غضب کو ان کے اوپر محکم کر دیا، اور یہودیوں کے لشکر کو ان کے اوپر مسلط کر دیا، اور طائفہ سنی کو ان کے اوپر غالب کر دیا، اور گیارہ ذی الحجہ ۱۲۵۸ھ کو بوقت صبح کربلاء پر قبضہ ہو گیا، تین گھنٹے کے لئے اذن قتل عام ہو گیا، اور وہ لشکر جس کا ایک حصہ یہودیوں پر مشتمل تھا اور دوسرا حصہ سنی تھا قتل و غارت گری میں مصروف ہو گیا، اور ہر گلی میں ہر کوچہ میں ہر چوک میں اور ہر گھر میں جس کو بھی پایا قتل کر دیا یہاں تک کہ دس بارہ ہزار آدمی قتل ہوئے اور تمام مال و اسباب شہر کا لوٹ لیا گیا اور عورتیں اور بچے جو زندہ بچے

انہیں قیدی کرلیا گیا اور قیدی بنا کے لے گئے، لوگوں میں سے جس نے بھی سید کاظم رشتی کے گھر پناہ لے لی، اور جو حال بھی کسی نے سید کاظم رشتی کے گھر پہنچا وہ محفوظ رہا، خدا کی قوت وطاقت سے ان بزرگوار یعنی سید کاظم رشتی جانشین شیخ احمد احسائی کے اصحاب میں سے کسی کا بھی بال بیکا نہ ہوا، اور سب کے سب صحیح وسالم رہے، باوجود اس کے کہ وہ لوگ کہ جو روضہ مقدس حضرت عباس (علمدار کربلاء) میں پناہ لینے کے لئے داخل ہوئے ان کو بھی پناہ نہ ملی، اور وہ بھی قتل سے امان میں نہ تھے، یہاں تک کہ جو حرم میں تھا وہ بھی قتل کردیا گیا یہاں تک کہ اگر کسی نے ضریح کے اندر ہی پناہ لی تو اس کو ضریح کے اندر بھی پناہ نہ مل سکی، اور ضریح کے اندر ہی اسے گولی ماردی گئی، اور اس کو وہیں قتل کردیا گیا اور نجیب پاشا گھوڑے پر سوار گھوڑے سمیت رواق مطہر سید الشہداء میں داخل ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ کوئی بھی فرد بشر اس حملہ میں امن میں نہیں تھا سوائے اسکے کہ جس نے سید کاظم رشتی کے گھر پناہ لے لی تھی، اس کو ذرا سا بھی نقصان نہ پہنچا، اور کوئی تکلیف اس کو نہ ہوئی اور یہ دلیل ہے ان بزرگوار کی جلالت شان پر کہ آئمہ طاہرین نے چاہا تھا کہ یہ کاظم رشتی سے ظاہر ہو، اور یہ فتنہ اس فتنہ کی نسبت جو شیخ کے فرار کے بعد داؤد پاشا کے ہاتھوں ہوا تھا ہزار درجہ اعظم تھا (کیوں کہ وہ کاظم رشتی نے شیخ کی وجہ سے انتقامی کاروائی کروائی تھی اور یہ اپنی وجہ سے) اور اس کا سبب یہ تھا کہ حجت خدا واضح تر ہو گئی تھی اور خدا کا غضب محکم تر ہو گیا تھا) کرمانی کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا، یہ اس شخص کی تحریر ہے جسکی کتب مولانا اسماعیل صاحب کے لئے آب وغذا کا مقام رکھتی ہیں اس عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

(۱) یہودیوں اور سنیوں کے ہاتھوں کربلاء کی بے حرمتی اور شیعیان علی کا قتل عام خدا اور رسول اور آئمہ کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہوالہذا حملہ آور بے گناہ ہیں

(۲) کاظم رشتی حجت خدا تھے جس کا کربلاء والوں نے احترام نہ کیا جس کے نتیجہ میں خدا نے شیعوں سے یہ انتقام لیا اور یہ عذاب نازل کیا تھا۔

(۳) رشتی کے گھر کا احترام اور تقدس حرم سید الشہداء اور حرم حضرت عباس علمدار علیہما السلام سے زیادہ ہے، تبھی تو اس کا گھر کرمانی کے بقول جائے امن بنا، اور حرم حضرت امام حسینؑ اور حضرت عباس کو یہ مقام حاصل نہ ہوسکا

(۴) کاظم رشتی نے اپنی آنکھوں سے حرمین کی یہ خون کے آنسو رلانے والی توہین دیکھی اور وہ حرمین کو اس توہین سے بچا سکتا تھا لیکن کوئی اقدام نہیں کیا۔

(۵) فقہاء عظام نے جب شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دے دیا اور وہ کربلا سے فرار ہوا تو اس کے فرار ہوتے ہی

رواور پاشا نے کربلا پر حملہ کر دیا، اس وقت بھی جائے امن رشتی کا گھر تھا،(٦) سوال یہ ہے کہ کربلا کے شیعوں کے قتل عام کے دوران دشمن کی نگاہ میں فقط کاظم رشتی کا گھر جائے امن کیوں بنا رہا ہے؟

اس کے باوجود بھی حجۃ الاسلام ہاشمی رفسنجانی مدظلہ کو اور دیگر علماء اعلام کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ، کاظم رشتی اپنے استاد سے بھی زیادہ خطرناک تھا، اور رشت میں اس کا کوئی حسب نسب نہیں ہے بلکہ یہ روس سے آیا تھا اور وقت اس کے پاس پیسوں کی ریل پیل رہتی تھی، لہذا یہ شیعہ عالم نہیں ہے بلکہ آیۃ اللہ العظمی سید مہدی طباطبائی کے فرمان کے مطابق کہ (دراین عصر گرگان چند بلباس میش درآمدند و دین مردم را فاسد و کاسد ساختند وایشان شیخ احمد احسائی و متبعان او وسید کاظم رشتی و ایشان کافر اند) (قصص العلما)

اب ہم فیصلہ قارئین محترم پر چھوڑتے ہیں کہ آپ بتائیں کہ یہاں پر اگر آپ ہوتے تو کیا کرتے یعنی اگر آپ کے بس میں ہوتا کہ حرم امام حسینؑ اور حرم حضرت عباسؑ کو اس توہین سے بچا سکیں تو آپ نہ تے اور اگر نہ بچاتے تو کیا آپ کو عاشق امام حسینؑ کہلوانے کا حق دیا جاتا؟

قارئین محترم حرمین کی توہین کرانے والوں کی کتابیں پڑھ کر اور انہیں اپنی آب وغذا سمجھنے والے لوگ لاشعوری طور پر مجرموں کو عارف اور آیۃ اللہ فی العالمین بنا کر پیش کر رہے ہیں، خدارا دوست اور دشمن کے درمیان تمیز کریں، مخلص اور مفسد کو پہچانیں۔ کتاب ضرورت سے زیادہ طول پکڑ رہی ہے لہذا اس سے زیادہ اس قسم کے مزید اقتباسات نقل کرنے سے معذرت چاہتے ہیں،

شیخیت کی شاخیں

بہر حال شیخ احمد احسائی کے بعد اس کا جانشین سید کاظم رشتی بنا، اور رشتی کے بعد یہ لوگ تین حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

(١) سید علی محمد باب فرقہ بابیہ کا بانی (٢) کریم خان کرمانی شیخیت کرمانی شاخ کا بانی

(٣) مرزا شفیع تبریزی اسکوئی احقاقی گروہ اس تیسرے گروہ کی حال حاضر میں کویت سے احقاقی صاحب کا بیٹا جس کی تصاویر لسان الصدق وغیرہ میں چھپتی رہتی ہیں شیخیت کی کمانڈ کر رہا ہے، اور بقول آقائے سید حسین موسوی خراسانی کے کہ، (شیخی ہای اسکو و تبریز شیخی ہا کرمانی را کافر و نجس می دانند و کرمانی ہا ہم آنہا را منحرف می دانند) یعنی کرمانی احقاقیوں کو نجس و کافر کہتے ہیں اور احقاقی والے انہیں منحرف مانتے ہیں،

بحوالہ (مذہب شیعہ و مذاہب ساختگی ص ٧٥)

فصل دوم

(شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب کی فہرست)

(۱) آئینہ شیخیت

مولف، مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ

(۲) ابلیس اپنے عقائد و نظریات کے آئینے میں

مولف، مولانا اختر حسین نسیم مدظلہ

(۳) اجابۃ المضطرین

یہ کتاب بمبئی سے چھاپ ہوئی ہے

(۴) ارجوزہ فی الرد علی الشیخیۃ = المنظومہ فی الرد علی الشیخیۃ

مولف علامہ علی بن احمد بن حسین آل عبد الجبار قطیفیؒ ۱۲۸۷ھ

آیۃ اللہ جعفر سبحانی مدظلہ نے، جناب قطیفی کی ایک اور کتاب بنام۔
(ارجوزہ فی التوحید = المنظومۃ فی التوحید) کہ جس میں شیخیت کی رد کی گئی ہے کتاب مستطاب (معجم التراث ج۱ صفحہ ۲۲۰) پر تحریر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ، اس کتاب کی شرح ان کے بھائی سلیمان (...... ۱۲۶۶ھ) نے کی ہے، جبکہ اول الذکر کتاب کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ اس کی شرح مولف کے بھتیجے سلیمان بن سلیمان بن احمد حسین قطیفی نے تحریر کی ہے، (معجم التراث ج۳ صفحہ ۹۲) لیکن اس جلد میں اس دوسری شرح کا ذکر موجود نہیں ہے۔

(۵) ارشاد الخواص

مولف علامہ جمال الدین بن محمد تقی بن محمود ہیشمی عراقی تہرانیؒ (متوفی ۱۳۲۵ھ)

اس کتاب میں، ارشاد العوام، کرمانی کا جواب دیا گیا ہے، یاد رہے کہ فرقہ شیخیہ کی شاخ کرمانی گروپ کے سربراہ کریم خان کرمانی (۱۲۲۵ھ، ۱۲۸۸ھ) کی اس کتاب کا کئی دیگر شیعہ علماء اعلام نے جواب دیا ہے جن میں سے بعض کا ذکر اس مختصر فہرست میں موجود ہے، اسی گروہ کی ایک شاخ کراچی میں کھولی گئی جس کی سرپرستی کاظم علی

کر رہے تھے۔

) ارشاد المضلین (مخطوط)

مولف علامہ محمد حسین بن محمد رفیع اصفہانی رشتی قزوینیؒ (یہ کتاب ۱۲۸۴ھ میں لکھی گئی ہے)

) ارغام الملحدین

مولف، علامہ ابراہیم بن عبدالمجید شیرازیؒ (......تقریباً ۱۳۰۶ھ)

یہ کتاب کریم خان کرمانی کی کتاب (ارشاد العوام) کی رد میں لکھی گئی ہے

) استعمار شیخیت کے روپ میں

مولف، مولانا محمد حسین اکبر۔

یہ وہ پہلی کتاب ہے جسے بندہ حقیر نے جامعہ المنتظر ۱۹۸۵ء میں دوران تحصیل خریدا تھا اور اسے پڑھ کر شیخیت سے آشنائی حاصل کی تھی، جس میں شیخ احمد احسائی کے عقائد کو رد کیا گیا ہے اور انکے خلاف مجتہدین و مراجع کے فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے، جسے پڑھ کر کئی نجیب روحیں راہ راست پر آئیں، لیکن افسوس کہ آج اس کتاب کا مولف انہی شیخی مبلغین کا ہم نوا بن چکا ہے، جنہیں مولف نے کتاب مذکور کے صفحہ ۵۸ پر بعنوان (پاکستان میں شیخیت کے دو بڑے اڈے، مکتوب احقاقی بنام ساتھی) معرفی کرائے تھے، اگرچہ ہم اب بھی سابق حسن ظن کی بناپر انہیں شیخی عقائد کا معتقد نہیں مانتے، جی ہاں اسی کتاب کے صفحہ ۶۲ تا ۶۵ پر احقاقی کے یہ چار فتوے موجود ہیں

(مرزا احسن احقاقی کے چار فتوے)

(۱) تشہد میں علیاً ولی اللہ پڑھنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے (سرخی)

اسکے بعد جناب محمد حسین اکبر تحریر کرتے ہیں کہ تشہد میں شہادت ثالثہ نہ پڑھنے والوں کو غیر شیعہ اور ان کی نماز کو باطل کہنے والو اپنے مجتہد کا فتویٰ دیکھ کر ذرا شرم کرو۔

(۲) مرزا احسن احقاقی نے سیدزادی کا غیر سید سے نکاح کرنا جائز قرار دیا ہے (سرخی) فتویٰ ذکر کرنے کے بعد جناب محمد حسین اکبر لکھتے ہیں کہ، شیخ احمد احسائی اور میرزا احسن احقاقی کی ترویج کرنے والو، اور لاکھوں کی صورت میں سرمایہ اڑانے والو اپنے خود ساختہ مجتہد کے فتوے سے عبرت حاصل کرو، اس کے بعد مولانا لکھتے ہیں کہ، پاکستان کی غیور شیعہ قوم: ناموس سادات کے محافظو! پاکستان میں احقاقی نامی شخص کے

نام پر اس کے کارندے سرمایہ کی ریل پیل سے شیعوں کے درمیان اختلاف کو ہوا دے کر آپکے صحیح عقائد کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔......

(۳) لوہے کا کڑا پہننا اسلام کے شعار میں سے نہیں ہے

اور نہ ہی آج تک ہمارے مذہب کی کسی کتاب میں میں نے اس کے بارے میں دیکھا ہے، اور نہ ہی شیعوں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے (فتویٰ)

(۴) جو کوئی نماز روزہ کو فضول وعبث خیال کرتا ہے وہ قرآن کا واضح طور پر منکر اور آیات محکمہ کا مخالف ہے اور ایسا شخص کافر ہے اس کے دوسرے مستحب کام اس کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہ دیں گے، نہ قبر میں اور نہ ہی آخرت میں، (فتویٰ) اس کے بعد مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ بھنگ چرس پینے والے لوگوں کی سرپرستی کرنے والو! ان کو باوا سرکار کے القاب دینے والو! اپنے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرو اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی چھوڑ کر ان کو نماز روزہ کی طرف لانے کی کوشش کرو تا کہ یہ منشیات کا کاروبار ختم ہو جائے۔

(۹) اسلام اور فرقہ شیخیہ

مولف، مولانا مزمل حسین غدیریؒ

(۱۰) الاضواء المرئیۃ للشبھۃ الجلیلۃ،

مولف علامہ سید محمد بن حاشم بن میر شجاعت علی ھندی نجفیؒ (۱۲۴۲ھ ۱۳۲۳ھ)

شاگرد ممتاز شیخ اعظم شیخ مرتضی انصاریؒ و میرزا شیرازیؒ (۵۰ کے قریب تصنیفات کہ جو اکثر فقہ و اصول میں ہیں)

(۱۱) افادات الحسینیۃ = الفوائد الحسینیۃ فی تصحیح العقاید الدینیۃ

مولف، آیۃ اللہ العظمی سید حسین آف لکھنو (۱۲۱۱ھ ۱۲۷۳ھ)

فرزند آیۃ اللہ فی العالمین آیۃ اللہ العظمی السید دلدار علی نقوی (۱۱۶۶ھ ۱۲۳۵ھ)

کہ جو برصغیر کے سب سے پہلے برجستہ مجتہد ہیں، کے فرزند ارجمند حضرت آیۃ اللہ العظمی السید حسین علیین برصغیر کی وہ پہلی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے شیخیت کی رد میں یہ مستقل کتاب تحریر فرمائی کہ جب مرزا حسن بن امان اللہ عظیم آبادی (......۱۲۶۰ھ) شاگرد سید کاظم رشتی (۱۲۱۲ھ، ۱۲۵۹ھ) نے برصغیر میں کتاب کشف الظلام از شیخ احمد احسائی کی کتاب حیاۃ النفس کا ترجمہ کر کے شیخیت پھیلانا چاہی تو علماء حق نے بر وقت اس کا نوٹس لیا، اس

ات کا ذکر صاحب تذکرہ علماء امامیہ نے کتاب مذکورہ کے صفحہ ۲۸۲ پر کیا ہے۔

) الافاضات الرضویہ = فیض الرضاؑ

مولف مولانا مولا محسنؒ (۱۲۳۰ھ، ۱۲۷۰ھ)

) انتباہ الشیعہ از مغالطہ شیخیہ

مولف، مولانا نعمت علی سدھو (حال مقیم امریکہ)

) انڈونیشیا کا عیسائی جاسوس

مولف مولانا اختر حسین نسیم صاحب

) القام الحجر لمن تجبر وجحد الحق وتکبر (نکر)

ولف علامہ سید محمد مہدی بن صالح کیشوان موسوی کاظمی (۱۲۸۳ھ، ۱۳۵۹ھ)

آیۃ اللہ جعفر سبحانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا یہ عنوان آیۃ اللہ شیخ الشریعہ ہانی نے انتخاب کیا تھا، اور چونکہ یہ کتاب فارسی میں تھی لہذا اس کا عربی میں ترجمہ بنام (مخازی الشیخیہ و مفاخر الشیعہ) کے نام سے ہوا۔

(۱۶) ایک پر اسرار جاسوسی کردار (یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں

مولف، مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ

یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ شیخ احمد احسائی اور اس کے پر اسرار حالات کے حوالہ سے اس سے زیادہ جامع کتاب کم از کم اردو زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی،

(۱۷) البارقۃ الحسینیۃ فی دفع الشبھۃ الوھمیۃ ۲، جلدیں،

مولف، علامہ محمد بن عبدعلی بن احمد آل عبدالجبار قطیفیؒ (......۱۳۳۱ھ)

(۱۸) البارقۃ الحیدریۃ فی نقض ما ابرمتہ الکشفیہ والرد علی طریقۃ الشیخیۃ

مولف، علامہ سید حیدر بن ابراہیم بن محمد کاظمی حسینیؒ (۱۲۰۵ھ، ۱۲۶۵ھ)

(۱۹) البراھین الجلیۃ فی الرد علی مخالفی الاثنی عشریۃ، (مخطوط)

مولف، علامہ علی اکبر گنا بادی جنابذیؒ (۱۲۶۲، ۱۳۳۲ھ)

(۲۰) البرہان المنیر (مخطوط)

مولف علامہ ابراھیم بن محسن (عبدالحسن) کاشانی غرویؒ (......۱۳۳۵ھ)

یہ کتاب کریم خان کرمانی کی کتاب (ارشاد العوام) کی رد میں لکھی گئی ہے

(۲۱) بوار الغالین

مولف، آیۃ اللہ سید محمد مہدی بن صالح موسوی قزوینی کاظمیؒ (۱۲۸۳، ۱۳۵۹ھ)

آیۃ اللہ سید محمد مہدی قزوینیؒ کی اپنے دست مبارک سے لکھی ہوئی سوانح عمری کہ جو بغداد سے نشر ہونے والا مجلہ الموسم میں چھاپ ہوئی ہے۔ جس میں آنجناب نے اپنی تالیفات کی تعداد اعم از مطبوعہ وغیر مطبوعہ کی تعداد ۹۰ کے قریب ہے۔ جن میں تقریباً آٹھ ۸ عدد کے قریب مستقل طور پر شیخیت کی رد میں لکھی گئی ہیں

(۲۲) پانچ دوشبہ

مولف علامہ محمد ھادی بن محمد امین تہرانی نجفی (۱۲۵۳ھ، ۱۳۲۱ھ)

دوسرے شبہ کا جواب (ارشاد العوام) کے رد میں ہے،

(۲۳) پاکستان میں شیخیت کا شیعیت اور شیعہ علماء سے ٹکراو

مولف، مولانا سید محمد حسین زیدی برستی مدظلہ

(۲۴) تحفہ شیخیہ معروف بہ فرق بین شیعہ وشیخیہ

مولف، مولانا نعمت علی سدھو مدظلہ

اردو زبان میں شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب میں یہ وہ واحد کتاب ہے۔ جس میں (۱۰۰) ایک سو سے زیادہ شیخ احمد احسائی اور شیخی مذہب کے رد میں شیعہ علماء کرام و مراجع عظام کے فتاوے ونظریات ان کی اصل عبارتوں کی فوٹو کاپی پیش کر کے صاحبان بصیرت کی خدمت میں پیش کیے گے ہیں۔

۲۵) تحفۃ المظفریۃ

مولف علامہ احمد بن علی اکبر المراغی (.....۱۳۱۰ھ)

یہ کتاب کریم خان کرمانی کی رد میں لکھی گئی ہے،

(۲۶) تحقیق در تاریخ وعقاید شیخی گری وبابیگری وکسروی گری،

محقق یوسف فضائی (۱۳۵۳ھ......)

۲۷) ترجمہ تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام

مولف، مولانا سید محمد حسین زیدی برستی

۲۸) تریاق فاروق

مولف، علامہ عبدالصمد بن عبداللہ حسینی مازندرانی

کتاب ۱۳۰۸ھ کو ۲۲۳ صفحہ پر مشتمل مشہد سے چھپ چکی ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ ۴۳ مسائل ایسے کہ جن میں شیخی حضرات دیگر اہل شریعت کے خلاف ہیں۔

(۲۹) تریاق فاروق (فرق بین متشرعہ وشیخیہ)

مولف، آیۃ اللہ سید محمد حسین بن محمد علی حسینی حائری شہرستانی (۱۲۵۵ھ، ۱۳۱۵ھ)

۳۰) تریاق فاروقی = رد شیخیان

آیۃ اللہ آقائے حائری شہرستانی کی یہ وہی مزکور کتاب ہے لیکن ۶ چھ سال بعد مزید اضافات کیساتھ اسے تحریر کیا گیا ہے۔ اور اس میں مزید مسائل کہ جن میں شیخی حضرات دیگر اہل شرع کے مخالف ہیں کو بڑھایا گیا

(۳۱) تمیز الحق (مخطوط)

مولف، علامہ ابوالحسن بن یوسف حسینی تبریزی

۳۲) تنبیہ الانام علی مفاسد ارشاد العوام

مولف آیۃ اللہ سید محمد حسین بن محمد علی شہرستانی حسینی مرعشی (۱۲۵۵ھ، ۱۳۱۵ھ)

اس کتاب کا ترجمہ جناب برستی صاحب قبلہ نے اردو میں کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب بھی کرمانی کی

ارشاد العوام کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

(۳۳) تنبیہ الشیعہ بر فتنہ شیخیہ

مولف مولانا سید شیر علی شاہ نقوی (۱۹۳۸ء) برادر بزرگ قائد ملت جعفریہ علامہ سید ساجد علی نقوی مدظلہ

اس کتاب میں شیخیت کی رو میں مندرجہ ذیل مراجع عظام کے فتووں کو جمع کیا گیا ہے

(۱)۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید روح اللہ موسوی خمینیؒ (۱۳۲۰ھ،۱۴۱۰ھ)

(۲)۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازیؒ (.....۱۹۸۴ء)

(۳)۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبدالاعلیٰ سبزواریؒ

(۴)۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالقاسم خوئیؒ

(۵)۔ آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد باقر صدرؒ

(۶)۔ آیۃ اللہ سید حسن موسویؒ

(۷)۔ آیۃ سید اللہ نصر اللہ مستنبطؒ (داماد آیۃ اللہ خوئیؒ)

(۸)۔ آیۃ اللہ شیخ محمد تقیؒ (آل صاحب جواہر الکلام)

(۳۴) تنبیہ المومنین عن شبہات الشیخین

مولف، مولانا سید منظور حسین نقوی

(۳۵) جلب الشیخیہ

مولف مولانا سید امیر محمد بن محمد مہدی کاظمی قزوینیؒ (۱۳۳۵ھ،۱۴۱۳ھ)

(۳۶) الجوہرۃ العزیزہ فی شرح المسئلۃ الوجیزہ

مولف، علامہ علی بن حسن بن علی بحرانی قطیفیؒ (.....۱۳۴۰ھ)

(۳۷) الحجۃ الوافیہ (مخطوط)

مولف، علامہ علی بن عبدالعظیم خیابانی تبریزیؒ (۱۲۸۲ھ،۱۳۶۶ھ)

(۳۸) حیاۃ الایمان = رد بر شیخیان (مخطوط)

مولف اللہ شیخ الاسلام مرتضیٰ بن محمد حسن رشتیؒ (۱۲۷۶ھ،۱۳۱۷ھ)

۳۹) خرافات الشیخیہ وکفریات ارشاد العوام، او دسائس الفس فی ایران

مولف، آیۃ اللہ شیخ محمد خالصیؒ بن آیۃ اللہ مہدی خالصیؒ (۱۳۰۸ھ ۔ ۱۳۸۳ھ)

یہ کتاب (ارشاد العوام) کرمانی کے رد میں لکھی گئی ہے

۴۰) الخلافۃ بین الشیخیۃ وسائر الامامیہ

مولف، علامہ عبدالرزاق بن علی رضا بن عبدالحسین اصفہانی حائریؒ (۱۲۹۱ھ ۔ ۱۳۸۱ھ) یہ کتاب تقریبا ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار بیت پر مشتمل ہے،

(۴۱) الدرۃ المضیۃ فی الرد علی الشیخیۃ

مولف، علامہ محمد رضا بن قاسم بن غراوی نجفیؒ (۱۳۰۴ھ ۔ ۱۳۸۵ھ)

۴۲) دعوت انصاف بجواب دعوت اتحاد

ناشر، تنظیم سجادیہ جوڑہ کلاں، خوشاب

(۴۳) رجوم الشیاطین (۱۲۷۶ھ کا تحریر شدہ قلمی نسخہ کتابخانہ مجلس تہران میں موجود ہے)

مولف علامہ میرزا ابراہیم بن عبدالمجید شیرازی حائریؒ (۱۳۰۶ھ)

۴۴) رد الاجابہ الشیخیہ

مولف، آیۃ اللہ محمد علی طبسی خراسانیؒ (.....۱۳۲۰ھ)

کتاب مولانا سید نثار حسین عظیم آبادیؒ بن سید اکبر حسینؒ (۱۲۶۸ھ ۔ ۱۳۳۸ھ) کے سوالوں کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ جناب نثار حسین شیخی نہیں تھے بلکہ بقول صاحب تذکرہ علماء امامیہ کہ شیخیوں سے مناظرہ کرنے میں اکمل تھے (تذکرہ علماء امامیہ صفحہ ۲۸۳)

۴۵) رد بر شیخیہ (مخطوط)

اس کتاب کا ۱۲۸۵ھ کا تحریر شدہ قلمی نسخہ آیۃ اللہ العظمی مرعشی نجفیؒ کے کتابخانہ میں موجود ہے

(۴۶) رد خرافات کریم خان

مولف علامہ محسن بن شریف آل شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام (۱۲۹۵ھ ۔ ۱۳۵۵ھ)

یہ کتاب (ارشاد العوام) کریم خان کرمانی کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

(۴۷) رد الشیخیہ (مخطوط)

اس کتاب کا ۱۲۷۷ھ کا قلمی نسخہ آیۃ اللہ العظمیٰ گلپائگانی کے کتابخانہ میں موجود ہے۔

(۴۸) رد الشیخیہ، (مخطوط)

مولف، نظام الدین محمود بن محمد تبریزیؒ (......۱۲۷۱ھ) اس کا (۱۲۵۶ھ) کا تحریر شدہ

قلمی نسخہ قم کی مسجد اعظم میں موجود ہے، (تحقیق طلب)

(۴۹) ردعقائد شیخ احمد احسائی

مولف علامہ حسن بن عبدالرحیم مجتہد مراغیؒ (......۱۳۰۰ھ)

(۵۰) الرد علی الحاج کریم خان

مولف علامہ ابراہیم بن محمد علی بن احمد محلاتیؒ (......۱۳۳۷ھ) شاگرد میرزا شیرازی بزرگ

(۵۱) الرد علی الحاج کریم خان

مولف علامہ سید حسن شاہ شہائی

(۵۲) الرد علی الحاج کریم خان

علامہ سید زین العابدین بن ابی القاسم طباطبائی

(۵۳) الرد علی الحاج کریم خان

مولف، جناب علی قلی میرزاؒ

(۵۴) الرد علی دلیل المتحیرین

مولف علامہ مہدی کجوری مازندرانیؒ (۱۲۱۶ھ ۱۲۹۳ھ) یہ کتاب کاظم رشتی جس نے سب سے پہلے شیخ احمد احسائی کیلئے علماء کے اجازات شائع کیے، کی کتاب دلیل المتحیرین کی رد میں لکھی گئی ہے۔

(۵۵) الرد علی شرح رسالہ العلم شیخ احمد احسائی

مولف علامہ حادی بن مہدی سبزواریؒ (۱۲۱۲ھ ۱۲۸۹ھ)

۵۶) الرد علی الشیخ احمد احسائی

مولف علامہ عبداللہ بن عباس ستری بحرانیؒ (.....۱۲۷۰ھ)

۵۷) الرد علی الشیخ احمد احسائی

مولف علامہ علی بن احمد بن حسین آل عبدالجبار قطیفیؒ (.....۱۲۸۷ھ)

(۵۸) الرد علی الشیخ احمد احسائی

مولف علامہ علی اکبر بن محمد باقر ایجی اصفہانیؒ (.....۱۳۳۲ھ)

(۵۹) الرد علی الشیخ احمد احسائی فی مضمون الابیات الاربع

مولف علامہ سلیمان بن احمد آل عبدالجبار قطیفیؒ (.....۱۲۶۶ھ)

(۶۰) الرد علی الشیخیہ

مولف حسن نادی قمیؒ، (مولف ۱۳۲۵ھ میں زندہ تھے)

(۶۱) الرد علی الشیخیہ

مولف علامہ محمد باقر بن محمد حسن بن اسداللہ قائنی بیرجندیؒ (۱۲۷۶ھ ۱۳۵۲ھ)

(۶۲) الرد علی الشیخیہ

مولف علامہ محمد رضا بن محمد صادق سمنانیؒ (.....۱۲۵۸ھ کے بعد فوت ہوئے)

۶۳) الرد علی عقائد الشیخیہ

مولف علامہ حسن بن عبدالرحیم مجتہد مراغیؒ (.....۱۳۰۰ھ)

(۶۴) الرد علی محمد کریم خان شیخی

مولف علامہ ابراہیم بن محمد علی بن احمد محلاتی شیرازیؒ (.....۱۳۳۶ھ)

موسوعہ مولف الامامیہ ج ا صفحہ ۳۹۷ پر مولف کی دو عدد کتب اس نام کی ایک فارسی میں اور ایک عربی میں ذکر کی گئی ہیں۔

(۶۵) رسالہ فی الرد علی الکریمیہ

مولف علامہ شیخ محمد تقی المعروف بہ آقائے نجفی (.....۱۳۳۲ھ)

(۶۶) زینۃ العباد فی متابعۃ الرشاد

مولف آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد مہدی بن صالح موسوی قزوینی کاظمیؒ (۱۲۸۳ھ،۱۳۵۹ھ)

یہ کتاب کریم خان کرمانی کی کتاب ارشاد العوام کے جواب میں لکھی گئی ہے

(۶۷) سوال وجواب

(۶۸) سیف القاطع فی ابطال الرکن الرابع

یہ دونوں کتب علامہ عبدالرضا ہمدانی حائریؒ (۱۲۹۱ھ،۱۳۸۱ھ) کی تالیفات ہیں۔

(۶۹) السیف المسلول علی مدعی دین الرسول

مولف، حکیم الٰہی علامہ محمد رضا بن علی نقی ہمدانی طہرانیؒ (۱۲۶۱ھ،۱۳۱۸ھ)

(۷۱) شرح المنظومہ

مولف علامہ سلیمان بن سلیمان بن احمد قطیفیؒ۔ کتاب میں آقائے قطیفی نے اپنے چچا علی بن احمد قطیفی کی منظومہ کی شرح کی ہے جو کہ شیخیت کی رد میں لکھی گئی تھی۔

(۷۲) شعلۃ الغوریہ

مولف علامہ محمد رضا بن قاسم بن محمد غراوی نجفیؒ (۱۳۰۴ھ-۱۳۸۵ھ)

(۷۳) الشمس الضاحیہ فی ازاحۃ الشبہات الواھیہ

مولف، علی بن عبدالعظیم خیابانی تبریزیؒ (۱۲۸۲ھ،۱۳۶۶ھ)

(۷۴) الشہاب الثاقب

مولف علامہ حسین علی بن نوروز ملائری اصفہانی تویسرکانیؒ (۱۲۸۷ھ)

(۷۵) الشہاب الثاقب فی رجم الملاحدہ والشیخیہ والنواصب

مولف، آیۃ اللہ محمد بن محمد مہدی خالصیؒ (المعروف خالصی زادہ) (۱۳۰۸ھ-۱۳۸۳ھ)

۷۶) شیخیت کیا ہے اور شیخی کون ہیں اور کیا خالصیت بھی کوئی مذہب ہے؟

مولف، مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ

۷۷) شیخی گری وبابیگری

مولف، مرتضی مدرسی چہاردی (۱۳۳۰ھ)

۷۸) الشیخیہ والبابیہ اوالمفاسد العالیہ

مولف، آیۃ اللہ محمد بن محمد مہدی خالصی (۱۳۰۸ھ، ۱۳۸۳ھ)

(۷۹) الشیخیۃ الاحقاقیۃ ھم المفوضۃ المشرکون (فارسی، خطی)

مولف مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ

۸۰) ظھور الحقیقہ فی علی الفرقۃ الشیخیہ

مولف، آیۃ اللہ سید محمد مہدی کاظمی قزوینی (۱۲۸۳ھ، ۱۳۵۹ھ)

یہ کتاب مرزا موسی اسکوئی کویتی کی کتاب (احقاق الحق) کہ جس کی وجہ سے بعد میں موسی اسکوئی کی اولاد احقاقی کے نام سے مشہور ہوئی اور جس سے استفادہ کا اظہار جناب فاتح ٹیکسلا نے اپنے خط میں کیا ہے کے جواب میں لکھی گئی ہے

(۸۱) عقائد الشیخیہ فی کتبھم اوعقائد الغلاۃ

مولف، سید امیر محمد بن محمد مہدی کاظمی قزوینی (۱۳۳۵ھ، ۱۳۱۴ھ)

(۸۲) عقائد الشیخیۃ من کتبھم مع مفاہیم ارشادیہ

مولف، سید مہدی بن محمد احمد سوتج (۱۳۳۳ھ)

(۸۳) العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعۃ والشیخیۃ

مولف مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ۔

(۸۴) عمود النور

مولف، علی اکبر بن مرزا محسن بن عبداللہ مجتہد اردبیلی

(۸۵) عنوان البراھین بالبراھین الجلیہ فی مخالفی الاثنی عشریہ (الشیخیہ والبابیہ والصوفیہ)

مولف، علی بن یوسف بیدختی معصومیؒ (۱۲۶۲ھ، ۱۳۳۶ھ)

(۸۶) غش الرکنیہ

مولف، سید امیر محمد بن محمد مہدی کاظمی قزوینیؒ (۱۳۳۹ھ، ۱۳۱۳ھ)

(۸۷) فتنہ شیخیت پر ضرب کاری

مولف، مولانا محمد سلیم محمدی

(۸۸) الفواد الفلسفیہ

مولف، حسین بن عبدالرحیم مراغیؒ (...... ۱۳۰۰ھ)

(۸۹) کاشف الرموز

مولف، سید عبدالرحیم بن ابراہیم حسینی یزدیؒ (تقریباً...... ۱۳۱۵ھ) یہ

کتاب کریم خان کرمانی کے رد میں لکھی گئی ہے،

(۹۰) کفایۃ الراشدین فی الرد علی جماعۃ المبدعین

مولف، محمود بن جعفر بن باقر میثمی عراقیؒ (۱۲۳۰ھ، ۱۳۰۸ھ)

(۹۱) گفتار خوش یارقلی

مولف، محمد اسماعیل بن محمد علی محلاتی نجفی غرویؒ (۱۲۹۵ھ، ۱۳۳۷ھ)

(۹۲) مجمع المطالب و منتھی المارب

مولف، مولا محسنؒ (۱۲۳۰ھ، ۱۲۷۰ھ)

(۹۳) المحاکمات

محمد بن شہید ثالث محمد تقی برغانیؒ (...... ۱۲۹۶ھ)

(۹۴) محاکمہ بالحجہ والبرھان الی من لہ قلب وعینان (تالیف ۱۲۶۹ھ)

مولف، حسن عبدالرحیم المراغیؒ (...... ۱۳۰۰ھ)

(۹۵) مخازی الشیخیہ ومفاخر الشیعہ

مولف، آیۃ اللہ سید محمد مہدی موسوی قزوینی کاظمیؒ (۱۲۸۳ھ، ۱۳۵۹ھ)

(۹۶) مشکاۃ الانوار

مولف، علی اصغر بن شفیع بن علی اکبر بروجردی جابلقیؒ (۱۲۳۱ھ، ۱۳۱۳ھ)

(۹۷) مصلاۃ الغلاۃ فی رد الشیخیہ

علامہ محمد ھادی خراسانی

(۹۸) معاد جسمانی (تالیف ۱۳۴۲ھ)

مولف، احمد مراغہؒ

(۹۹) معبہ الملحدین فی رد الغالین القائلین بثبوت صفات الخالق للمخلوقین

مولف، محمد کاظم بن محمد شفیع ھزار جریبی حائریؒ (..... تقریباً ۱۲۳۵ھ)

(۱۰۰) منظومہ فی رد الشیخیہ

مولف، علی آل عبد الجبار قطیفیؒ

(۱۰۱) میزان الشیخیہ

مولف، محمد باقر بن محمد جعفر بن محمد صادق ہمدانیؒ (۱۲۳۹ھ، ۱۳۱۹ھ)

(۱۰۲) نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی وامام

مولف مولانا سید محمد حسین زیدی برتی مدظلہ

(مسئلہ نوع نبی وامام علیحدہ ہے یا نوع انسانیت کے اکمل ترین افراد ہیں کے موضوع پر بینظیر کتاب ہے اور اس میں بڑے احسن اور عمدہ انداز میں شیخیت کے نظریہ جداگانہ نوع کے بطلان کو واضح کیا گیا ہے۔

(۱۰۳) الھادی الی الرشاد من جمیع اہوال المعاش والمعاد

(۱۰۴) الھادی الی النجاۃ من جمیع الھلکات ان دونوں کتب کے مولف علامہ سید ہاشم بن ابراہیم موسویؒ ہیں اور یہ دونوں کتابیں علامہ آقائے محمد رضا ہمدانیؒ کی کتاب ہدیۃ النملہ الی مرجع الملۃ کی شرح کے طور پر لکھی گئی ہیں۔

(۱۰۶) ہدایۃ الطالبین فی اصول الدین (یہ کتاب سن ۱۲۵۹ھ میں تالیف ہوئی ہے

مولف، محمد رضا بن محمد صادق سمنائی

(۱۰۷) ھدایۃ الطالبین فی اصول الدین

مولف، عبدالرزاق بن علی رضا بن عبدالحسین اصفہانی حائریؒ (۱۲۹۱، ۱۳۸۱ھ)

(۱۰۸) ہدایۃ المجاھدین (تالیف ۱۳۰۹ھ) مولف، محمد بن احمد نجفیؒ

(۱۰۹) ھدایۃ المومنین

مولف، سید عبدالنبی اکبر آبادیؒ (یہ کتاب ھندوستان سے سن ۱۳۰۸ھ میں چاپ ہوئی ہے)

(۱۱۰) ہدیۃ النملہ الی مرجع الملۃ

مولف علامہ محمد رضا بن علی نقی بن محمد رضا کوثر علی شاہ ھمدانی (۱۲۵۱ھ، ۱۳۱۸ھ) یہ کتاب دراصل مولف کی کتاب السیف المسلول کا خلاصہ ہے۔

(۱۱۰، ایک سو دس کے اس مبارک عدد پر ہم شیخیت کی رد میں لکھے جانے والی کتب کی اس مختصر مگر صاحبان بصیرت کے لے جامع فہرست کو یہیں پر ختم کرتے ہیں ورنہ لکھنے کو ابھی تک بہت سی کتب کے نام باقی ہیں جیسے آیۃ اللہ قزوینی کی کتاب ہدیۃ المصنفین، آقائے حسین موسی خراسانی کی کتاب شیعہ و مذاہب ساختگی، و آقائے کیوان کی کتاب مزدوران استعمار، و کتاب این است شیخی گری، اور کتاب حقیقت الشیخیہ مولف لنوی منصوری مدظلہ ۱۹۷۶ء اس کتاب کا قلمی نسخہ مولف محترم نے بندہ حقیر کو مطالعہ کے لئے دیا ہے اور آقائے محمد باقر نجفی کی کتاب بہائیان کا ڈیڑھ سو صفحات سے زیادہ پر مشتمل شیخیت کی رد میں مفصل مقدمہ اور بقول آقای رسول جعفریان مدظلہ کے کہ یہ مقدمہ شیخیت کی رد میں اکثر سے بہتر ہے کہ جو شیخیت کی رد میں لکھی گئی ہیں اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی آقای رسول جعفریان حفظہ اللہ نے پیشنہاد دی ہے، شیخت کی رد میں ایک رسالہ علامہ..... آقای سید جلال الدین اشتیانی مرحوم نے بھی لکھا ہے کہ جو دور حاضر کے عظیم ترین فلسفی تھے۔ اس کا اظہار جناب نے صدر المتالہین جناب ملا صدراؒ کی کتاب المشاعر کے مقدمہ میں کیا ہے کہ جس کی شرح آقای ملا محمد جعفر لاہیجیؒ نے کی تھی، اور کتاب المشاعر کی شرح شیخ احمد احسائی نے بھی کی تھی اور جناب ملا صدراؒ پر بہت اعتراضات کیے تھے اس سلسلہ میں آقای اشتیانی تحریر فرماتے ہیں (اتفاق ہمگا نیست کہ حرفہای احسائی در این باب بکلی از موازین فلسفی خارج است، احسائی

بمسائل پیش افتادہ واولیہ فلسفہ وعرفان واقف نبود تا چہ رسد بمسائل عمیق ودشوار......نزاع احسائی با ملاصدرا ناشی از عدم آشنائی او بفلسفہ است، ما در رسالہ ای مستقل قسمتی از عقاید شیخ احمد را کہ اصولاً با توحید بمعنای حقیقی سازش ندارد جمع کردیم) ص۳۰ کہ موجودہ دور کے مدعیان فلسفہ اور خفیہ طور پر یہ کہ کر شیخی نظریات کی ترویج کرنے والے کہ شیخ احمد احسائی کے باقی نظریات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ شیخ فلسفہ اور عرفان کے مسائل میں ید طولانی رکھتا تھا، وہ آقائی آشتیانی جیسے عظیم فلسفی کے اس جملہ پر توجہ دیں کہ فلسفہ اور عرفان کے ابتدائی مسائل بھی نہیں جانتا تھا، ہمارے خیال میں اس فہرست کو پڑھ کر اب شائد حق سے ناآشنا، پاکستانی شیعہ قوم کو کوئی بھی شیخیت نواز اب یہ مغالطہ دینے کی کوشش نہیں کرے گا کہ شیخ احمد احسائی اور اس کے افکار کے مخالف عراق میں صرف شیخ محمد خالصیؒ اور پاکستان میں شیخ محمد حسین ڈھکو اور انکی پارٹی ہے اور اگر خدانخواستہ شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب کی اس فہرست اور مراجع عظام کے فتاوی کو پڑھنے کے بعد بھی اگر کوئی اس مغالطہ کا تکرار کرتا ہے اور سننے والے کو باور کرالیتا ہے تو کم از کم بندہ کی طرف سے ایسے شخص کی جرات پر سلام ہو، اور قوم کی بے حسی پر افسوس کے ساتھ ایسے شیخی مبلغ کو آفرین۔ ہاں ایک بات ہے کہ جو شبہ پیش کرنے کا موجب بن سکتی ہے، وہ یہ ہے کہ لکھنے والے نے یہ فہرست اپنی طرف سے پیش کی ورنہ کوئی حوالہ تو ہوتا کہ اس کتاب کا کس عالم نے ذکر کیا ہے تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ، دور جانے کی ضرورت نہیں ہے ان کتب کے حوالہ جات دیکھنے کے شائقین اور اطمینان قلبی حاصل کرنے والے حضرات کہ جو ایک حقیقی محقق کی صفت ہے وہ، حضرت آیۃ اللہ شیخ جعفر سبحانی مدظلہ کی سرپرستی میں چھپنے والی کتاب بنام (معجم التراث الکلامیہ) کہ جو قم سے ۵ پانچ جلدوں میں نشر ہو چکی ہے کہ جس میں شیعہ علماء اعلام کی علم کلام سے متعلق لکھی جانے والی تقریباً (۱۳۰۰۰) کتب کی فہرست موجود ہے میں دیکھی جاسکتی ہے اور چونکہ یہ حروف تہجی کے تحت لکھی گئی ہے لہذا مطلوبہ کتاب کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے اور ستر کے قریب کتب کا تذکرہ الذریعہ میں آقائے بزرگ تہرانی نے کیا ہے، اور جو کتب ان میں نہ ملیں انہیں ہم نے جناب سید حسین عارف نقوی مدظلہ کی کتاب بنام (برصغیر کی امامیہ مطبوعات) جلد ۲ سے نقل کیا ہے، کہ جس میں صفحہ ۶۲۳ کے شمارہ ۳۲۱۲ تا ۳۲۲۷ تک شیخیت سے متعلق کتب تحریر کی گئی ہیں، ہم نے ہر کتاب کے ساتھ کتاب کا حوالہ اختصار کی خاطر ذکر نہیں کیا ورنہ یہ کام بھی کوئی مشکل نہیں تھا۔

فصل سوم

شیخیت کی رد میں فقہاءعظام کے فتاوی

اس حوالہ سے علماء کرام نے بہت کچھ لکھا ہے اور مختلف اوقات میں مختلف فقہاءعظام اور علماء کرام سے فتاوی حاصل کیے گئے۔ مثلاً کتاب تحفۂ شیخیہ میں صفحہ ۱۸۸ تا ۲۳۰ پر سو ۱۰۰ سے زیادہ شیخیت کے خلاف ایران، عراق ھندوستان و پاکستان کے علماء اعلام کے بیانات جمع کیے گئے ہیں، اسی طرح کتاب مستطاب (ایک پر اسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں) کے ص ۲۷۸، تا ۳۵۰، پر آقائے برقی مدظلہ نے شیخ احمد احسائی کے زمانہ حیات سے لے کر موجودہ زمانے کے مراجع تک کے فتاوی کو بڑے احسن وعمدہ طریقہ سے زمانی ترتیب کے ساتھ اور انکی اصل عبارتوں کے عکس لگا کر، صاحبان بصیرت کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اسی طرح کتاب استعمار شیخیت کے (روپ میں) بھی بزرگ مراجع عظام کے فتاوی، مع عکس از ص ۲۶ تا ۹۰ درج کیے گئے ہیں، لہذا بندہ نے اس کتاب میں اس خلاء کو تو پر کرنے کی کوشش کی ہے کہ شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب کی ایک فہرست قارئین محترم کی خدمت میں پیش کردی جائے کہ جواب تک کم از کم بندہ حقیر کی معلومات کی حد تک ایسی فہرست کسی نے پیش نہیں کی تھی، لیکن شیخیت کی رد میں فتاوی کی جمع آوری میں کوئی جدت نہیں ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے ان مذکورہ کتب میں تقریباً موجودہ تمام مشہور مراجع عظام کے فتاوی درج کیے جاچکے تھے اور ویسے بھی یہ فتوے اتمام حجت کی خاطر پیش کیے گے ہیں نہ کہ استقراء تام کے حوالہ سے، لہذا ہم انہیں مذکورہ کتب میں سے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، چند مراجع عظام وعلماء کرام کے فرامین نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، تفصیل کے شائقین کتب مذکورہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم یہاں پر تمام سوالوں کو بھی نہیں لکھیں گے چونکہ اکثر سوالات تکراری ہیں، ان سوالات میں سے اکثر جناب سید محمد حسین زیدی برقی نے کیے ہیں اور بعض سوالات مولانا محمد حسین اکبر نے کیے اور بعض جناب مولانا سید نیاز حسین نقوی صاحب نے کیے تھے، لیکن شیخ احمد احسائی کے بعد کے مراجع عظام کے شیخیت کے بارے میں فرامین نقل کرنے سے قبل موضوع ومحل کی مناسبت کی وجہ سے ایک دفعہ پھر ان چند فقہاء کے نام یہاں پر لکھے جاتے ہیں جنہوں نے شیخ احمد احسائی کے زمانہ میں ان پر فتوائے کفر جاری کیا تھا

وہ علماء کہ جنہوں نے شیخ احمد احسائی اور اس کے متبعان کو کافر کہا

(۱) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے محمد تقی بن محمد، برغانی قزوینیؒ شہید ثالث (۱۱۸۵ھ-۱۲۶۳ھ)

(۲) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید مہدی بن علی طباطبائیؒ (۱۲۳۹ھ-۱۲۶۰ھ)

(۳) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے جعفر استر آبادیؒ (۱۱۹۷ھ-۱۲۶۳ھ)

(۴) آیۃ اللہ العظمیٰ آقا بن عابد، حائری، دربندیؒ۔ صاحب اسرار الشہادہ (......۱۲۸۶ھ)

(۵) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے محمد شریف بن حسن علی مازندرانی شریف العلماءؒ (......۱۲۴۶ھ)

(۶) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید ابراہیم بن محمد باقر قزوینیؒ، صاحب ضوابط (۱۲۱۴ھ-۱۲۶۲ھ)

(۷) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے شیخ محمد حسین حائری اصفہانیؒ صاحب فصول، (......۱۲۵۵ھ)

(۸) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے شیخ محمد حسن نجفی۔ صاحب جواہر الکلام (...... ۱۲۶۶ھ)

اور بقول آقائے سلیمان تنکابنی کہ اکثر فقہاء عصر ایشان را تکفیر نمودہ اند،) یعنی انکے ہم عصر اکثر فقہاء نے انہیں کافر قرار دے دیا تھا۔ (قصص العلماء)

اگر چہ قصص العلماء کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان فقہا عظام نے شیخ کی وفات کے بعد یہ فتویٰ صادر فرمایا لیکن صاحب منتخب التواریخ کی عبارت سے پتا چلتا ہے کہ، یہ فتویٰ شیخ کی زندگی میں دیا گیا صاحب منتخب التواریخ کی عبارت اس طرح ہے، (وقتی کہ مولفاتش منتشر شد و بدست علماء رسید مشغول طعن باو شدند و جمعی از اعاظم علما اور اتکفیر کردند مثل)

یہا ں پر مذکورہ تمام فقہا کے نام ذکر کیے گئے ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ (وچوں شیخ احمد فہمید کہ علماء اورا تکفیر کردند و مردم از او عدول کردند ہجرت نمود بمدینہ طیبہ،)

صاحب منتخب التواریخ کے بیان کی تائید شیخیت کی شاخ کرمان کے بانی کریم خان کرمانی کی کتاب ہدایۃ الطالبین اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید محسن امین عاملیؒ کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اعیان الشیعہ جلد۲ص۵۹۰ پر شیخ احمد احسائی کے حالات زندگی میں لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ (ان جمعاً من العلماء المعاصرین لہ قد جرح فیہ قدحاً عظیماً بل حکم بعضھم بکفرہ نظراً الی ما یستفاد من کلامہ من انکار المعاد الجسمانی ، والمعراج الجسمانی ، والتفویض الی الآئمۃ وغیر ذالک من المذاھب الفاسدۃ المنسوبۃ الیہ، الخ)

آقائے عاملی اعیان الشیعہ کی عبارت سے مندرجہ ذیل مطالب اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

(۱) شیخ کی قدح کرنے والے اور حکم کفر لگانے والے اس کے معاصرین تھے۔

(۲) یہ حکم تکفیر جب لگایا گیا تو فقط شیخ کے صرف دیگر انحرافی عقائد کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس میں مسئلہ تفویض آئمہ بھی شامل ہے، کیوں کہ بعد کے شیخیت نواز تو یہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ یہ فتاوی شیخ کے دیگر انحرافی نظریات کی وجہ سے لگائے گئے تھے نہ کہ مسئلہ غلو یا تفویض کی وجہ سے، مزے کی بات یہ ہے کہ شیخ کے بعض نظریات میں انحراف قبول بھی کرتے ہیں اور شیخ کا دفاع بھی کرتے ہیں اور اسے اپنا پیر و مرشد اور اسے عارف و آیۃ اللہ فی العالمین بھی کہتے ہیں۔

(۳) اعیان الشیعہ اور دیگر کتب میں شیخ کے اجازات کا ذکر موجود ہے، اور ان سب کا منبع کتاب اجازات اور کاظم رشتی کی وہ عبارات ہیں جن کا بطلان ہم اوراق سابقہ میں پیش کر چکے ہیں، اور اس منبع کی طرف ان علماء نے اشارہ بھی کیا ہے، لہذا شیخ کے دفاع میں اجازات کے حوالہ سے ان علماء اعلام کی کتب کو پیش کرنا اور وہ بھی ایسے علماء کی جن کی عبارات شیخ کی قدح اور اسکے انحراف پر مشتمل ہیں۔ ایسے حوالہ جات کی فہرست سراسر فریب اور مغالطہ ہے،

الغرض فتوی تکفیر کے حوالہ سے ان دونوں عبارتوں کو اگر جمع کیا جائے تو شائد اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ، آقائے قزوینی شہید ثالثؒ کے فتوی تکفیر کے بعد شیخ کربلا پہنچا اور اور اس فتوی کی شہرت ہوگئی، جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے شیخ کا احترام ختم ہوگیا اور یہ فتوی تکفیر شیخ مشہور ہوگیا، جس کی وجہ سے کربلاء کے علماء اور عوام نے شیخ کو کافر مشہور کر دیا اور شیخ وہاں سے فرار ہوگیا، اور اس کے جانے کے بعد اس کے متبعین خصوصاً کاظم رشتی وہاں موجود تھا، جس کی بابت مومنین نے اپنی تکلیف شرعی معلوم کرنے کے لے آقائے مہدیؒ کی طرف رجوع کیا اور یہ جلسہ رکھا گیا کہ جس کے نتیجہ کے طور پر مذکورہ علماء نے علانیہ طور پر فتوی کفر صادر فرمایا۔ جس کی وجہ سے صاحب قصص نے لکھا ہے کہ کاظم رشتی آقائے شیخ محمد حسن "صاحب جواہر الکلام کو احمق اور مستضعف کہہ کر یاد کرتا تھا، اور آقائے شیخ محمد حسینؒ صاحب فصول کو (سقیفہ بنی ساعدہ کا) شیخ ثانی اور آقائے سید ابراہیم موسوی استاد صاحب قصص العلماء کو خلیفہ ثالث کہتا تھا، (قصص العلماء ص ۵۸) اور ظاہر ہے کہ وہ آقائے سید مہدیؒ طباطبائی کو ضرور خلیفہ اول سمجھتا ہوگا مگر اس کا اظہار نہیں کرسکتا ہوگا۔

ایک سو سے زیادہ شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی کتب کے مصنفین کے علاوہ کافی تعداد میں وہ افراد بھی

شیخیت کی رد لکھنے والوں کی فہرست میں داخل کیے جاسکتے ہیں بلکہ داخل ہیں جنھوں نے شیخ کے اور کاظم رشتی کے حالات لکھے ہیں مگر ان پر کافی نقد و قدح بھی کی ہے جیسے جناب آقائے عاملی لیکن ہم ان میں سے سردست کسی کے فرامین ذکر نہیں کریں گے، بلکہ فقط چند فقہاء کے فتاوی تحریر کیے جائیں گے، اور چونکہ کتاب کے آخر یعنی باب مراسلات میں ان تمام مراجع کے فتاوی کے عکس سوال و جواب کے ساتھ دے دیے ہیں لہذا یہاں پر ایک سوال اور ان فتاوی کی اساسی عبارت اور اس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

سوال :۔ آقائے برقی مدظلہ نے کاظم علی رسا کے اس اعلان کے بعد مراجع عظام سے سوال کیا کہ ہمارے شہر کراچی سے کاظم علی رسا نامی ایک شخص نے ہفت روزہ اخبار میں ایک اشتہار دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی سید کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کی کتابیں جو ایران سے ہمارے پاس نشر واشاعت کے لیے بھیجی گئی ہیں عنقریب اردو زبان میں ترجمہ ہو کر عوام کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گی ،ارشاد فرمائیں کہ ان کتب کا طبع کرانا کیا حکم رکھتا ہے؟ (سائل سید محمد حسنین زیدی)

اس سوال کے جواب میں فقہاء عظام نے فرمایا کہ،

(۱) آیۃ اللہ العظمی سید روح اللہ الموسوی تحریر فرماتے ہیں کہ (این کتب نباید طبع ونشر کنند وخریداری نباید بکنند)

یعنی ان کتابوں کو نہ طبع ونشر کیا جائے اور نہ ہی انکی خریداری کی جائے

(۲) آیۃ اللہ العظمی آقائے سید ابوالقاسم الخوئی

(مخفی نماند کتب این اشخاص مشتمل بر مطالبی است کہ مخالف واقع وحقیقت وموجب ضلالت است علاوہ بر اینکہ طبع این کتب بلسان اردو باعث ایجاد اختلاف وتشاجر بین شیعیان خواہد شد۔ طبع این کتب ونشر وخرید وفروش جائز نیست......)

یعنی مخفی نہ رہے کہ ان اشخاص (شیخ احمد احسائی۔ سید کاظم رشتی کریم خان کرمانی) کی کتب ایسے مطالب پر مشتمل ہیں کہ جو حقیقت اور واقع کے مخالف اور موجب ضلالت وگمراہی ہیں اس کے علاوہ ان کتب کا اردو میں ترجمہ شیعوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کا سبب بنے گا لہذا ان کتابوں کی نشر واشاعت اور خرید وفروخت جائز نہیں ہے (دستخط ومہر شریف ۱۹ محرم الحرام ۹۵)

(۳) آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ

(نشر این مطالب وکتب مذکورہ حرام است وموجب گمراہی وضلال مردم خواہد شد)

یعنی، ان مطالب اور مذکورہ کتب کو نشر کرنا حرام ہے اور یہ کہ یہ لوگوں کی گمراہی کا سبب بھی ہو گا۔ (دستخط ومہر شریف ۷ ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ)

(۴) آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبدالاعلیٰ سبزواریؒ فرماتے ہیں کہ،

(طبع ونشر وخرید وفروش کتاب باطل وآنچہ موجب اضلال مسلمین میشود حرام است،

چنانچہ برادران ایمانی رفع اللہ تعالیٰ شانہم بادقت در کتب این طائفہ تامل فرمایند خود شان تصدیق خواہند فرمود کہ اصل این مذہب وکتابہائے کہ نوشتہ اند بخصوصیات این مذہب مبنی بر اساس صحیح نیست، ویقین پیدا خواہند کرد کہ خداوند متعال وحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرات آئمہ معصومین علیہم السلام راضی بخصوصیات این مذہب نمی باشند)

یعنی ان کی اور وہ کتب کہ جو مسلمین کی گمراہی کا سبب بنیں ان کی نشر واشاعت اور خرید وفروخت حرام ہے، چنانچہ برادران ایمانی کہ جن کی شان وخداوند کریم دوبالا کرے اگر ان کتب میں غور وفکر کریں گے تو وہ خود اس بات کی تصدیق کریں گے کہ اس مذہب (شیخیہ) کی اصل اور انہوں نے اس مذہب کی خصوصیت پر مشتمل جو کتب تحریر کی ہیں، ان کی اساس صحیح نہیں ہے، یعنی بے بنیاد چیزیں ہیں، اور جو مومنین دامت توفیقاتھم ان کتب کو نہیں پڑھ سکتے وہ اس مذہب کی رد میں لکھی جانے والی اثنا عشری شیعہ علماء دامت افاضاتھم کی کتب کی طرف رجوع فرمایں بطلان این مذہب بر ہمہ آنہا معلوم میشود، یعنی سب پر اس مذہب کا باطل ہونا واضح ہو جائے گا۔ (دستخط ومہر شریف صفر الخیر ۱۳۹۰ھ)

(۵) آیۃ اللہ العظمیٰ سید گلپایگانیؒ فرماتے ہیں کہ۔

(کتب شیخ احمد احسائی وسید کاظم رشتی وکریم خان کرمانی وسائر نویسندگان این فرقہ مشتمل بر مطالب مخالف مبانی تشیع واسلام واز کتب ضلال است وطبع ونشر وخرید وفروش وترویج آن حرام است خداوند متعال اسلام ومسلمین را از نشر فتن اہل بدع حفظ فرماید)

یعنی شیخ احمد احسائی وسید کاظم رشتی وکریم خان کرمانی اور اس فرقہ کے دیگر اہل قلم کی کتب ایسے مطالب پر مشتمل ہیں کہ جو شیعیت اور اسلام کے مبانی کے مخالف ہیں، اور کتب ضلال ہیں لہذا ان کی

نشر واشاعت اور اور انکی خرید وفروش اور انکی ترویج حرام ہے، خداوند متعال اسلام ومسلمین کو بدعت گزاروں کے نشر فتن سے محفوظ رکھے،

۶) آیۃ اللہ العظمی سید محمد باقر الصدر شہیدؒ،

(ان الکتب المنسوبہ الی الاحسائی والرشتی والکرمانی تحتوی علی مطالب باطلہ لاتتفق مع وجھۃ النظر الامامیہ ولہذا لایجوز الاعتماد علیھا والالتزام بکل ماجاء فیھا واللہ ولی التوفیق ومنہ نستمد الاعتصام) دستخط ومہر شریف

یعنی جو کتب احسائی اور رشتی وکرمانی کی طرف منسوب ہیں وہ باطل مطالب پر مشتمل ہیں، اور شیعی نقطۂ نگاہ کے ساتھ موافقت نہیں رکھتیں۔ لہذا انکے مندرجات پر اعتماد رکھنا جائز نہیں ہے،

۷) آیۃ اللہ العظمی سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ

(بسمہ تعالی چون کتب مذکورہ فوق مشتمل بر مطالب باطلہ میباشد از قبیل معراج با جسم ہورقلیائی وغلو درحق آئمہ اطہار علیہم السلام وتنقیص در علم حضرت احدیت وغیر لہا لذا جائز نیست طبع ونشر وتکثیر وبیع وشراء آنہا بہیچ وجہ در خاتمہ از خداوند سبحان مسئلت مینماید ہمہ مومنین را از لغزش در اعمال وعقائد وافعال مصون ومحروس فرماید بمحمد وآل الیاسین (دستخط ومہر شریف محرم الحرام ۱۳۹۶ھ)

یعنی جن کتب کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ باطل مطالب پر مشتمل ہیں جیسے عقیدہ معراج با جسم ہورقلیائی نہ کہ اس جسم ظاہری کے ساتھ) اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے حق مین غلو اور علم خداوندی میں نقص کا عقیدہ وغیرہ، لہذا انکی نشر واشاعت اور انکی خرید وفروخت کسی بھی عنوان سے جائز نہیں ہے،......)

۸) آیۃ اللہ العظمی آقائے شیخ عباس قوچانی فرماتے ہیں کہ،

(طبع این کتب بسیار بدست زیرا مشتمل است بر غلو وا ینکہ معبود حقیقت محمدیہ ست)

یعنی ان کتب کو چھاپ کرنا بہت بری بات ہے کیوں کہ یہ کتب غلو پر مشتمل ہیں اور دیگر اینکہ ان کتب میں معبود حقیقت محمدیہ کو بتایا گیا ہے،

(۹) آیۃ اللہ العظمی آقائے فاضل لنکرانی دام ظلہ۔

...... پیدائش مسلکہای ہمچوں شیخیہ بدست اجانب ضد اسلام استعمارگران شرق وغرب تحقق پیدا کردو ہدف آنہا منحرف نمودن مسلمین از اسلام صحیح وواقعی کہ ہماں مکتب تشیع است میباشد دراین صورت کمک بآنہا ومطالعہ وبخش ونشر کتب آنہا جز کمک واشاعہ ضد اسلام مفہوم دیگری ندارد وحرام است (دستخط ومہر شریف

۶۳_۲۱_۲۱)

یعنی شیخیہ جیسے مسالک مشرق ومغرب کے اسلام دشمن استعمار کے ہاتھوں وجود میں آئے ہیں کہ جن کا ہدف مسلمین کو صحیح اسلام کہ جو کتب تشیع ہے سے منحرف کرنا تھا لہٰذا اس صورت میں ان لوگوں کی کمک کرنا اور انکی کتب کا مطالعہ کرنا اور انکی کتب کی نشرواشاعت کرنا گویا ضد اسلام کی مدد ہے، لہٰذا (انکی کسی بھی قسم کی کمک کرنا) حرام ہے۔

(۱۰) آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے مکارم شیرازی دام ظلہ

در پاسخ سوالات فوق توجہ بہ چند امر لازم است۔

۱۔ کتب فرقہ شیخیہ مشتمل بر مطالب خلاف اسلام است و مشتمل بدعتہائے است و بعنوان کتب ضالہ باید از آنہا اجتناب کرد،

۲۔ آنہا کہ دعوت بہ این عقیدہ انحرافی میکنند باعث تفرقہ وشکاف در صفوف مسلمین و پیروان مکتب اہل بیت ہستند باید آنہا را نصیحت کرد و گرنہ باید آنہا را ترک گفت وانحراف واشتباہشان را بہ دیگران گوش زد نمود تا کسی در دام آنان گرفتار نشود،

۳۔ گر بہ تاریخ شیخیہ مراجعہ کنیم ردپای استعمار و دشمنان اسلام را در ایجاد این فرقہ یا تقویت آنان بہ خوبی می بینیم ھدف شان این بودہ کہ با ایجاد این تشکیلات ضربہ ای بر اسلام وتشیع وارد سازند قابل توجہ اینکہ بہائیگری وشیخی گری دو شاخہ از یک درخت اند وبہ ہمین جہت بہائیان شیخ احمد احسائی وشاگرد و جانشین او سید کاظم رشتی را نورین نیرین و واسطہ بین امام ومردم می دانند ومعتقد اند کہ این دو راہ را برای باب باز کردند و داستان آن مفصل است، اعاذنا اللہ من شر الاشرار واذناب الاستعمار، والسلام علیکم، ناصر مکارم

(مہر ودستخط ۲۳_۲۳_۱۴۰۴)

یعنی ان سوالات کے جواب کے سلسلہ میں چند امور کی طرف توجہ ضروری ہے۔

۱۔ فرقہ شیخیہ کی کتب بدعتوں اور خلاف اسلام مطالب پر مشتمل ہیں، لہٰذا ان سے بعنوان کتب ضالہ اجتناب ضروری ہے،

۲۔ وہ لوگ کہ جو اس انحرافی عقیدہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں وہ مسلمین اور پیروان مکتب اہل بیت کی صفوں میں تفرقہ اور شکاف ڈالنا چاہتے ہیں، انہیں نصیحت کرنا ضروری ہے، اور ان لوگوں کو (تنہا) چھوڑ

دینا چاہئے، اور انکے انحراف اور اشتباہات سے دوسروں کو مطلع کرنا چاہے تا کہ کوئی انکے دام (فریب) میں گرفتار نہ ہو جائے،

۳۔ فرقہ شیخیہ کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو سکتی ہے کہ اس فرقہ کی استعمار اور دشمنان اسلام نے خوب تقویت اور پشت پناہی کی ہے، کہ جن کا ہدف یہ تھا کہ اس قسم کے پروگراموں سے اسلام اور مذہب شیعہ پر کاری ضرب لگائی جائے، اور یہ بات خصوصی توجہ کی حامل ہے کہ بہائی گری اور شیخی گری ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ بہائی حضرات شیخ احمد احسائی اور اور اسکے شاگرد و جانشین سید کاظم رشتی کو نورین نیرین (کے القاب سے) اور امام اور لوگوں کے درمیان واسطہ جانتے ہیں، اور انکا اعتقاد ہے کہ ان دونوں نے (محمد علی) باب کے لئے راستہ صاف کیا ہے، جس کی داستان مفصل ہے، ہم خداوند سے شریر لوگوں کے شر اور استعمار کی سازشوں سے پناہ چاہتے ہیں ،

تلک عشرہ کاملہ ، اختصار کے پیش نظر ہم انہیں دس ۱۰ بزرگ فقہاء عظام کے فرامین پر سلسلہ گفتگو کو ختم کرتے ہیں اور بقیہ فقہاء کے فتاوی کے عکس آخر کتاب میں موجود ہیں

شیخیوں کے وہ عقائد فاسدہ جن کی وجہ سے علماء اعلام نے ان کو کافر اور ضال و مضل قرار دیا ہے

اوپر علماء اعلام اور فقہاء عظام کے فتاوی میں شیخیہ کے جن باطل بلکہ موجب کفر و شرک عقائد باطلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ بہت سے ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ تو ان کتابوں میں موجود ہے جو شیخیت کی رد میں لکھی گئی ہیں۔ مگر یہاں بطور نمونہ مشتے از خروارے ان کے چند عقائد باطلہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

شیخیہ معاد جسمانی کے منکر ہیں

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ اسلام معاد جسمانی کا قائل ہے یعنی قیامت کے دن لوگ اسی دنیاوی اور مادی جسم عنصری اور اسی روح کے ساتھ محشور ہوں گے اور یہ عقیدہ ان ضروریات دین میں سے ہے جن کا منکر دائرہ اسلام سے خارج متصور ہوتا ہے مگر شیخیہ قائل ہیں کہ لوگ جسم ہورقلیائی کے ساتھ محشور ہوں گے جو کہ مادی نہیں ہے بلکہ ایک لطیف جسم ہے۔ چنانچہ شیخ احسائی نے شرح الزیارۃ کے ۳۶۵/۳۶۶ نیز شرح الزیارہ ص ۳۵۲ وغیرہ پر اس مطلب کی پوری وضاحت کی ہے۔ اسی طرح کاظم رشتی

نے مجموعۃ الرسائل ۲۶۵ پر اس موضوع کی تائید کی ہے۔
واضح رہے کہ یہ لوگ پیغمبر اسلامؐ کے جسم عنصری کے ساتھ معراج کے قائل بھی نہیں بلکہ اسی جسم لطیف ہورقلیائی کے ساتھ قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ احسائی کی کتاب جوامع الکلم اور رسالہ قطیفیہ (ج ۱ ص ۱۶۷ طبع تبریز)

۲) شیخیہ انبیاء و آئمہ کو انسانی نوع سے خارج سمجھ کر ان کی علیحدہ نوع کے قائل ہیں

یہ بات کسی صراحت و وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ پورے عالم اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انواع عالم میں جو نوع سب سے افضل ہے وہ انسانی نوع ہے اور انبیاء و مرسلین ہوں یا آئمہ طاہرین یہ اسی انسانی نوع کے افضل و اعلیٰ افراد کاملہ ہیں۔ لہذا یہ سب مخلوق سے افضل و اشرف ہیں مگر شیخیہ ان ذوات مقدسہ کو افضل نوع سے نکال کر مفضول نوع کے افراد قرار دیتے ہیں اور اس طرح شعوری یا لاشعوری طور پر قرآن و سنت کا انکار کرتے ہیں کیونکہ قرآن و سنت تو ان کو انسان قرار دیتے ہیں جیسا کہ قرآن و سنت پر نگاہ کرنے والوں پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ احسائی شرح الزیارہ ص ۳۸۵ پر لکھتے ہیں و کذالک النوع فانھم یدخلون فی النوع ظاھرا والا ففی الحقیقۃ ھم خلق اخر فوق بنی آدم۔ یعنی آئمہ اہلبیت حسب ظاہر انسانی نوع میں داخل ہیں ورنہ درحقیقت وہ بنی نوع سے بالا ایک علیحدہ مخلوق ہیں وہ انسانیت کو ان کے لئے بمنزلہ لباس جانتے ہیں کہ وہ جب چاہتے ہیں اسے پہن لیتے ہیں اور جب چاہتے اسے اتار دیتے ہیں۔

۳) شیخیہ تفویض کے قائل ہیں

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ تمام امور جیسے تکوینیہ خلق و رزق اور موت و حیات وغیرہ خداوند عالم کے قبضہ قدرت میں ہیں اس نے یہ امور کسی بھی مخلوق کے حوالے نہیں کئے نہ بطور توکیل اور نہ بطور تفویض وغیرہ اور قرآن و سنت کی ناقابل انکار تصریحات موجود ہیں کہ تفویض کا عقیدہ باطل اور شرک و کفر ہے۔ مگر شیخیہ اسکے قائل ہیں اور تفویض میں استقلالی اور آلی میں فرق کے قائل ہیں چنانچہ پہلی کو ممنوع اور دوسری قسم کو جائز جانتے ہیں۔ چنانچہ شیخیہ کی کتابیں اس فاسد عقیدہ سے لبریز ہیں۔ ملاحظہ ہو احسائی کی شرح الزیارۃ ۲۹۳ سے لیکر ۲۹۹ تک اور ۳۸۱/۳۸۰ وغیرہ اور اس کے اتباع کرمانی و احقاقی کی کتابیں بھی اس فاسد عقیدہ سے لبریز ہیں۔

۴) شیخیہ آئمہ اہلبیت کو کائنات کے علل اربعہ مانتے ہیں

یہ بات تو ثابت ہے اور برحق ہے کہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام علت غائی ممکنات ہیں یعنی خداوند عالم نے یہ کائنات ان کے طفیل سے پیدا کی ہے کہ اگر خدا ان ذوات مقدسہ کو پیدا نہ کرتا تو کائنات کی کوئی بھی چیز پیدا نہ کرتا مگر فرقہ شیخیہ اس کافرانہ عقیدہ کا قائل ہے کہ یہ ذوت مقدسہ کائنات کی علل اربعہ ہیں یعنی کائنات کی علت مادی، علت فاعلی، علت صوری اور علت غائی ہیں یعنی تمام اشیاء کا مادہ بھی یہی بزرگوار ہیں ان کی صورت بھی یہی ہیں ان کے فاعل وجاعل بھی یہی ہیں اور سبب ایجاد وغائت بھی یہی ہیں (ملاحظہ ہو شرح الزیارہ ۳۸۵ ،فطرت سلیمہ کریم خان ج ۲) اس عقیدہ کا باطل وعاطل بلکہ کفر صریح ہونا کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔ اور اس سے بڑھ کر آئمہ طاہرین کی توہین کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کائنات کی ہر چیز کا مادہ بھی یہی ہیں خواہ وہ نجس ہوں یا پاک اور ہر چیز کی صورت بھی یہی ہیں خواہ وہ حسین ہو یا قبیح اور ہر چیز کے فاعل وجاعل اور خالق بھی یہی ہیں اور ہر چیز کے وجود کا سبب بھی وہی ہیں۔ ہے اس گستاخی کی کوئی حد؟؟

شیخیوں کے عقائد کی مزید اطلاع حاصل کرنے کے شائقین مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں

۱۔ آقائے رضا ھمدانی کی مختصر مگر جامع کتاب "ہدیۃ النملہ الی رئیس الملہ"

۲۔ آقائے سید مہدی قزوینی کاظمی کی کتاب "بوار الغالین" اور آقائے قزوینی کی دیگر کتب

۳۔ پاکستان میں لکھی جانے والی محقق شیخیات آقائے سید محمد حسین زیدی برتی کی کتب کی شیخیت کی رد میں لکھی جانے والی تمام کتب خصوصا "الفرق بین الشیعۃ والشیخیہ"

۴۔ سدھو صاحب کی تحفہ شیخیہ جس میں شیخیوں کے چالیس عقائد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اوران کے علاوہ دیگر دسیوں کتب جن کا ذکر گزر چکا ہیں۔ لیکن خدا حافظی سے قبل قارئین سے گزارش ہے کہ اب آپ

انصاف کریں:۔ کہ ان فقہاء کے فرامین کو بھی پڑھیں، کہ تقریبا سب کا اتفاقی بیان ہے کہ شیخی مذہب شیعیت سے منحرف ایک جداگانہ فرقہ ہے جسے استعمار نے وجود بخشا تھا اور شیخ احمد احسائی۔ کاظم رشتی۔ کریم خان کرمانی اور دوسرے شیخیہ کی کتب، کتب ضالہ ہیں انکی خرید وفروش، انکی نشر واشاعت، اور انکی

ترویج حرام ہے۔ (فتاویٰ فقہاء) جس کا بیان گزر چکا ہے، اور اب تھوڑی سی دیر کے لیے خدا کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے پاکستانی علماء کے ان بیانات کو بھی ایک دفعہ دوبارہ پڑھیں، اور پھر فیصلہ کریں کہ حقیقت کیا ہے، اور ہمارے سامنے کیا پیش کی جا رہی تھی، اس سلسلہ میں

۱۔ مولانا محمد بشیر انصاری صاحب فاتح ٹیکسلا، کا بیان یہ ہے:

علماء شریعت ظاہرہ مفتی و مجتہد علوم باطنیہ کے فہم و ادراک سے قاصر ہیں...... آپ میرا رابطہ کتابخانہ ابراہیمیہ سے استوار کرا دیجیے علماء باطن و تلامذہ شیخ اوحد کے اسماء گرامی اور انکے مولفات کے فہارس سے مطلع کیجئے میرے پاس صرف انکی شرح زیارت جامعہ اور انکے شاگردوں میں سے ایک عالم محقق کی کتاب احقاق الحق طبع جدید نجف اشرف موجود ہے، جس میں مخالفین کے دندان شکن جوابات تحریر ہیں، در حقیقت معترضین کے فہم و ادراک سے یہ مضامین بلند تر ہیں فہم اینہا مشکل است چہ جائے کہ اعتراض کروں، میں فی الحال آپ کی خدمت میں اپنی تالیف: حقائق الوسائط جلد دوم، رجسٹری پارسل کے ذریعہ روانہ کر رہا ہوں اگر اس کا ترجمہ بزبان فارسی ہو جائے اور ایران میں اسکی نشر و اشاعت ہو تو علماء نشر بین کو معلوم ہوگا کہ اس مکتب فکر کے افراد پاکستان میں بھی موجود ہیں مجھے آپ علامہ رشتی کے مولفات بھی ایران سے منگوا دیجئے...... الخ (گلدستہ مودت ۱۳ مارچ ۱۹۷۵) ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ (مولانا محمد اسماعیل نے جو رسالہ تحریر فرمایا ہے اور شیخ وسید کی تائید کی ہے اس کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا کیونکہ مذہب شیخی یا عقائد شیخیہ کو بغیر علم و فہم کے غلط و باطل سمجھا جا رہا ہے۔ (گلدستہ مودت ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۵)

۲۔ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب لکھتے ہیں کہ،

آج کل مقصرین کے خلاف ایک بہت بڑی مہم چلا رہا ہوں، اور حضرت شیخ اوحد شیخ احمد احسائی قدس سرہ کے معتقدین سے ہوں شرح زیارت جامعہ کوئی تیس سال سے استفادہ کرتا ہوا آ رہا ہوں...... ایک فارسی رسالہ بنام تحفہ علمیہ بجواب اصول الشریعہ بھی لکھ رہا ہوں اس میں ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو انہوں نے شیخ الاوحد پر کئے ہیں یا سید امجد پر یا مولانا کریم خان قدس سرہ پر...... الخ) (گلدستہ مودت ۳۰-۴-۷۵) ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ (کتبخانہ ابراہیمیہ اور حجۃ الاسلام آقائے عبدالرضا ابراہیمی کرمان کو میرے ادنیٰ خدمات سے مطلع فرمائیں، کہ شیخ الاوحد و سید السند کاظم رشتی کی حمایت انکی کتب کی نشر و اشاعت انکی ترویج میں مصروف جہاد ہوں......) گلدستہ مودت ۱۰-۵-۷۵) ان حضرات کی اس

کی دیگر تحریرات پہلے گزر چکی ہیں، یہاں تقابل کی خاطر اشارہ کیا گیا ہے۔

ضمن محترم اب سلسلہ تحریر کو ختم کر کے باب ہفتم باب مراسلات شروع کیا جارہا ہے۔جس کا کتاب میں بارہا ذکر ہوا ہے۔

ہم اپنی کتاب کی پہلی جلد کو یہاں ختم کرتے ہوئے خداوند کریم کی بارگاہ میں دست دعا بلند کرتے ہیں کہ۔

بارالہا ہم سب کو تعصب، حسد، خودفریبی اور خودغرضی سے محفوظ رہنے اور حق کے سمجھنے حق بات کہنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرما۔

بجاہ النبیؐ وآلہ الطاہرین المعصومینؑ انک علی کل شئی قدیر،

والسلام علی جمیع المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بروز چہارشنبہ ۱۵ ماہ مبارک رمضان ۱۴۲۶ھ

درجوار کریمہ اہلبیت علیہم السلام درشہر مقدس قم حرم الائمہ الاطہار وعش آل محمد باتمام رسید

الاحقر الفانی طاہر عباس اعوان پاکستانی

ولد غلام عباس اعوان

باب ہفتم

اس باب میں اب ہم قارئین محترم کو کتاب کی اس پہلی جلد کی دستاویزات سے روشناس کرانا چاہتے ہیں جس کی مختصر فہرست کچھ اس طرح ہے۔

مراسلات

(۱) کتاب گلدستہ مودت کے خطوط۔

(۲) اصلاح احوال کی خاطر طرفین کے خطوط۔

(۳) شیخیت کی رد میں فقہائے کرام کے فتاویٰ جات

(۴) آیۃ...... نجفی کے نام علماء کے خطوط اور ان کی کتب پر علماء اعلام کا تبصرے۔

(۵) آیۃ...... نجفی مدظلہ کے اجازات۔

(۶) متفرق خطوط اور اخبارات

گلدستۂ مودت

اُن دوستوں نے چند خطوط جو ہر روز ورد زبان رکھتے 75

یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَکُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا

کا ورد کر کے تمنائے دید کے مشتاق تھے

لیکن

جونہی انوار محمد و آل محمد علیہم السلام نے تجلی دکھائی

"وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا"

(الاعراف آیۃ ۱۴۳)

بیہوش ہو گئے اور ہوش جب لوٹا تو بہک گئے۔

ناشر ادارہ

کتاب خانہ ابراہیمیہ کرمان، تناسخ پاکستان

ذریعہ مرزا جوش ٹ کراچی

ثقۃ الاسلام الحاج محمد بشیر انصاری

صدر مجلس علماء پاکستان

[illegible] میوزیم روڈ ٹیکسلا

جناب معظم محترم آیۃ اللہ [illegible] دام مجدکم العالی

[illegible]

[illegible] جوابات و رسائل [illegible]

[illegible]

[illegible] مرحوم [illegible]

[illegible]

[illegible] زبان فارسی [illegible]

[illegible]

[illegible] (معقول و منقول) [illegible]

[illegible] علوم اسلامی [illegible]

[illegible]

ص ۷۶ سے مربوط عکس

ثقۃ الاسلام الحاج محمد بشیر انصاری

صدر مجلس علماء پاکستان

تاریخ ۲۳ ... ۱۹۷۵ء ... میوزیم روڈ ٹیکسلا

جناب محترم ریسانی صاحب دام مجدکم السامی

سلام علیکم — گرامی نامہ کا جواب ارسال خدمت کر رہا ہوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مشغول رہا کرو۔

[illegible]

[illegible]

آپ نے [illegible] متعلق تحریر نہیں فرمایا [illegible]

[illegible]

جناب آقای [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والسلام [illegible]

[illegible]

ص ۷۶ سے مربوط عکس

انکو گذشتہ گردوں میں سے ایک عالم محقق کی کتاب حقائق فوق [illegible] شریف مرحوم سے
مس نے مخالفین کے دندان شکن جوابات تحریر ہیں —

درحقیقت معترضین کے فہم و ادراک سے یہ مطالب بلند تر ہیں فہم ایشان مشکل است
چہ جائیکہ اعتراض کردن —

میں انشاء اللہ آپ کی خدمت میں اپنی تالیف "حقائق الوسائل جلد دوم" جس میں [illegible]
بذریعہ رجسٹری ارسال کر رہا ہوں اگر اس کا ترجمہ بزبان فارسی ہو جائے اور ایران میں اس کی
نشر و اشاعت ہو تو ایران کے قارئین کو معلوم ہوگا کہ اس مکتب فکر کے افراد پاکستان
میں بھی ہیں —

نیز آپ علامہ شوشتری علیہ الرحمہ کے مؤلفات جو ایران سے منگوا دیجئے میں
انکی قیمت ادا کر دونگا — اگر آپ کے کتب خانہ شائع کریں ان میں کسی کتاب کا ترجمہ
ہوا ہو تو وہ بھی مجھے بھیج دیجئے اور مسلسل رابطہ رکھیئے —

~~جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ سے جب ملاقات ہوگی تو آپ کے ضعیف کا
مسودہ [illegible] کر دونگا وہ مجھ سے جدا ہو چکے ہیں —~~

امید ہے کہ بفضل و کرم خدا و برکت عنایات وسائط اللہ
علیہم الصلوٰۃ والسلام مزاج گرامی مقرون بکمال عافیت ہوگا

والسلام

[illegible]

ص ۷۶ سے مربوط عکس

ثقۃ الاسلام الحاج محمد بشیر انصاری

صدر مجلس علماء پاکستان

یکم مارچ ۱۹۷۵ء   میوزیم روڈ ٹیکسلا

جناب محترم ڈاکٹر رسا صاحب دام مجدکم العالی

تسلیم جمیل — گرامی نامہ باعث تشکر ہوا۔ مندرجات کا
مطالعہ کیا — جناب علامہ مرزا صاحب جب اس مضمون کا جواب دینگے
اور اگر دشمن علوم اہلبیت و علمائے کرام کے خلاف کوئی مقدمہ کرتے
تو میں ہر ممکن تعاون کرونگا — مزید حالات سے مطلع فرماتے رہیے
میں نے خود تو ... ایک مرتبہ تحریر کیا تھا جس کا جواب — ...

والسلام
محمد بشیر ...

فردوس منزل ... نجفی ...

بشیر انصاری صاحب کا نجفی نمائندہ کاظم علی رسا کے نام خط

DARSE-ALE-MUHAMMAD
SARGODHA ROAD = LYALLPUR

درسِ آلِ محمدؐ

[illegible]

[illegible] [redacted] [illegible]

[illegible]

ص ۷۷ سے مربوط عکس

DARSE-ALE-MUHAMMAD
SARGODHA ROAD :: LYALLPUR

من عنده علم الكتاب — انا مدينة العلم وعلي بابها

زیرِ نگرانی شیخ العلوم مولانا محمد اسماعیل صاحب [illegible]

درسِ آلِ محمدؐ

تاریخ ۱۵-۹-۶۵ [illegible]

بمکان واقع خود سرگودھا روڈ لائلپور

عزیزم ڈاکٹر [illegible] صاحب زید مجدکم

[illegible]

ص ۲۳۷ سے مربوط عکس

DARSE-ALE-MUHAMMAD
SARGODHA ROAD :: LYALLPUR

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

زیر سرپرستی شیخ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب [illegible]

درسِ آلِ محمدؐ

تاریخ [illegible]

فون ۲۱۳۱ ۶۵

بمکان ذاتی خود سرگودھا روڈ لائل پور

مکرم و محترم جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب زید مجدہم

سلام علیکم۔ آپ کا مکتوب گرامی [illegible] مل گیا ہیں۔ [illegible]

[illegible]

شیخ الاوحد [illegible]

[illegible] بیان [illegible] میں ایک جلسہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

کر دیا ہے۔ [illegible]

میں نے [illegible] حضرت شیخ الاوحد [illegible]

[illegible] شائع نہ کرے

آپ محترم [illegible] صاحب [illegible] شامل [illegible]

[illegible]

باقی [illegible] حضرت شیخ الاوحد [illegible]

[illegible]

[illegible] ان شاء اللہ [illegible]

ص ۷۷ سے مربوط عکس



ص ۷۸ سے مربوط عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

DARSE-ALE-MUHAMMAD

SARGODHA ROAD – LYALLPUR Phone No. : 6541

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب منظور شیعہ

درس آلِ محمد

سرگودھا روڈ ۔ لائل پور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد اسماعیل

ص ۸۷ سے مربوط عکس

اصلاح احوال کی خاطر طرفین کے خطوط



ص 91 سے مربوط عکس

[illegible]

(۲) ہمیں خدا کی قسم [illegible] سنت [illegible]

تصحیح کے اور نہ ہی تکفیر کا [illegible] جیسے [illegible]

[illegible] اہل علم [illegible] کی تجویز [illegible]

اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ آپ [illegible] حضرات [illegible] حق و ابطال باطل [illegible]

[illegible] تاریخ کا تعیین کریں [illegible]

[illegible]

[illegible] تعیین [illegible]

[illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible] تمام گفتگو [illegible] تجویز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آیۃ اللہ نجفی کا اپنے مدمقابل علماء کے نام خط

22 FEBRUARY 1969 Saturday

Zil Haj 4

Hijri 1388

11 Phagan 2025

10 Falgoon 1375

[illegible]

ص ۹۳ سے مربوط عکس



ص ۹۳ سے مربوط عکس



ص ۹۵ سے مربوط عکس

[illegible]

ص ۹۵ سے مربوط عکس

محمد بشیر انصاری

صدر مجلس علمائے پاکستان

مؤسس آل پاکستان شیعہ کانفرنس لاہور و مدرسۃ الواعظین کراچی

تاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء ٹیکسلا مغربی پاکستان

جناب [illegible] نجفی [illegible]

سلام جمیل [illegible]

آپ کے تاثرات [illegible] مطالعہ [illegible]

شیعیان پاکستان [illegible] اپنے سیزدہ معصوم (الخ)

عقیدہ [illegible]

وابستہ [illegible] رسالوں اور کتابوں [illegible]

اشاعت [illegible]

مواد پاکستان [illegible]

اس لئے ہم یہ فرض [illegible] ابطال باطل اور احقاق حق

رسالوں اور کتب کے ذریعہ ہر اس مقام پر پہنچا دیں

جہاں باطل پہنچایا جا چکا ہے ۔

تاکہ آئندہ نسلیں باطل [illegible] احقاق حق کا مطالعہ [illegible] کر سکیں

ص ۹۶ سے مربوط عکس

نیر الحسن الرضوی النجفی
بود سہاں ضلع جھنگ
تاریخ 19-11-69

محترم و مکرم و محتشم دامت معالیکم

بعد تسلیم تحفہ دعائیہ مسنون۔ بخیریت رہ کر طالب خیریات۔

گرامی نامہ موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ جناب کے درد دل کی مجھے قدر ہے ارادہ آپ کا نیک ہے خداوند عالم کامیاب فرمائے۔ میرے خیال میں باہمی تکرار و نزاع ہو لیا ہے کیونکہ اب اختلافات طشت از بام ہو چکے ہیں اور تحریری شکل میں آ چکے ہیں۔ اگر یہ مسائل زبانی ہی رہتے اور ان عقائد کی حیثیت تحریر میں نہ آتی تو اتنی خرابی نہ پیدا ہوتی۔ اب یہ تحریری بداعتقادی ضبط ہو سکتی ہے اور نہ یہ اختلاف دور ہو سکتے ہیں

البتہ ایسے لوگوں کو جن کو قوم نے اپنا عالم سمجھ لیا ہے اور سر ہو کر بتلائے رہیں کہ یہ ہمارے عالم ہیں یہ ہمارے عالم نہیں یہ مفتی کا کام ہے جو ہماری اعتقادی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ مخالف طاقتوں نے انہیں ہمارے مذہب کے روپ میں داخل کیا ہے تاکہ ہمارے چودہ سو سال کے اتحاد کو پارہ پارہ کریں۔ اگر قوم ان چند علماء سے دستبردار ہو جائے اور ان کو اپنے مدارس سے نکال دے اور ان مدرسین کو لٹریچر کی بھیک نہ دے تو اب بھی وقت ہے ورنہ ہمیں حضرت صاحب الزمان کا انتظار ہے اور انہیں کی تلوار

ص ۹۷ سے مربوط عکس

بے ختم کر لگی ۔ تحریروں کے ذریعہ اور باہمی گفتگو کے ذریعہ [illegible]
ہوتی ہے کہ آپ منبر کو [illegible] لیکن یہ [illegible] ہوا ہی [illegible]
سب [illegible] ہیں جس طرح نئی وہابی [illegible] استفادہ کی
خرخشہ سے بچے ہیں تجربہ میں کئی دفعہ [illegible] کی کوشش ہو
لیکن یہ بات تجربہ میں [illegible] نہیں ہوئی ۔ [illegible] تمام مجمع [illegible]
گیا ابھی تک وہ آتے ہیں ۔ مدارس [illegible]
سمجھتا ہوں کہ ہم [illegible] خیال سے بچے [illegible]
میں ہمارے خیال میں [illegible] ہوئی تقریر کرتے لوگوں کو [illegible] خیال
بنا دیئے ان کے عوام جن کا مدارس اور مساجد سے اتنا رابطہ ہیں [illegible]
ہم خیال ہیں جن کی اکثریت ہے اور [illegible] مدرسہ اور مسجد سے الفت
[illegible] ہم [illegible] انہیں اچھے ساتھی [illegible] میرے خیال میں
اگر ایسے لوگوں سے [illegible] آپ ہو جائے تو ہماری [illegible] حالت
ایک حد تک درست ہو جائے گی ان [illegible] کہا ہی [illegible]
اور یہی [illegible] جب تک یہ [illegible] نہیں کھلے
ہماری قوم کی مجالس امام حسین کے [illegible]
تھی بہرحال آئندہ آپ کی [illegible] مجھے [illegible] ہے فقط [illegible]

محمد [illegible]

[illegible]

[illegible] 22/11/69

ص ۹۷ سے مربوط عکس

DARSE-ALE-MUHAMMAD (REGD.)

SARGODHA ROAD - LYALLPUR

اَنَا مَدِینَةُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

بانی

درس آلِ محمد

تاریخ

بورے کی گلی — سرگودھا روڈ — لائل پور

[illegible]

ص ۹۸ سے مربوط عکس

[redacted]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

معلی جناب قدس مآب حضرت مخدوم المعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

حضور کا جوابی محبت نامہ [illegible] کو موصول ہو کر [illegible] ہوا۔ اور آپکا ارسال کردہ رسالہ [illegible] بھی موصول ہوا۔ آپ نے اپنے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ [illegible] اختلافات کا [illegible] حضور کو معلوم تو [illegible] اور اعتقادات [illegible] اختلافات [illegible] کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ بھی [illegible] قبولیت بخشتے اور قوم کو اس خلفشار سے نجات دلاتے [illegible] آپ کا احسان قوم [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرات ہماری پیش کردہ [illegible] کے مطابق [illegible] کے اعتقاد کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نجفی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

دگزشتہ سے پیوستہ) حضرت اس لئے تو مجلس علمیہ کا انعقاد کیا جا رہا ہے تاکہ پتہ چلے کہ
یہ موقف درست ہے یا شریعت سہل الحکم (حتی دوری الا افراد) کی صحیح صورت ہے؟ یہ تب ہی معلوم
ہوگا جب چند اہل علم باہم بیٹھ کر گفتگو اور علمی ماحول میں تبادلہ خیال کریں۔ اور قرآن، حدیث
اور بیانات علمائے متقدمین کی روشنی میں مدلل فیصلہ کیا جا سکے کہ یہ درست ہے یا غلط ہے۔ [illegible]
آپ نے تصفیہ کا جو طریق کار تحریر فرمایا ہے وہ یقیناً نامناسب ہے [illegible] حالات کی اصلاح
کی بجائے انتشار کی تقریب کے مترادف ہے۔ کیونکہ ہمارے عوام کی اکثریت [illegible] مسائل کی
[illegible]

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

ول تو آپ کا الزام ... کا ہماری تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ مجلس علماء میں قرآن، حدیث اور
انبیاء اس الزام ... نہ کہ حکومت یا جب سے ...
بیانات علماء و متقدمین کی تلاشی ہیں ... ۔ بالبتہ وہ واعظین و ذاکرین کے خلاف ...
سرا الزام مقصود یہ عائد کیا ہے کہ یہ لوگ ...
ذکار نہیں)۔ تیسرا الزام یہ ہے کہ یہ لوگ خمس اور زکوٰۃ وصول کرکے اپنی جائیدادیں بنا رہے ہیں۔ آپ کے الزامات ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ کیونکہ حسد
اگر انصاف کی رو سے ... ان الزامات ... تصرف میں نہ لا سکتے ہوں۔
... مرتب ہو گی جب وہ خمس اور زکوٰۃ کو اپنے ذاتی اور ناجائز تصرف میں ... اور واعظ لوگ تو مجالس کے ذریعہ
... صحیح مصرف پر خرچ کرتے ہوں یعنی وہ ... یہ تو ان کے حصہ
... قوم وصول کر رہے ہیں۔ اور ہمیں معلوم ہے صرف معمولی تنخواہ ملتی ہے ... خمس اور زکوٰۃ کی رقم وصول کرکے ... رہے ہیں
کی صورت۔ مگر جب بقول آپ کے وہ حضرات خمس اور زکوٰۃ ... ان حضرات کی خوشامد کریں تاکہ وہ ان کے اجتہاد
و عقل کا تو تقاضا یہ ہے کہ وہ واعظین اور ذاکرین حضرات ... سے
اور علمیت کا پرچار کریں اور خمس و زکوٰۃ کی رقوم زیادہ سے زیادہ وصول ہوں۔ چہ جائیکہ وہ ان سے
... اور حسد کرکے اپنی آمدنی کو خطرہ میں ڈالیں۔ کیا وہ حضرات نعوذ باللہ عقل سے اتنے
عاری ہیں کہ اتنی معمولی بات بھی سمجھ میں نہ آئی!
فریق ثانی کو علماء کرام تب ... واعظین و ذاکرین سے حسد کرتے جبکہ حق بات کہنے میں
باک نہیں کرتے جبکہ وہ اپنے دامن کو ہر قسم کی آلودگی سے بچاتے ہیں۔ اور خود زکوٰۃ و خمس کو درست مقام پر
صرف فرماتے ... تاکہ اس قسم ... کے جواب ... الزام نہ ہو۔ ... تو آپ ہی
فریق ثانی کیوں حاسد اور سابقہ واعظین و ذاکرین کیوں محسود ہیں! اس کی توضیح جناب ہی فرمائیے
... جناب قبلہ نے اصلاح مجالس کی مقدس
تحریک شروع فرمائی ... مجلس پڑھنے کی مذمت فرمائی تھی۔ ... قصائد پڑھنے کا الزام
... اسی چیز کو حسد سے موسوم کیا جاتا ہو۔ ... آپ خود انصاف فرمائیں کہ
ان کا یہ فرمان غلط اور شریعت کے منافی ہے؟ یقیناً نہیں، تو پھر حسد کیسا!
اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ منصوص اللہ کی ولایت ... سیف اللہ کی ضرورت ہم ہیں آ پہنچے ...

دربار کی بات

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

بقول دیبا حکومت سعودی عرب کے ایجنٹ

علامہ محمد حسین صاحب

مورخہ ... ہیں ... مرجع اکبر تقلید شیعیان جہان

انکی طرف سے:

سرکار آیت اللہ السید محسن الحکیم قبلہ مدظلہ العالی جنہیں رئیس المومنین کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے؟ سرکار استاذ العلماء حضرت مولانا محمد باقر صاحب مجتہد قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے متعلق حضور کا خیال مبارک کیا ہے؟ انہوں نے انکی کتاب مستطاب احسن الفوائد کے متعلق تحریر فرمایا کہ اس کتاب سے میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔ کاش کہ حضرت خود بحر العلوم تھے اللہ اکبر! مجاہد ملت حنیفہ پاکستان شاعر اہلبیت حضرت علامہ ... صاحب قبلہ جنہوں نے قبلہ ڈھکو صاحب کو ... شرح ... المدارس بتلایا۔ اور کتاب احسن الفوائد کے متعلق لکھا ہے کہ ایسی ضخیم شرح ایک ہزار سال میں نہیں لکھی گئی۔ ان حضرات کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ مولانا سید محمد ... صاحب قبلہ حضرت علامہ السید محمد یار شاہ صاحب قبلہ، ... حضرت سید ... صاحب کاظمی بشمول ... الواعظین ادیب اعظم حضرت مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی (جو تقریباً ... کتب کے مصنف بھی ہیں) اور دیگر اکابرین عظام علمائے کرام کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ حضرات بھی حکومت سعودی عرب کے اجارہ دار اور وہابیت پھیلانے میں ایجنٹ ہیں؟ یا ... اللہ تعالیٰ کے ... ہیں؟ یا ماسوائے قبلہ الواعظین و ذاکرین کے خلاف حسد کا شکار ہیں؟ کیا آپ سے یا انکے ہم خیال علمائے کرام سے علم میں کم ہیں؟ یا آپ لوگوں جیسا فہم و ادراک نہیں رکھتے؟ کیا حضرت سرکار علامہ ... باقر صاحب ... جیسے جید مجتہدین عظام اور علمائے کرام بھی اسی ... مرض کا شکار ہو چکے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ استغفر اللہ۔ حیاذاً باللہ)

اگر خدا نخواستہ یہ تمام حضرات علمائے کرام مذہب شیعہ کو تقلید سے خارج سمجھتے ہیں تو پھر آپکے مذہب کا خدا حافظ! سچ ہے قوموں کیلئے موت ہے مرتبہ سے گر جانا!! جو طالب مکتب تو خود ہی کیا علم خدائی۔ ان حالات میں قوم شیعہ کے ... اور ... سادہ مومن کہاں جائیں؟ جہاں جائیں وہیں علمائے کرام ... سب و شتم کی بارش ہے۔ اگر قبلہ ڈھکو صاحب ... سے نام ہٹا دے تو آپ لوگ ... ذاکرین حضرات کے خلاف مجالس میں روزانہ ان پر غیظ و غضب اور سب و شتم کا اظہار فرماتے ہیں۔ جو فریقین کیلئے تباہ کن ہے۔ ان حالات کو مد نظر رکھ کر ... خدا ... سمجھئے اور اپنے نظریات پر نظر ثانی فرمائیے ... مدح اہلبیت ... مدح اہلبیت تو نہیں کر رہے۔ ثواب کے امیدوار ... عذاب الٰہی کے مستحق تو نہیں ہو رہے۔ یوم الحساب قریب ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ ایسا نہ ہو (خدا نخواستہ) سرکار ... آلِ محمد عجل اللہ فرجہ ہمیں ... شفاعت میں ... نہ لے جائیں اپنی تبرا اور ... سے دراصل جہنم کریں (استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ) کیونکہ آپکو معلوم ہے کہ حضور اپنے نام لیواؤں کے ... فرما رہے ہیں۔

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

-۴-

(گزشتہ سے پیوستہ) آپس میں علمائے کرام بیٹھ کر ایک دوسرے کی غلطی کی نشاندہی کریں۔ جس طرح فریقین اپنی غلطی کو بلا تمردی تسلیم کریں اور اسکے ازالہ کی کوشش کریں۔ اسکے علاوہ تمام علمائے کرام متحدہ طور پر اصلاح قوم میں کما حقہ حصہ لیں۔ اور اپنے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں مشغول ہو جائیں۔ ورنہ اس باہمی چپقلش کا لازمی نتیجہ پوری قوم و ملت کی تباہی و بربادی ہوگا۔

جیسا کہ فریق ثانی نے تمام علمائے کرام کو [illegible] سب تبادلہ خیالات کیلئے تیار ہیں آپ لوگ کیوں تیار نہیں ہوتے۔ مجلس علمی مذاکرات کی بجائے عام مناظرہ کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اسکے برے نتائج سے بندہ کی نسبت حضور زیادہ واقف ہیں۔ بس یہی وجہ ہے کہ میں نے بندہ کو آپ کا لکھنے پر مجبور کر دیا ورنہ بندہ علمائے کرام کی گستاخی [illegible] کو جرم سمجھتا ہے۔

تو میں ایک خط سے آپ کو تنگ کرتا ہوں۔ شاید حضور کو یہ شبہ لاحق ہو کہ یہ تحریک بھی جناب بشیر حسین صاحب بخاری کی تحریک کی نقل ہے۔ کیونکہ آج تک دونوں تحریکوں کے مقاصد اور پروگرام مطابقت رکھتے ہیں۔ اور شاید آپ مجھ کو قبلہ محمد حسین صاحب کی بخشش اور محبت و حفاظت کا شرف ہے۔ جیسے آپ نے بشیر حسین صاحب بخاری کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں میرا یہ بیان حلفی تاکید کے لئے کافی ہے کہ یہ بندہ حاضر و ناچیز حلفیہ کہتا ہے کہ اگر ان دونوں تحریکوں میں کوئی مماثلت ہے تو وہ محض اتفاقی اور مستقل ہے۔ (یہ ہماری تحریک کے خالص اور صحیح ہونے کی دلیل ہے) قسم ہے اس پروردگار عالم کی جس نے حضرت محمد صلعم کو مبعوث برسالت کیا اور آئمہ اثنا عشر کو کل مخلوقات کا ہادی بنا کر بھیجا اور رہبر بنا کر بھیجا کہ مولانا آج تک بندہ [illegible] بشیر حسین بخاری صاحب کی تحریک سے بالکل بے خبر تھا۔ موجودہ تحریک اسی بندہ اور دیگر اراکین انجمن کے خیالات کی پیداوار ہے جو حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر عمل میں لائی گئی ہے۔ جب حضور کو انجمن کی طرف سے پہلا خط ارسال کیا گیا تھا اس کا حرف بحرف مضمون تمام علمائے کرام کو ارسال کیا گیا تھا۔ اسکے جواب میں پہلے علامہ حسین بخش صاحب قبلہ نے [illegible] کا تذکرہ فرمایا۔ اور [illegible] ایک تحریک اور [illegible] نام سے منسوب کر کے پھر [illegible] مشورہ دیا۔ مولانا [illegible] کہ علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کا جوابی خط [illegible] موصول ہوا۔ مطلب اسکو پڑھا تو الٹا تھا۔ ہماری موجودہ تحریک کے تقریباً [illegible] تھا۔ یہ محض اتفاقی امر ہے۔ باقی رہا قبلہ محمد حسین صاحب کی بخشش اور حفاظت کا شرف۔ تو اسکے متعلق [illegible] حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں [illegible]

[illegible]

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

[illegible] ہے جب سے چھپیں [illegible] عراق انقلاب کا پیغام اور نتیجہ!

اب خود فرما سکتے ہیں کہ حسینی صاحب قبلہ کی قیادت پر منصفانہ غور فرما کر نتیجہ اخذ کریں۔ اور اپنے شیاطین سے نوازیں۔

علامہ صاحب اپنے [illegible] ہمیں ہمیشہ [illegible] الفاظ میں [illegible] اور آج ایک بار پھر [illegible] کا اعادہ کئے دیتے ہیں کہ [illegible] حضرات دیانتداری کے ساتھ [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] کے [illegible] مصلحین [illegible] نزاعی مسائل کا وہ طریق کار [illegible] غیر مستحسن بلکہ قوم و ملت کیلئے تباہ کن ہے۔ [illegible] حضرات [illegible] ہمیشہ سے اعلان کرتے ہیں کہ [illegible] اختلافی مسائل ہیں [illegible] حضرت آیۃ اللہ آقائے السید محسن الحکیم طباطبائی [illegible] علمائے اعلام [illegible] کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جو فیصلہ صادر فرمائیں [illegible] تسلیم [illegible] جائے۔ [illegible] جو آپ نے پیش کیا ہے (یعنی [illegible]) کہ مجلس علماء کا انعقاد کیا جائے جس میں فریقین کے [illegible] اہل علم باہم [illegible] اور [illegible] تمام نزاعی مسائل پر قرآن، حدیث اور تحقیقات علمائے متقدمین کی روشنی میں [illegible] کسی مرکزی نقطہ پر [illegible] ہو جائیں۔ تاکہ ہمیشہ کیلئے اس [illegible] کا خاتمہ ہو جائے۔ [illegible] اہل علم کے [illegible] ہوں [illegible] و [illegible] اور غیر جانبدار ہوں [illegible] کسی قسم کی [illegible] نہ ہو [illegible] جائے۔ [illegible] مجلس علماء [illegible] ہونا چاہئیں۔ تاکہ فریقین کے صحیح [illegible] اور [illegible] گفتار کا [illegible] سکیں۔ نیز [illegible] کا انتظام [illegible] فریقین کی تمام گفتگو محفوظ ہو جائے [illegible] کوئی [illegible] عبارت [illegible] علامہ صاحب کی طرف سے پیش [illegible] معلوم ہو [illegible] انصاف [illegible] کو [illegible] اور انصاف سے [illegible] شخص [illegible] حکومت [illegible] کی طرف سے [illegible] ہوئے [illegible] حکومت [illegible] کی جانب سے [illegible] اگر قوم نے [illegible] کو اپنایا [illegible] ثابت [illegible] کیونکہ [illegible] ہیں اور [illegible] صاحب [illegible] عامرین قوم [illegible] کیونکہ عامرین قوم [illegible] اس کام [illegible] آپکو ثابت کرنا ہوگا [illegible] علی مکتب المؤمنین۔ اور تمام عامرین قوم [illegible] علامہ صاحب کے شریک ہیں (والحمد للہ) بلکہ علامہ صاحب کا [illegible] تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کرنے کیلئے [illegible] ہیں۔ تاکہ حکومت [illegible] ایجنٹ اور [illegible]

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ [illegible] ہو چکے ہیں۔ [illegible] عامرین قوم [illegible] کا انتظام [illegible] شکست کھانے کے [illegible] اپنی [illegible] جاری ہے)

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

کر دیے ہیں۔ ثواب کے امیدوار بجائے عذابِ الٰہی کے مستحق تو نہیں ہو رہے۔ یوم الحساب قریب ہے۔ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ ایسا نہ ہو (خدانخواستہ) ساری عمر آلِ محمد عجل اللہ فرجہ ہمیں اپنے شفاعت میں لینے کی بجائے اپنی تبرا اور ہلڑ بازی سے داخلِ جہنم کر دیں (استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ) کیونکہ آپکو معلوم ہے کہ حضور اپنے نام لیواؤں کے کردار پر بہر صورت نگاہ جاری فرماتے ہیں۔

کیا آپ کو علم نہیں کہ راگ اور غنا حرام ہے۔ اچھی آواز راگ میں قرآن مجید اور فضائل اہلبیت علیہم السلام پڑھنا بھی حرام ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بغیر طہارت کے مجالس پڑھنا ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ مجالس عزا میں ذاکرین حضرات کا بلا دستار مجالس پڑھنا معیوب گنا جاتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مجالس عزا میں معصومین اور اہلبیت کی توہین آمیز اور غلط واقعات پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ کیا یہ تمام باتیں بعض واعظین و ذاکرین میں نہیں پائی جاتیں۔ کیا یہ باتیں فوری طور پر اصلاح طلب نہیں ہیں۔ اگر یہ سب کچھ درست ہے تو اصلاح مجالس کے کوشاں علمائے کرام گویا جو واعظین و ذاکرین کے خلاف حسد کا شکار ہیں، کیا وہ حق بجانب نہیں۔ یہ بھی آپکے تحریر کردہ ہوا کہ ہم اصلاح کی غرض سے تا قیامت ہم نے ان کو اتنا مجبور کیا۔ وہ اگر ہمارا رسالہ موصول نہ ہوتا تو شاید یہ راز ہائے سربستہ نہ کھلتے اور نہ ہی ہم کو اتنا لکھنا پڑتا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں۔ تمام علمائے کرام غیر معصوم ہیں لغزش ممکن ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ ایک مدرسہ پر کیچڑ اچھالا جائے اور الزامات تراشی کی جائے حالانکہ یہ بات تحقیق کیلئے صاحب کتاب کیلئے۔ اس سے اجتناب لازمی ہے۔ (جاری ہے)

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

ہے۔ جب مقصود کو مجلس کا [illegible] قبلہ نے [illegible] کا تذکرہ فرمایا۔
کرام کو [illegible] گئے تھے۔ اسکے جواب [illegible] علامہ صاحب [illegible] قبلہ نے [illegible] شکریہ ادا کر دیا۔ مولانا [illegible] کو
اور جب [illegible] علامہ [illegible] قریب اور [illegible] تمام [illegible] سے گفتگو [illegible]
علامہ محمد حسین صاحب قبلہ کا جواب [illegible] رسالہ [illegible] سوالوں [illegible] ہیں۔ جب اسکو پڑھا تو [illegible]
ہماری موجودہ ترتیب کے تقریباً [illegible] تھا۔ [illegible] باقی رہا قبلہ ڈھکو صاحب کی تصانیف
[illegible] کو حاضر [illegible] جان [illegible]
اور [illegible] کا شرف [illegible]
یہ علامہ صاحب کی صحبت مبارکہ کی زیارت ہوئی ہے اور نہ ہی انکو زبانی مجلس [illegible] ان گنہگار کانوں سے
سنی ہے۔ [illegible] بات [illegible] تقریباً ہماری انجمن کے تمام
اراکین شامل ہونگے (واللہ اعلم بالصواب)۔ میں [illegible] کہ [illegible] سے پہلے میں نے
علامہ صاحب سے دینی یا دنیوی کسی قسم کی [illegible] نہیں کی۔ جس سے یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے
کہ علامہ صاحب [illegible] قطعی [illegible] ہونگے۔ [illegible] بعض [illegible] کی کتب کے مطالعہ
اور [illegible] کے ذریعے [illegible] کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ [illegible] حق بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے
[illegible] اس کا ضمیر زندہ ہو۔

[illegible]
اب [illegible] علامہ [illegible] ہمارا اس [illegible] تو [illegible] ہونے میدان
عمل میں [illegible] علامہ صاحب [illegible] گفتگو [illegible] ایک مرکز پر تمام
[illegible] کیونکہ [illegible] اول [illegible]
[illegible] خدا کیلئے اپنے
[illegible] تمام [illegible] آپ [illegible]
[illegible] علماء کرام [illegible]
[illegible] قوم تباہ و
برباد [illegible] رہ گئی۔

آخر میں خداوند قدوس کی بارگاہ عالیہ میں [illegible] معصومین علیہم السلام ہماری
اس [illegible] کو منظور فرمائے آمین اور [illegible] سے [illegible] فرمائے۔ آمین یا رب العالمین
[illegible]
نیز [illegible] علماء کرام سے [illegible] کیونکہ [illegible] الفاظ [illegible]
[illegible] علماء کرام کے حق میں [illegible]
[illegible] برداشت نہیں کر سکتا (زیادہ [illegible])

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک

بشیر حسین نگسی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام مفصل خط

دیگر گذارش ہے درخواست ہے امید ہے کہ اس مجبوری کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ رنجش محسوس نہ فرمائیں گے۔
اور مجلس علمیہ کے انعقاد کا جلد ہی اعلان فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ اس خط کا جواب فوری طور
پر ارسال فرما دیں۔ تاکہ زیادہ دیر انتظار کی زحمت گوارا نہ کرنی پڑے۔ خط ملتے ہی جواب تحریر کیجئے۔

ڈاک کا پتہ یہ ہے:

والسلام خاکپائے علماء کرام
محمد بشیر خان جعفری عفی عنہ

محمد بشیر خان جعفری گلگتی بلوچ صدر انجمن شباب الشیعہ مظفر گڑھ نزد سیانچ ہوسٹل
سیانچ ہوسٹل انس کلاس علی پور روڈ مظفر گڑھ شہر خاص۔

ص ۹۹ سے ۱۰۹ تک
بشیر حسین نگمی صاحب مرحوم کا مولانا محمد اسماعیل کے نام اصل خط



مولانا بشیر انصاری صاحب کا خط جناب سید ممتاز حسین شاہ صاحب کے نام

آل پاکستان شیعہ انقلابی محاذ

مرکزی دفتر:- محلہ شیعاں اندرون موچی دروازہ ۔ لاہور

تاریخ [illegible] نمبر [illegible] حوالہ ....

[illegible]

السلام علیکم ... ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

ص ۱۱۰ سے مربوط عکس

Gram: "HEALER" KARACHI.

Dr. Kazim Ali Rasa

[illegible]

Author of :—

1. [illegible]
2. [illegible]
3. First Aid Through Homoeopathy
4. [illegible]
5. [illegible]
6. [illegible]
7. [illegible]
8. [illegible]

[illegible]

[illegible] 2 . 11 . 1 . — 197 —

[illegible]

[illegible]

ص ۱۱۳ سے مربوط عکس

[illegible]

[illegible] کا باہمی معاہدہ

[illegible] اختلاف نہیں۔

[illegible]

(۱) [illegible] تعاون فرمائیں گے

(۲) [illegible] کسی قسم کا [illegible] پیش نہیں کریں گے

(۳) [illegible] پیش کریں گے

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

[illegible] علماء کرام نے اس معاہدہ پر دستخط ثبت فرمائے

[illegible]

علماء کے دستخطوں کا عکس

[illegible]

ص ۱۱۴ سے مربوط عکس



کتاب (ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں) سے شیخ کے پراسرار سفروں کے گوشواروں کا عکس

۱۵۸

۳۳	[illegible]	[illegible]	کربلا	اثنائے سفر	۱۲۲۳	[illegible]
۳۴	کربلا	کرمان شاہ	کرمان شاہ	۵ سال	۱۲۳۳	[illegible]
۳۵	کرمان شاہ	قزوین	قزوین	اثنائے سفر	[illegible]	[illegible]
۳۶	قزوین	مشہد	مشہد			[illegible]
۳۷	مشہد سے یزد [illegible]	کرمان شاہ	کرمان شاہ			[illegible]
۳۸	کرمان شاہ	کربلا	کربلا	تقریباً [illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۹	کربلا	[illegible]	[illegible] سفر [illegible] انتقال کیا		[illegible]	

گوشوارہ سفر [illegible] شرح حالات شیخ احمد احسائی سے [illegible] لیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ نے جن مقامات کا سفر کیا [illegible] بعض مقامات کو ہیڈ کوارٹر کی حیثیت حاصل ہے [illegible] ہیڈ کوارٹرز سے اپنے مشن کی تکمیل کے [illegible] کے لئے ایک گوشوارہ شیخ کے ہیڈ کوارٹرز کا ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

شیخ احمد احسائی کے ہیڈ کوارٹرز اور علاقے کی کمان ایک نظر میں

نمبر شمار	نام ہیڈ کوارٹر	سن قیام	مدت قیام	کیفیت
۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	بحرین	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	بصرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	یزد	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	کرمان شاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶	کربلا	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	

کتاب (ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں) سے شیخ کے پراسرار سفروں کے گوشواروں کا عکس

شیخیت کی رد میں فقہائے ایران ...

عکس فتویٰ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای الحاج السید عبداللہ ...

حضور آیۃ اللہ العظمیٰ آقای الحاج سید عبداللہ موسوی شیرازی ...

مستدعا جواب مسائل ذیل را ...

(۱) فرقہ شیخیہ چہ حیثیت دارد و آیا نزد علمای شیعہ این فرقہ ... فرقہ ضالہ ...

فرقہ ضالہ ...

۹/۲

(۲) بانی فرقہ شیخیہ شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی خارج از اسلام ...

اہل ضلالت می باشند

۹/۲۹۵

(۳) میرزا ... فرقہ شیخیہ عبدالرضا ابراہیمی در نظر علما چہ حیثیت دارد ...

شخص مذکور را خبیثا ...

۹/۲

(۴) کسانی کہ مرکز فرقہ شیخیہ ... ...

... ...

یعنی اہل ... ...

۹/۱۲۹۵

... شیعہ اثنا عشری رکن رابع چہ موقعیت دارد

ہیچ موقعیتی ندارد ...

۹/۲۰۵

عکسِ فتویٰ

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آیت اللہ آقائی الشیخ عباس قوچانی مدظلہ العالی کے

۷۸۶

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آقای حاج شیخ عباس قوچانی دام ظلہ

چہ میفرمایید در مسئلہ ذیل

کہ در مملکت ما مدرسہ از شیعہ کراچی محمد کاظم علی رضا [illegible]
احیاء [illegible] رسالہ [illegible] دادہ و اعلان کردہ
کتب شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان کرمانی را
از زبان عربی بہ اردو ترجمہ [illegible] نزد ما فرستادہ و تعجب
[illegible] ترجمہ شدہ [illegible]
طبع این کتب چہ طور است ؟

سائل
سید محمد حسین زیدی
[illegible]
[illegible] ضلع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
طبع این کتب بسیار بد است
زیرا مشتمل است بر غلو
و [illegible] حقیقت [illegible]
الاحقر [illegible] اللہ [illegible]

عکس فتویٰ حضرت آیت اللہ آقای السید عبد الاعلیٰ سبزواری



ص ۲۲۳ سے مربوط عکس

عکس فتویٰ حضرت آیت اللہ آقای محمد فاضل لنکرانی

محضر مبارک حضرت مستطاب حجة الاسلام آیت الله العظمی آقای الشیخ محمد فاضل لنکرانی مدظلکم العالی

پس از عرض سلام و سلامتی آنجناب را از خداوند متعال مسئلت می نمایم،

معروض میدارد. لطفاً راجع به سوال آتیه نظر مبارک خود را مرقوم فرمائید

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

محمد حسین اکبر

آیا شیخ احمد احسائی که رئیس فرقه شیخیه است از علماء شیعه اثنا عشریه است

و آیا اعتقادات ایشان طبق عقاید فرقه شیعه برابر است یا نه ، ایشان و پیروان

ایشان غال و مفوض و حکم کفار اند و میرزا شیخ حسن احقاقی الحائری خیلی

کوشش کرده که ترویج معتقدات ایشان است آیا از علماء شیعه حساب میگیرند و

ترویج معتقدات فرقه شیخیه و حساب [illegible] و مطالعه کتب احقاقیه و کمک

مالی در [illegible] جایز است یا خیر؟ لطفاً جواب مفصل مرقوم فرمائید ـــ

خداوند اسلام و مسلمین را یاری فرماید

بسمه تعالی

جواب سؤال فوق [illegible] میگردد چون [illegible] مسلکشان

همچون شیخیه [illegible] علماء اعلام و مشهور ایشان

شرق و غرب [illegible] و چون آنها [illegible]

مسلمین از اسلام صحیح و [illegible] کتب شیخیه [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قم حوزه علمیه ۲۱/۱۲/۱۸

ص ۲۲۳ سے مربوط عکس

۲۶۹

عکس فتوی حضرت آیت اللہ آقای ناصر مکارم

باسمه تعالی

محضر مبارک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

در پاسخ سؤال فوق توجه به چند امر لازم است

۱- [illegible] اسلام [illegible] اجتناب کرد

۲- [illegible]

۳- اگر [illegible] اسلام [illegible] اسلام و تشیع [illegible]

[illegible]

عکسِ فتویٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ العظمیٰ آقای الشیخ محمد تقی آل صاحب جواہر اعلی اللہ مقامہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا یخفی ان هذه الکتب المذکورة قد صارت سببا لاضلال جمع من الناس [illegible]

[illegible] الشیعة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] من المتقدمین والمتأخرین [illegible]

[illegible] والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

محمد تقی [illegible]

ص ۲۲۷ سے مربوط عکس

عکس فتویٰ حضرت آیت اللہ آقای السید نصر اللہ المستنبط

حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ السید نصر اللہ المستنبط مدظلہ

معروض میدارد که در مملکت ما "پاکستان" مخصوصاً در شهر کراچی "نام ناظم علی وفا" در اخبار [illegible]
[illegible] رساله‌ای انتشار داده و ادعا کرده که کتب شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی و کریم خان را از ایران
برای نشر و اشاعت خود ما رسیده بعون الله تعالی عنقریب [illegible] ترجمه [illegible]
نیز این شخص ادعا دارد که بنده از علمای [illegible] ایران و [illegible] عراق [illegible] سؤال
کردم که برای ما حقیقت مذهب شیخیه را بیان کنند [illegible] اصل مطلب [illegible]
بحمد الله تعالی من کتب این شخص [illegible] مطالعه [illegible]
شیعه را بیان کرده‌اند [illegible]
بیان کنند.
عرض میشود که بیان نمایید این شخص [illegible] اعتقاد
کردن درست است یا خیر؟ طبع و نشر و خرید و فروش و تقسیم کتب چه حکم دارد.

سائل سید محمد حسین زیدی
چنیوٹ ضلع جھنگ پاکستان

بسم الله الرحمن الرحیم

اخیراً جلد [illegible] این [illegible] مطالعه [illegible] این کتابها مشتمل بر [illegible]
[illegible] مذهب شیعه [illegible] نشر [illegible] خرید و فروش [illegible]
[illegible]
[illegible] مذهب شیعه [illegible]
[illegible] مذهب شیعه [illegible]
[illegible]

ص ۲۲۷ سے مربوط عکس

۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محضر مبارک حجت الاسلام حضرت آیت اللہ آقای الشیخ حسین نوری دام عزکم

پس از عرض سلام ، معروض میدارد . لطفا راجع به سوال زیر نظر مبارک خود تان را مرقوم بفرمائید . والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ . . . . .

محمد حسین اکبر

. فرقہ شیخیه که به شیخ احمد احسائی نسبت داده شده آیا خارج از اسلام است یا منحرف از حق و به ضلالت پیوسته است . شیخ احمد احسائی و مروج معتقدات فرقه شیخیه شیخ میرزا حسن احقاقی الحائری مقیم کویت از علماء شیعه اثنا عشریه میباشند ؟ آیا ترویج و تدریس معتقدات شیخیه و چاپ و نشر کتب شیخیه ، کرمانیه یا کویتیه وکمک مادی ومعنوی اینها جائز است یا خیر ؟ . . . .

۱۴ جمادی الثانیه ۱۴۰۲ ھ

بسمه تعالی

مسلک شیخیه به حسب ظاهر [illegible]

باطل و بی اساس است و نشر و تبلیغ آن از گناهان

کبیره است که موجب ضلال و گمراهی مردم است

و مطالعه کتب آن فرقه برای کسانی که [illegible]

و بصیرت [illegible]

[illegible] است

باشد جایز است

حسین نوری

ص ۲۲۷ سے مربوط عکس

عکسی فتویٰ

ساحۃ آیت اللہ العظمیٰ حجۃ الاسلام آقائی السید محمد کاظم شریعتمدار مدظلہ العالی

حضرت آیت اللہ العظمیٰ حجۃ الاسلام [illegible]

[illegible]

آیا مقالات شیخ احمد احسائی [illegible] ؟

آیا نشر و اشاعت تعلیقات شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی جایز است ؟

آیا تبلیغ مقالات شیخ احمد احسائی و سید کاظم رشتی [illegible] جایز است ؟

[illegible]

۱۰/۴/۱۳۹۰

(مہر معظم لہ سید محمد کاظم شریعتمداری)

ص ۲۲۷ سے مربوط عکس

۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب محترم و فاضل مکرم جناب مولوی الشیخ محمد حسنین السابقی النجفی دامت توفیقاتہ العالیۃ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ. ان شاء اللہ در ظل حمایت و عنایات حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ [illegible] هیچ گونه [illegible] [illegible] [illegible] ... باشید. و بعد : امروز [illegible] ... نامه [illegible] ... دریافت نمودم و در طی این نامه مکتوب [illegible] ... است. چرا که [illegible] ... ضرورت [illegible] ... عرض میکنم. [illegible] ... خواسته بودید [illegible] ... اول کتاب (هدیة المستبصرین) مرحوم [illegible] ... و بعداً کتاب (در ... از دیدگاه قرآن) را [illegible] ترجمه نمائید ... دوستان را شاد کرده اید ... ترجمه [illegible] ... البته ... [illegible] ... است. [illegible] ... چاپ نمایند. ... (کتاب الصلاۃ) ... [illegible] ... مرحوم سلطان اعظم ... [illegible] ...

[illegible]

در هر حال ... [illegible] ... ان شاء اللہ ... [illegible] ... والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ. [illegible]

ص ۱۳۵ سے مربوط

احقاق کویتی کا خط محمد حسنین سابقی کے نام

آیۃ...... نجفی کے نام علماء کے خطوط اور ان کی کتب پر علماء اعلام کا تبصرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطاهرین
واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم اجمعین الی یوم الدین وبعد جناب
مستطاب فخر الاعلام و صدر الافاضل العظام و حجۃ الاسلام
والمسلمین آقای حاج شیخ محمد حسین دامت تائیداتہ کہ سالہا در نجف
اشرف جدیت تامہ و اجتہاد کامل در علوم اسلامیہ داشتہ
و بمراتب سامیہ و مقامات عالیہ رسیدہ [illegible]
وجود محترم ایشان مغتنم [illegible] را غنیمت شمردہ و در اداء احکام
شرعیہ را از ایشان استفادہ [illegible] از زمانہ دراز [illegible] از
زحمات کثیرہ ایشان در نشر شرعیات و علوم اسلامیہ خصوصاً بنوشتن
از تالیفات شریفہ مستطاب مثل اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ و احسن
الفوائد فی شرح العقائد کہ لیاقت [illegible] دامت
معالیہ التصدی للامور الحسبیہ المنوطہ بنظر حکام الشرع
مع مراعاۃ الاحتیاط وان یروی عنی جمیع الکتب المعتبرۃ الاسلامیہ
بطرقی عن مشائخی العظام قدس سرہم الی [illegible] السلام
الی مہابط الوحی و معادن العلم علیہم السلام والمرجو منہ
مراعاۃ الاحتیاط فی تمام الی لا [illegible]

عبدہ العلی [illegible]

غرۃ محرم الحرام
۱۳۸۹

ص ۱۳۶ سے مربوط عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیه والصلوة والسلام علی نبیه واهل بیته الطیبین الطاهرین
واللعن الدائم علی اعدائهم اجمعین الی قیام یوم الدین وبعد جناب مستطاب
مروج الاحکام عماد العلماء الاعلام فخر الانام آقای حاج شیخ محمد حسین دام عزه
مدتی مدید عمر شریف خود را صرف در تحصیل علوم دینیه کرده و تلقی احکام
شرعیه نموده اند و بمراتب سامیه نائل گردیده اند ولذا بر تمام مؤمنین
وفقهم الله لازم است که قدر ایشان را دانسته و احکام شرعیه را از جناب ایشان
استفاده نمایند خصوصاً از تالیفات شریفشان مثل اصول الشریعة فی عقاید الشیعة
واحسن الفوائد فی شرح العقائد که بسیار مهذب و منقح میباشد و جناب معظم مشار الیه
مجاز هستند در تصرف در امور حسبیه که موقوف است بنظر حاکم شرع مبین بوده باشد
و همچنین مجازند در نقل اخبار و روایات وارده در مواعظ و نصائح و فضائل و غیر قبیل
از ائمه عصمت و طهارت صلوات الله علیهم اجمعین از کتب معتبره علماء امامیه از
مصنفات شیخ صدوق و ارشاد شیخ مفید و لهوف سید بن طاووس و مناقب ابن
شهرآشوب قدس الله اسرارهم و ارجو من جنابه ان لاینسانی من صالح الدعوات فی خلواته
و بعد الممات والسلام علیه و علی سایر اخواننا المؤمنین و رحمة الله و برکاته الاحقر الراجی
کاتبه سید ابوالقاسم الموسوی الخوئی حرر فی ۲۱ شهر محرم الحرام ۱۳۸۹

ص ۱۳۶ سے مربوط عکس

سید محمد حسن نقوی الامروہوی

ظفر منزل ناظم آباد نمبر ۲

کراچی نمبر ۱۸

مورخہ 26-10-67　　　　نمبر ---

سرکار اقدس سلام علیکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... 12 ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دعا گو

سید محمد حسن

ص ۱۳۷ سے مربوط عکس

[illegible]

ظاہر منزل ناظم آباد نمبر ۲

کراچی نمبر ۱۸

[illegible]

سلام علیکم

[illegible]

والسلام

[illegible]

ص ۱۳۸ سے مربوط عکس

سید ظفر حسن نقوی الامروہوی

ظفر منزل ناظم آباد نمبر ۲
کراچی نمبر ۱۸

نمبر ـــــــــ

مورخہ ۶۷ — ۱۰ — ۶

[illegible]

[illegible]

جزاکم اللہ خیرا لجزاء

دعا گو

[illegible]

ص ۱۳۸ سے مربوط عکس

الحاج میرزا صفدر حسین المشہدی

وکیل و نمائندہ مرجع تقلید عموم شیعہ

۲۸۵ خیابان شریعت .... اندر شہر

پشاور (پاکستان)

باسمہ سبحانہ

کتاب مستطاب سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ نظر قاصر سے گزری۔ اکثر مقامات
کا ناظرہ اور بعض مضامین متعددہ کا بغور مطالعہ کیا۔ فی الحقیقت مصنف نے عالی قدر
کو تصنیف [illegible] اسم بامسمی موجب سعادت دارین ہے۔ فاضل سامی و گرامی
حجۃ الاسلام و علم التحقیق والتدقیق علامۃ الشیخ محمد حسین صاحب قبلہ ایدہ اللہ بنصرہ
و نصرہ نے تائید کی ہے تالیف لطائف و تصنیف منیف شیعیان پاکستان کی دینی
و افرادی جمیع وسائل اور تمام [illegible] کی حامل ہے اور اس قابل ہے کہ اسے رہبر ذاکرین و
واعظین سمجھا اور ذریعہ عمل و وسیلہ نجات عقبیٰ قرار دیا جائے۔ اسکی علت و غایت
ضرورت و شدید حاجت تھی۔ اور وقت کا تقاضا تھا کہ اردو میں معتبر مقتل کی تصنیف ہو۔
[illegible] زمانے میں بعض مجالس عزائے امام حسین علیہ السلام بیانات صاحبان علم و
تقوی سے منبر و خبر [illegible] ذاکرین و مقررین نے تبلیغ کر رکھا ہے۔ [illegible]
[illegible] اور بیان علماء و فقہاء [illegible] اور [illegible] حدیث
و تاریخ و تفسیر و فقہ و [illegible] ہاتھ سے نکل گیا ہے اور زمام قدوم ایسے ناقص [illegible]
جو روایت و درایت کے اصول و قواعد سے [illegible] ہیں۔ [illegible] صدق و کذب و
[illegible] معتبر و غیر معتبر کا فرق بھی نہیں سمجھتے اور رونے رلانے کیلئے
ہر واقعہ و غیر واقعہ کو بیان کرنا ثواب سمجھتے ہیں۔ مجالس عزاء کے نام سے [illegible]
[illegible] بازاری طبقہ مشغول ہو گیا ہے۔ جسکی وجہ سے [illegible]
نے [illegible] استماع اکاذیب و [illegible] بند ہو رہے ہیں۔ جیسا [illegible]
روایات [illegible] واقعات [illegible] ہوئے۔ [illegible] غیر [illegible]
[illegible] روایات [illegible] تازہ بتازہ [illegible] و [illegible]
[illegible] بیان کرتے [illegible]
[illegible] اور [illegible] قسم سے [illegible]
[illegible] امام حسین [illegible] مقدم اور [illegible] و بیانات [illegible]

ص ۱۵۹ سے مربوط عکس

کتاب سعادۃ الدارین فی مقتل الحسین

[illegible]

ص ۱۵۹ سے مربوط عکس

ادیب اعظم سید ظفر حسن امروہی مرحوم کا سعادت الدارین کے بارے میں عظیم تبصرہ

فی ثناء قصیرة اهداء [illegible] خدمة شیخنا الاکبر
العلامة محمد حسین اطال [illegible] لعالة الذهبیة
فی سبیل الدعایة النشر [illegible] القیمة [illegible] الشباه
والمرجو من سماحته [illegible] بالقبول

[illegible] ... [illegible] الثانیة [illegible]

[illegible] ... ان تکون القذی بعین الحاسد — [illegible] الناس [illegible] ... لست [illegible] غیر حمید
[illegible] ... وحباك العلی مع التأیید — [illegible] منك [illegible]
انت [illegible] ... فی القوم [illegible] — لست ادری [illegible] ... [illegible]
مرحبا بالذی [illegible] ... خدمة العلم باجتهاد سدید — [illegible] ... [illegible]
[illegible] ... حیث [illegible] — [illegible] ... [illegible] علی [illegible]
[illegible] ... [illegible] — واحلت [illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
کشفت [illegible] ... [illegible] — [illegible] ... [illegible]
کیف [illegible] ... [illegible] — [illegible] ... [illegible]
انت [illegible] ... والکمالات [illegible] — فاقبلن [illegible]
[illegible] ... فا [illegible] علیك بالمقدم
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible] اکبر المقصود
هذا [illegible] ... [illegible] الناس [illegible]
[illegible] ... [illegible] الامام الشهید
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]

[illegible] عند الساعة [illegible]
فی الیوم الثالث عشر من شهر
[illegible] ۱۹۶۰ م
[illegible] من قصیدة [illegible]
ابیات [illegible]
[illegible]

ص ۱۴۳ سے مربوط عکس

مولانا محمد حسنین سابقی کا آیت اللہ نجفی مدظلہ کی شان میں عربی میں کہا ہوئے قصیدے کا عکس

محمد بشیر انصاری

مسند مجلسِ علمائے پاکستان

ٹیکسلا مغربی پاکستان

تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۷

دوست معظم اکرمکم السامیہ

سلام جمیل ۔ آج اصول الشریعہ کا مطالعہ ختم کر لیا ہے
اور اب کاشف الحقائق کا مطالعہ شروع کیا ہے ۔
اصول الشریعہ میں اکثر مقامات پر احسن العقائد کا
حوالہ دیا گیا ہے جس کا مطالعہ ضروری ہے
لہٰذا حسب وعدہ جلد احسن العقائد ارسال فرمایئے ۔
میں انشاء اللہ نیک نیتی اور حقیقت بینی کو ملحوظ
رکھ کر محاکمہ پیش کروں گا جو اس بحث کو ہمیشہ کیلئے
ختم کر دے گا ان شاء اللہ والسلام　محمد بشیر

آیۃ اللہ نجفی مدظلہ کے نام بشیر انصاری صاحب کا خط

محمد بشیر انصاری

صدر مجلسِ علمائے پاکستان

ٹیکسلا مغربی پاکستان

تاریخ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۷

دوست معظم علیکم تحیات ربکم و برکاتہ

سلام مسنون — آج ہی دورہ سے واپس آیا ہوں۔ آپ کا مکتوب سامی پیش نگاہ ہے کتاب کا شکریہ — میں نے ابتدائی طور پر خرید لی تھی اور آج کل اس کا مطالعہ کر رہا ہوں۔

آپ نے جو امور تحریر فرمائے ہیں وہ قطعی اور امکان بیش نظر رکھوں گا لیکن کاشف الحقائق کے بعض جوابات کی وجہ سے کچھ شکایت اور جواب دونوں پر نظر کرنا ضروری ہے اسلئے اس کا ذکر میں آپ کے جوابات کے سلسلہ میں ضرور آئے گا۔

بعض حضرات رسول الشیعہ کا جواب تحریر کر رہے ہیں مگر میں انکے طریقہ جواب کو پسند نہیں کرتا اسلئے میں نے انہیں سمجھایا ہے کہ وہ میرے جواب کا انتظار کریں۔ میں یہ رہا جواب صرف علمی حدود میں

آیۃ اللہ نجفی مدظلہ کے نام بشیر انصاری صاحب کا خط

پیش کرونگا اور فرائطہ تعریف کو اجاگر کرونگا اور الامر بین الامرین کو
مستدل و مبرہن طریقہ پر تحریر میں لاؤنگا۔

ایک حسن الفوائد پیش نظر ہے۔ احتیاج سے بعض حوالہ جات بعض احباب کو لکھ دیئے تھے
جو انھوں نے نقل کر دیئے تھے ممکن ہے وہ کسی اخبار یا اشتہار میں شائع کر دیں
آپ اخبارات و اشتہارات کو اہمیت نہ دیجئے میں اپنے جواب میں کتاب و سنت کو
مقدم رکھونگا یعنی قرآن مجید اور اقوال معصومین علیہم السلام کی روشنی میں
عقیدہ کی تشکیل پیش کرونگا علمائے متقدمین و متاخرین کے اختلافات
حل طلب کتاب و سنت ہی ہے۔ قول معصوم کے سامنے قول متقدم و متاخر کوئی
وزن نہیں رکھتا۔ بہرحال باہمی مراسلت سے بعض امور موافقت و مخالفت کی
فضا میں طے ہو سکیں گے اور جواب الجواب کا سلسلہ لامتناہی منقطع ہو سکے گا۔

والسلام

محمد بشیر

آیۃ اللہ نجفی مدظلہ کے نام بشیر انصاری صاحب کا خط

جناب مستطاب عماد العلماء الاعلام حجة الاسلام آقای شیخ محمد حسین [illegible] دامت برکاته

بسم الله الرحمن الرحيم ولله الحمد

بعرض عالی میرساند [illegible] مزاج شریف قرین اعتدال [illegible]

[illegible] شیخ [illegible] حالات [illegible]

سلامت [illegible] پاکستان [illegible]

راجع به [illegible] سید اعجاز حسین و آقای شیخ منظور حسین [illegible]

[illegible] مشغول تدریس [illegible]

[illegible]

[illegible]

آقایان [illegible] سلام برسانید والسلام علیکم ورحمة الله

عبد الله الموسوی الشیرازی

آیۃ اللہ نجفی مدظلہ کے نام سید عبداللہ شیرازی کا محبت بھرا خط

بسم الله الرحمن الرحيم

فضيلة العلامة الحجة ذي المجد والشرف والكرامة الشيخ محمد حسين ادام الله بالخير والبركة ايامه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته... وبعد

فقد تلقيت جريدة الاجتهاد ثم كتابكم الكريم المؤرخ [illegible] ربيع الثاني ١٤٠٠ هجرية وسررت لما فيه السرور
بسلامتكم ووصولكم الى بلدكم بالصحة والعافية وبنشاطكم للارشاد والوعظ على منابر [illegible]
والتعليم في جامعة (سرگودها) وهذا ما كنت اتمناه لكم وادعو الله تعالى ان يوفقكم لذلك وللارشاد
(مراكزه ونشاطه ومجلتكم [illegible] العلوم الدينية ومنارا لهداية [illegible] الى السبيل [illegible].
اما انا فعلى ما تعرفونه من الاعتقال في داري تحت رقابة الشرطة فلا اخرج منها [illegible] وفقت بحمد الله
تعالى لتأليف كتاب في الاقتصاد والعدالة في الاسلام [illegible] جميع انواع
الرأسمالية والاشتراكية والاهواء الجزئية الكلاسيكية [illegible] الاحكام
الاقتصادية الاسلامية ويستدل على ان البشر لا يمكن ان تستمر ايام قائمة [illegible] بالامن
والسلام الا بتطبيق القوانين الاقتصادية التي جاء بها خاتم النبيين بالحق من رب العالمين ويستطلعون
عليه ان شاء الله تعالى بعد نشره وهذه من اكبر نعمة [illegible] بعد الرأي بالرسالة الخيرية في
[illegible].

ارجو ان تعرفوني دائما عن احوال بلدكم واوضاع البلاد التي تدرسونه [illegible] في بنجاب وحال المسلمين في تلك
الانتخابات [illegible] بلادكم العزيزة..

ارجو ابلاغ السلام مني ومن اهل بيتي الى العائلة الكريمة.

[illegible] صورتنا في جامعة مدينة العلم الامام الخالصي [illegible] السلام.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

محمد الخالصي

[illegible]

آیۃ اللہ نجفی مدظلہ کے نام آیۃ اللہ شیخ محمد خالصی کا خط

قاضی سعید الرحمٰن علوی آف کروڑ کا علامہ محمد حسین نجفی صاحب سے معافی مانگنا

از کروڑ ---------------

۷۸٦

بخدمت جناب سید العلماء فخر المحققین حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ

سلام مسنون:۔

زندگی میں آج پہلی بار یہ خط لکھ کر معافی چاہنے کا مرید ہوں بندہ علی الاعلان آپ کی مخالفت کرتا رہا اور فقط اس لئے کہ مجھے کسی صاحب نے یہ کہا تھا کہ علامہ صاحب نجدی عقائد کے مالک ہیں اور وہی عقائد تعلیم دیکر بخدمت خارجیت کو فروغ دے رہے ہیں۔ العیاذ باللہ

مگر اب یہ سارا قصہ غلط پا کر معافی چاہتا ہوں۔

۱۔ محترم مولانا مقبول حسین صاحب ڈھکو کی تصدیق۔

۲۔ آپ کی تصنیف عقائد الشیعہ۔

۳۔ آقائے محسن الحکیم الطباطبائی جو کہ میرے مقلد ہیں۔

، موخر الذکر مدظلہ نے میرے جواب میں بہترین الفاظ تحریر کئے ہیں اور تسلی دی ہے قبلہ مجھے محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقہ معافی دیں۔ شکریہ اور بقلم خود اسی معافی نامہ کا جواب آج ہی تحریر کریں۔

اسی طرح کے خطوط میں نے حسب ذیل بزرگان دین کو بھی ارسال کئے ہیں۔

۱۔ حجۃ الاسلام علامہ سید گلاب شاہ صاحب نقوی ملتان۔

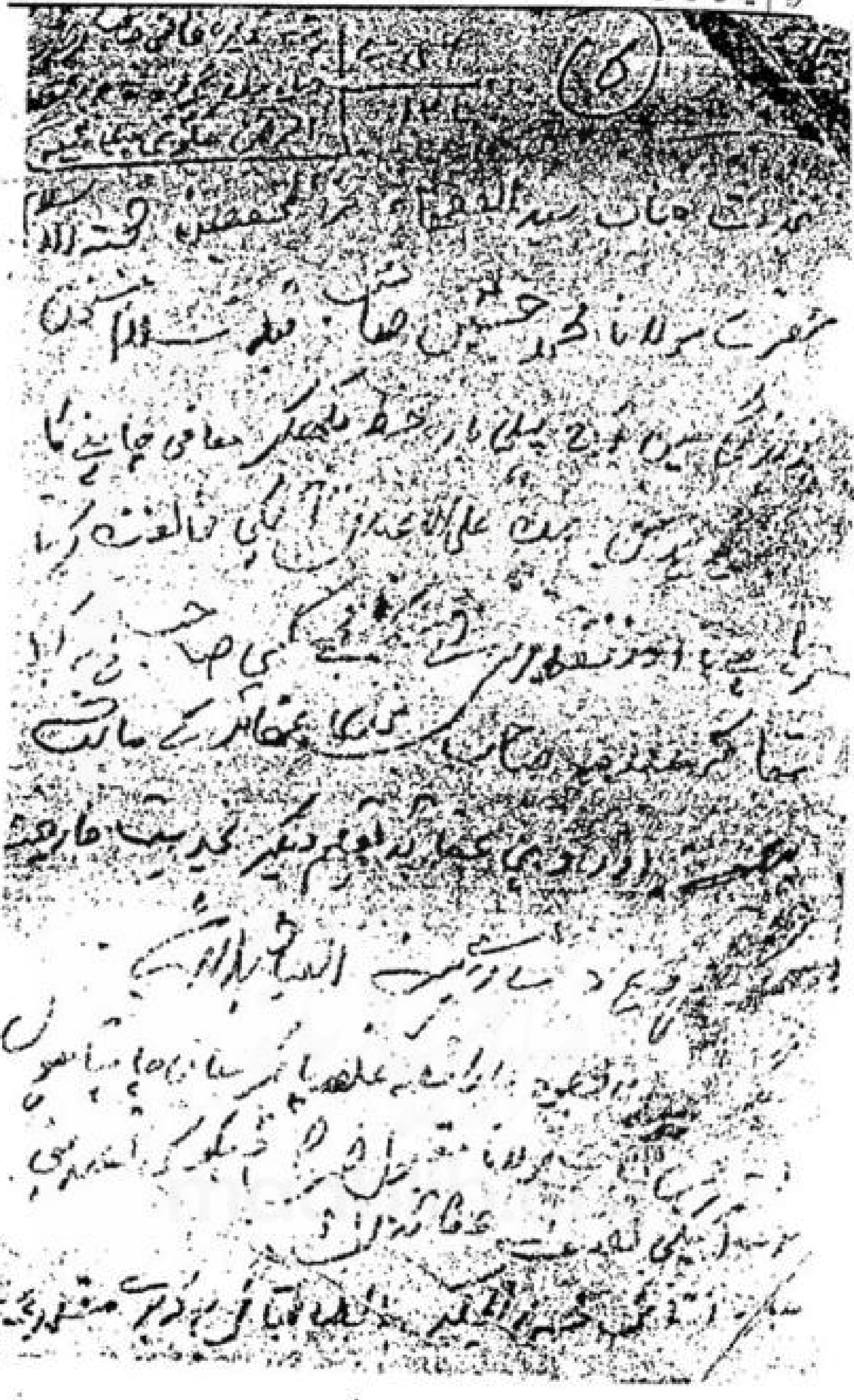
۲۔ حجۃ الاسلام علامہ حسین بخش صاحب جاڑا۔

۳۔ حجۃ الاسلام علامہ حافظ سیف اللہ جعفری۔

پتہ:۔ ڈیرہ قاضی صاحب کروڑ۔ ضلع مظفر گڑھ

قاضی سعید الرحمٰن علوی مبلغ شیعہ

نوٹ:۔ اس معافی نامے کا عکس اور علامہ نجفی کا جواب آگے دیکھا جاسکتا ہے۔





قاضی سعید الرحمٰن کے معافی نامے کا عکس

[illegible]

محترم المقام جناب [illegible] صاحب [illegible] زید مجدہم السلام [illegible]

[illegible] موصول ہوئی [illegible]

اس میں [illegible] اور دیگر [illegible] کرام کے متعلق پہلے آپ کی [illegible]

اور اس قدر اعتبار [illegible] قلبی اطمینان [illegible] ۔ ذلک تعجب ہوا

اور واقعاً ایک [illegible] کی طرف سے یہ دونوں باتیں ہیں بھی قابل تعجب

پہلی بات اس لئے قابل التعجب ہے کہ ایک ایسا شخص مذہب اہل بیت [illegible]

[illegible] ہے ۔ وہ اس مذہب [illegible] (جیسے علمی) کے بارے میں [illegible]

باتیں [illegible] کرتے ہوئے [illegible]

کیونکہ اپنی عاقبت خراب [illegible] ہے؟

اور دوسری بات اس لئے باعث تعجب ہے کہ ایک [illegible]

[illegible] اپنی [illegible]

اپنی علمی [illegible] قبول [illegible]

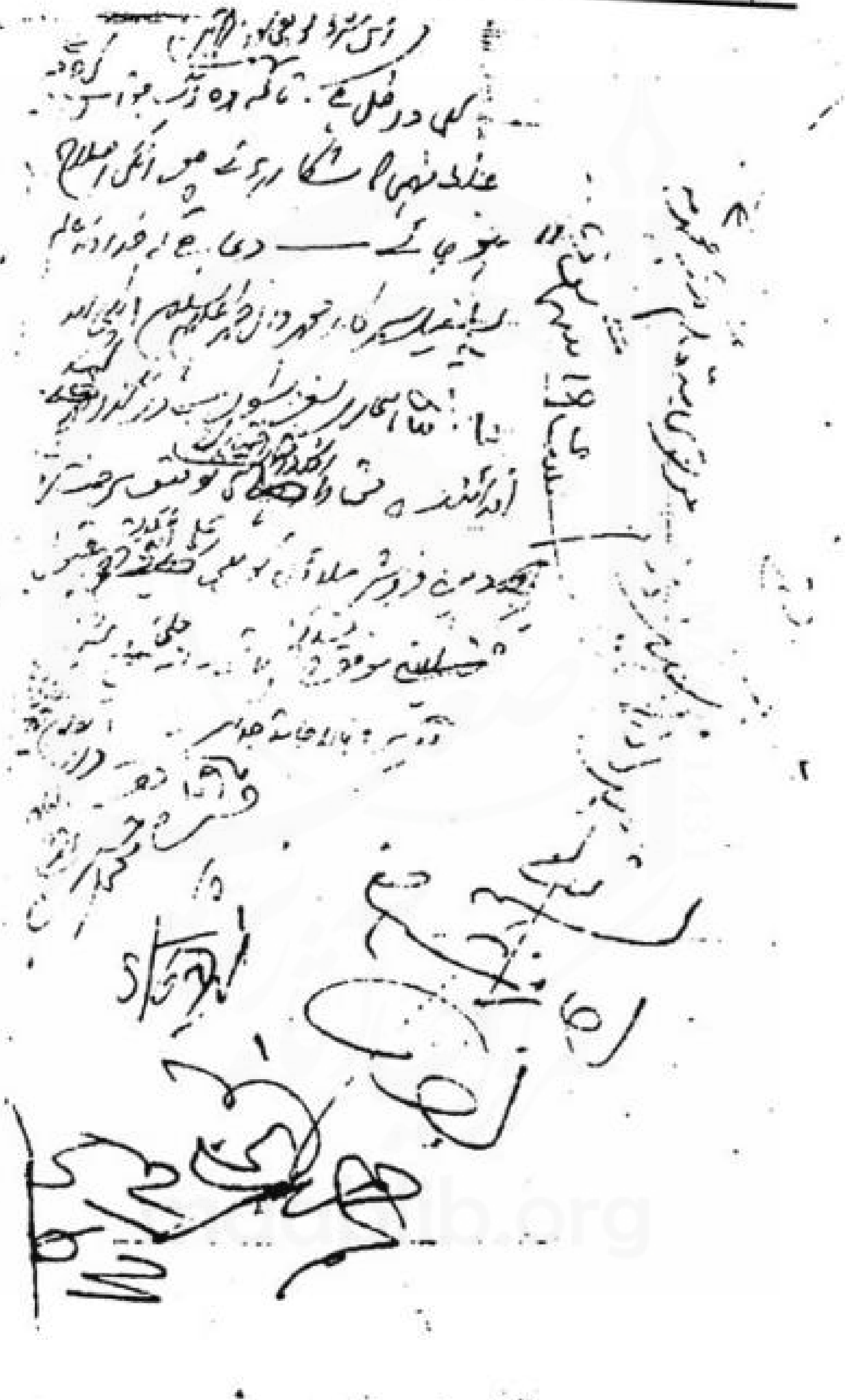
[illegible] خلاف ہے!

بہر حال اب [illegible] آپ [illegible]

من لم یقبل العذر من متنصل صادقا او کاذبا لم یرد علی الحوض [illegible]

[illegible] کی معذرت کو صمیم قلب سے قبول کیا جاتا ہے

کہ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم ۔ البتہ [illegible]



آیۃ اللہ نجفی کا قاضی سعید الرحمن کے معافی نامے کا جواب

آیۃ...... نجفی مدظلہ کے اجازات

٢٩ جمادى الاولى ١٣٨٧

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرة العلامة الحجة فخر الفقهاء المجتهدين فضيلة الشيخ محمد حسين الباكستاني النجفي دام

سلام عاطر وتحية مباركة وثناء فائق

بعد الدعاء لكم عند مرقد مولانا امير المؤمنين عليه افضل الصلاة والسلام بالموفقية لخدمة الدين الحنيف وترويج الشرع الشريف ابدي لكم بانه وصلني كتابكم الكريم ففرحني بالغبطة والسرور لما تلوت فيه نبأ صحتكم الغالية واشتغالكم بالتدريس والتعليم والقاء المحاضرات النافعة العالية في مدرسة دار العلوم المحمدية فانا اسأل الله تعالى أن يسدد خطاكم ويأخذ بعضدكم في نشر الحقائق الراهنة ويوفق اخواننا لاكتساب المكارم ونفائس الغنائم ببركات نفحاتكم القيمة وارشاداتكم الثمينة والطلاب جميع حاضري مجلس ابحاثنا يخصونكم بالسلام والتحية والاحترام وينتظرون مشاهدتكم قريبا او مباشرتكم للحوزة المباركة العلمية في النجف الاشرف ان شاء الله تعالى وفي الختام بلغوا سلامي وتحياتي لكل من يلطف لنا وده وحبه ودمتم مكلوئين بعنايته تعالى

(محمد [illegible] النجفي [illegible])

ص ١٢٦ سے مربوط عکس

۴۵۶

اجازۂ اجتہاد بسید المجتہدین سرکار آیۃ اللہ آقائی الحاج السید محمد جواد التبریزی [illegible] النجفی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله [illegible] والصلاة [illegible] على [illegible] من الاولين والآخرين [illegible]
محمد وآله [illegible] غياث المضطر المستكين وعصمة المعتصمين واللعنة الدائمة على اعدائهم [illegible]
[illegible] فلا يخفى وفضله لا يحصى [illegible]
[illegible] العلام [illegible] العالم ذي القريحة [illegible] والطريقة المستقيمة [illegible]
الاعلام [illegible] ثقة الاسلام [illegible] محمد حسين [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
والاستبصار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] الدنيا [illegible] الدنيا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ص ۱۳۶ سے مربوط عکس

...ہاد۔ استاذ المجتہدین آیۃ اللہ آقائی آقا السید ابو القاسم الحسینی الرشتی النجفی اعلی اللہ مقامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الذی جعل العلماء ورثۃ الانبیاء وفضّل مدادهم علی دماء الشهداء والصلوٰۃ
علی اشرف الانبیاء محمد وآله السفراء الامناء. وبعد فانّ جناب العالم الفاضل
...الهام سروج الاحکام مفخر الاعلام صفوۃ العلماء العظام ذو الفکر الصائب والنظر الثاقب
...بو حسین البنجابی الباکستانی زید توفیقه ممن صرف فی النجف الاشرف برهۃ من
وشطراً من دهره فی اكتساب المعالم الالهیۃ وتحصیل القواعد الشرعیۃ من الاساتیذ
...اد المدرسین العظام وقد حضر ابحاثی الاصولیۃ والفقهیۃ حضور تدقیق وتحقیق حتی نال مناه
...بتغاه وفاز بحمد الله رتبۃ من الاجتهاد مقروناً بالصلاح والسداد فله العمل بما استنبطه من الادلۃ
...یۃ علی النهج المألوف بین علماء الامامیۃ وقد اجزت له التصدی لما لا یجوز فی عصر الغیبۃ علی
...لفتیۃ والقضاء لغیر الفقهاء المجتهدین العدول الا باذنهم واجزت له ایضاً ان یروی عنی جمیع ما صح
...بته من مصنفات علمائنا الاخیار سیما الكتب الاربعۃ القدیمۃ التی علیها المدار فی سائر الا...
ومن لا یحضره الفقیه والتهذیب والاستبصار والوسائل والوافی وسائر الكتب المعتبرۃ بطرقه
...ل المعتبرۃ المنتهیۃ الی ارباب الجوامع والاصول ومنهم الی اهل بیت النبوۃ ومعدن الرحمۃ صلوات
اجمعین واوصیه بالوقوف علی مسلك الاحتیاط والتجنب من ان تغره الدنیا وان لا ینسانی من صالح
...ت ان شاء الله والسلام علیه ورحمۃ الله وبرکاته   وقد حررته فی ١٤ من شهر ذی القعدۃ سنۃ ١٣٧٩
الراجی السید ابو القاسم الرشتی الحائری عفی عنه

۳۵۸

[illegible] سماحۃ آیۃ اللہ العظمی آقا میرزا محمد عبد الکریم الزنجانی النجفی دام ظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فضل مداد العلماء علی دماء الشہداء
والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء محمد وآلہ
سادۃ الاوصیاء واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم اجمعین
الی یوم اللقاء اما بعد فان العالم العامل والکامل
الفاضل فخر المحدثین العظام عمدۃ العلماء الاعلام
رکن الاسلام الشیخ محمد حسین البنجابی الپاکستانی
دامت توفیقاتہ وتأییداتہ قد وفقہ اللہ تعالی
للمہاجرۃ من تلک البلاد وتحمل لہ وسائل مجاورۃ
النجف الاشرف فی سنین کثیرۃ لتکمیل العلوم الدینیۃ
والمعارف الیقینیۃ فلم یزل کان یجد ویجتہد فی
الترقی الی صعود اوج العلم والعمل مستفیدا من برکات
باب مدینۃ العلم مجدا فی حضور الابحاث العلمیۃ
العالیۃ لدی اساطین الفقہ حتی اشتہر کالعلم [illegible]
تحقیق وتدقیق حتی حاز قصب السبق من الاقران
وسبقہم فی ہذا الشأن وبلغ بحمد اللہ تعالی مرتبۃ
الاجتہاد ونال المراد فلیحمد اللہ تعالی علی ہذہ
النعمۃ العظمی والمنحۃ الکبری وقد اجزت لہ حفظہ اللہ

۳۵۹

ان یروی عنی جمیع ما صحت لی روایۃ
العظام شکر اللہ مساعیہم الجمیلۃ باسنادہا
الی الائمۃ الطاہرین صلوات اللہ علیہم
واوصیہ بالتقوی والاحتیاط فانہ سبیل
فعلی اخواننا المؤمنین التقدیر لشأنہ
والاکبار بمقامہ المنیع والاتعاظ بمواعظہ
ونصائحہ الکافیۃ والاقبال علیہ والحضور
المسائل الدینیۃ والمعارف الیقینیۃ
وایاہ واوصیہ بالتقوی والاحتیاط فی
وان لا ینسانی من صالح دعواتہ فی مظانہا
والسلام علیہ وعلی جمیع اخواننا المؤمنین
ورحمۃ اللہ [illegible]
[illegible]

ص ۱۲۷ سے مربوط عکس



۳۹۲

بسم الله الرحمن الرحيم

۳۹۳

ص ۲۵۸ سے مربوط عکس

بسم الله الرحمن الرحيم

بعد الحمد والصلاة جناب مستطاب عماد العلماء الاعلام حجة الاسلام آقای

شیخ محمد حسین نجفی دامت افاضاته وکیل است از جانب اینجانب در تصدی

امور حسبیه شرعیه با مراعات احتیاط و در اخذ وجوه شرعیه از حقوق سهم مبارک

امام علیه السلام و صرف ثلث آن در وجوه و نصف سهم مبارک در موارد مقرره

شرعیه و ایصال نصف دیگر را به اینجانب بوسیله حوزه علمیه

واوصیه بما اوصی به السلف الصالح من ملازمة التقوی

والتجنب عن الهوی والتمسک بالاحتیاط فی الدین والدنیا وارجو منه

ان لا ینسانی من صالح دعواته والسلام علیه ورحمة الله

الاقل ابو القاسم الموسوی الخوئی حرر فی ۲۴ شهر شعبان المعظم ۱۳۹۰

الخوئی



بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ الباحثین آقائے شیخ بزرگ تہرانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا آیۃ اللہ نجفی کے نام

اجازہ روایت

متفرق خطوط اور اخبارات



چار سو روپے اگر مل جائیں تو آپ کی ترجمانی بھی کی جا سکتی ہے یعنی ایمان وضمیر کی خرید وفروخت کا سستا معاملہ

بسمه تعالی

محضر مستطاب حضرت آیة الله العظمی آقای آقا سید محسن الحکیم [illegible] نجف اشرف عراق

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته   [illegible]

[illegible] که از جناب [illegible] خادم و دیگر حضرات [illegible] بوده و خواهیم بود لذا التماس دعا

از ادعیه خیریه در موارد استجابت [illegible] امید [illegible] در ذیل یک مسئله [illegible] خدمت جناب

[illegible] میشود [illegible] محل حاجت شده [illegible] التماس دارم در جواب [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] همیشه [illegible]

مسئله: شخصی پسر دختر خود را (که بالغ بوده [illegible] آن طفل [illegible] شده بود)

با دختری (که نیز نابالغ بود) با ولایت پدر دختر نکاح کرد و بعد از مدتی (که هر دو آن [illegible] بالغ شده‌اند)

[illegible] آن طفل فرار کرد و اکنون مدت هفت سال (یک قدری بیشتر) شده که غائب است

و از حین الفقد تا اکنون هر چه جستجو نمودیم آن را پیدا نکردیم و از پیدا شدن مأیوس شدیم [illegible]

آن طفل مال [illegible] پسر [illegible] خود ندارد و پدر دختر نیز خیلی [illegible] است [illegible] نفقه

به آن دختر [illegible] لذا [illegible] از [illegible] تقاضا [illegible] باشد جناب آقای

دختر را (که اسمش صاحبان بنت عطا خان زوجه ممتاز خان ولد امیر خان است) صیغه طلاق

جاری فرمائید [illegible] از [illegible] در ذیل نامه

آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے محسن الحکیم کا جناب زوار ہمدانی صاحب کے نام خط جس میں آیۃ اللہ نجفی مدظلہ کو صیغہ طلاق جاری کرنے کے لئے وکیل مقرر کیا گیا ہے۔



اسلام کے دامن پر جس ایک کو کیا ہے؟ ۔ ایک غریب سید الشمسی کا ایک سید شہری

شیعیان پاکستان کا بیباک ترجمان

ہفت روزہ

شہید

لاہور

ایڈیٹر: جعفر علی میر

شمارہ ۴۱-۴۲

جلد ۱۵

ٹیلیفون نمبر ۳۱۴۸

چیف ایڈیٹر: مظفر علی شمسی

مورخہ ۱۲/۵ نومبر ۱۹۶۷ء

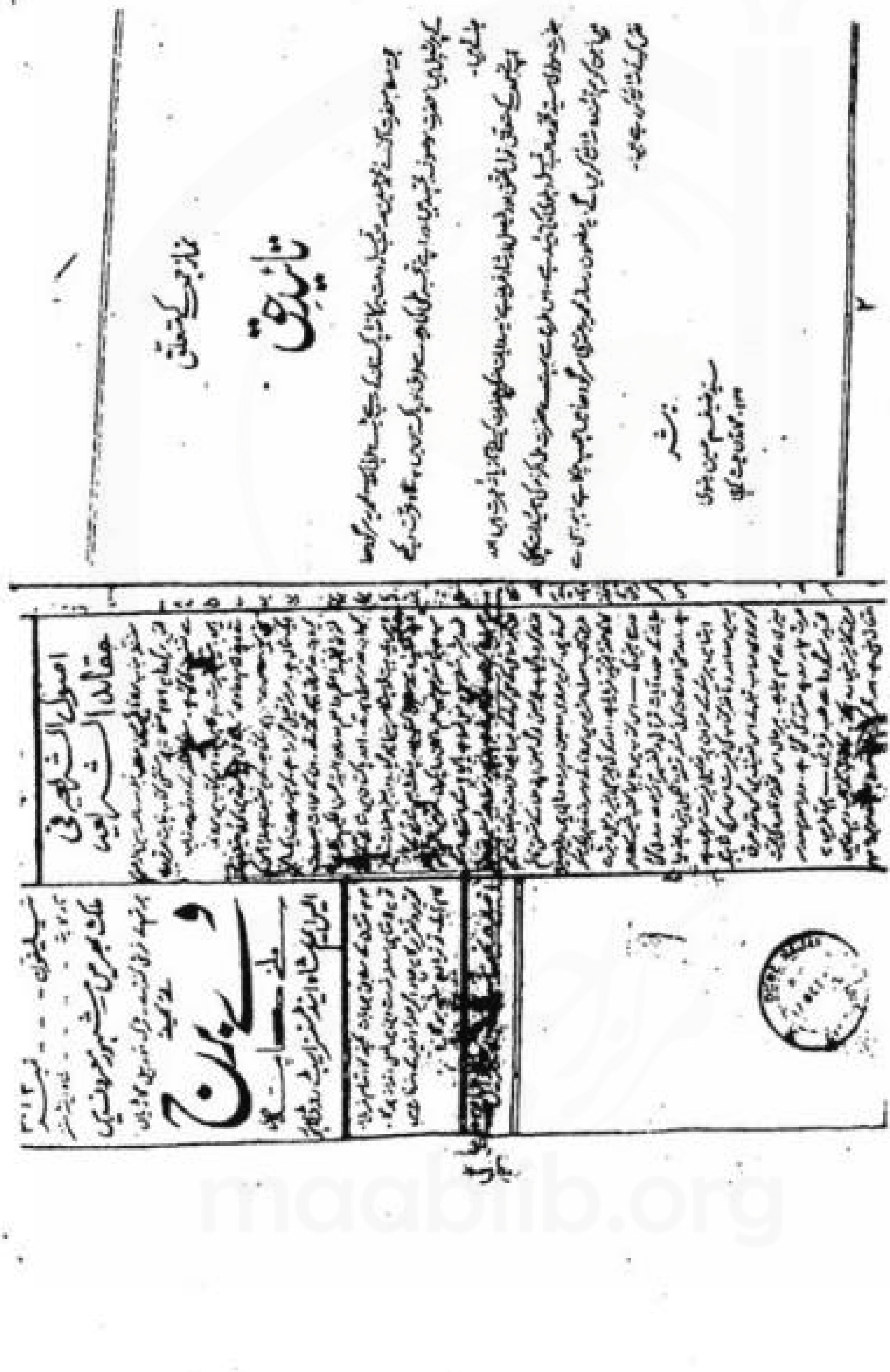
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۸۸

"غدارِ اعظم"



مولوی محمد بشیر کی چٹھی

نوٹ:۔ جلد اول سے مربوط بعض خطوط رہتے ہیں انشاء اللہ جلد دوم میں شائع کر دیے جائیں گے



نماز جمعہ کے متعلق

تائید حق

ناشر

اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ

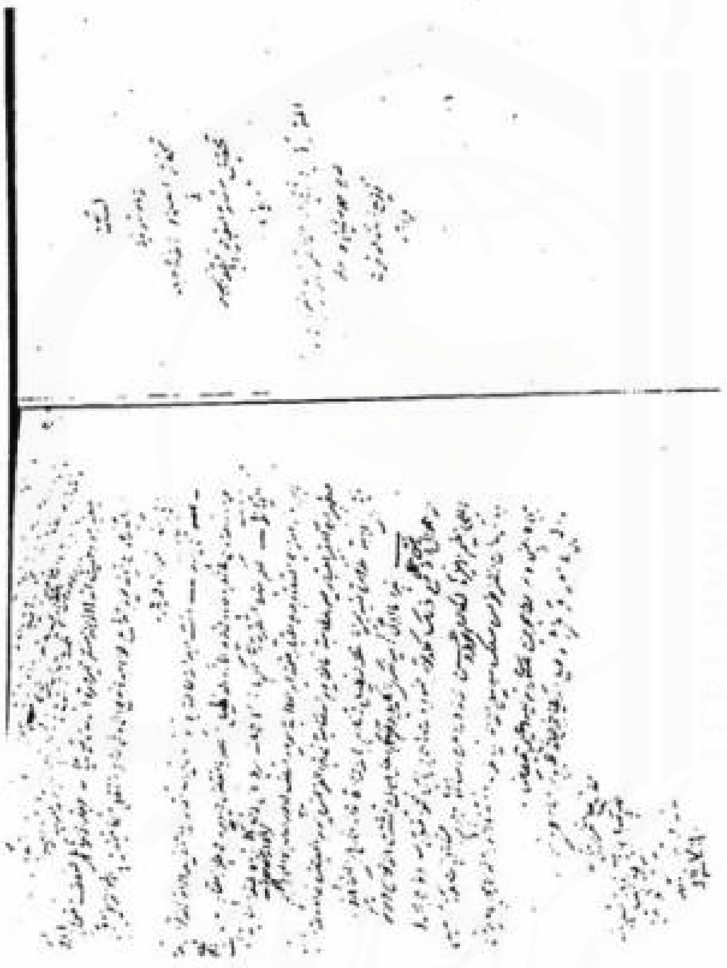


آیۃ اللہ نجفی نے اپنے استاد آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے مرزا محمد باقر زنجانی کے خارج اصول فقہ کی تقریرات لکھی تھیں جس کا قلمی مسودہ موجود ہے۔ جو ابھی تک شائع نہیں ہوا اور نہ ہی اس کا ذکر کسی کتاب میں ہوا ہے اصل نسخہ کے صفحہ اول کا عکس لے لیا گیا ہے تقریرات بھی عربی میں ہیں۔


بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ علی عبادہ الذین اصطفی

آیۃ اللہ نجفی نے اپنے استاد آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید جواد تبریزی طباطبائی کے خارج اصول فقہ کی تقریرات لکھی تھیں جس کا قلمی مسودہ بنام "غایت المامول فی علم الاصول" موجود ہے۔ جو ابھی تک شائع نہیں ہوا اور نہ ہی اس کا ذکر کسی کتاب میں ہوا ہے۔ اصل نسخہ کے صفحہ اول کا عکس لے لیا گیا ہے تقریرات بھی عربی میں ہیں۔



آیۃ اللہ نجفی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے عربی زبان میں رسالہ بنام

" تحفۃ العلماء الاماجد فی تحقیق مسئلۃ المقبوض بالعقد الفاسد "

کے صفحۂ اول وآخر کا عکس جو تاحال قلمی مسودہ کی صورت میں موجود ہے۔ جس کا ذکر کسی کتاب میں نہیں ہوا۔